

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بیالیسوال اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ ہوئا 03 اگست 2021ء بروز منگل بہ طابق 23 ذوالحجہ 1442ھ جری

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	دعاۓ مغفرت۔	04
3	چینہر مینوں کے پیش کا اعلان۔	04
4	وقفہ سوالات۔	32
5	توجہ دلاؤ لوٹسز۔	57
6	رخصت کی درخواستیں۔	64
7	تحریک الٹا نمبر 1 مجاہد میر جان محمد خان جمالی۔	66
8	آڈٹ رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا۔	66

ایوان کے عہدیدار

اپیکر----- میر عبدالقدوس بزنجو

ڈپٹی اپیکر----- سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی----- جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر----- جناب مقبول احمد شاہ وانی



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 03 اگست 2021ء بروز منگل بہ طابق 23 ذوالحجہ 1442 ہجری، بوقت شام 04 بجک 45 منٹ زیر صدارت میر عبد القدوں بزنجو، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

سکتہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتَبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عَوْجًا ﴿١﴾ قَيِّمًا لِّيَنْدِرَ بَاْسًا

شَدِيْدًا مِنْ لَدُنْهُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّلِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا لَا

مَّا كَثِيْرٌ فِيهِ أَبَدًا ﴿٢﴾ وَيَنْدِرَ الَّذِينَ قَالُوا تَحْذَّرُ اللّٰهُ وَلَدًا لَا

﴿پارہ نمبر ۵ سورہ الکھف آیات نمبر ایات ۳۷﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - تمام خوبیاں اُس اللہ کے لئے ثابت ہیں جس نے اپنے خاص بندے پر یہ کتاب نازل فرمائی اور اس میں ذرا بھی کبھی نہیں رکھی۔ بالکل استقامت کے ساتھ موصوف بنایا تاکہ وہ ایک سخت عذاب سے جو کہ مجاہد اللہ ہو گا ڈرانے اور ان اہل ایمان کو جو نیک کام کرتے ہیں۔ یہ خوشخبری دے کہ ان کو اچھا جرم ملے گا۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور ڈر سناوے ان کو جو کہتے ہیں اللہ رکھتا ہے اولاد۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ -

جناب اسپیکر: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔

میر جان محمد خان جمالی: جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان میں جتنے بھی افراد فوت ہوئے ہیں ان سب کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

جناب اسپیکر: میں تو اعد انصباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجمع 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت رواں اجلاس کیلئے ذیل ارکین اسمبلی کو پہنچ آف چیئرمین کیلئے نامزد کرتا ہوں:

- ۱۔ جناب قادر علی نائل صاحب۔
- ۲۔ جناب اصغر خان اچھزئی صاحب۔
- ۳۔ جناب نصر اللہ ذیرے صاحب۔
- ۴۔ حاجی محمد نواز کا کڑ صاحب۔
- ۵۔ جی ملک صاحب۔

ملک سکندر خان ایڈو ویٹ (قائد حزب اختلاف): میرے خیال میں یہ اپنی بات کر لیں گے۔ یہ ہاؤس کیلئے بھی انتہائی ضروری ہے کہ 2021-7-19 کو صبح 7 بجے نصر اللہ خان زیرے جو ہمارے ایم پی اے ہیں اور متعدد اپوزیشن سے اُن کا تعلق ہے۔ ان کے بیٹھے اولس یا رکھانا معلوم افراد نے گھر کے سامنے سے اغوا کیا، پانچ گھنٹے تک انہوں نے جس بے جا میں رکھا اور اس کے بعد اس کو دکانی با باپل پر چھوڑ کر، یہ گیارہ سال کا بچہ تھا۔ اُس کی ایف آئی آرسی دن درج کرائی گئی۔ اُس کے والدین کو تمنی ڈھنی پریشانی ہوئی ہے۔ اُس کے گھر والوں کو اور جس طریقے سے، جس ظالمانہ طریقے سے اس چھوٹے بچے کو انہوں نے اغوا کیا۔ اور جس بے جا میں رکھا۔ اب تک کوئی کارروائی جناب اسپیکر صاحب! نہیں ہوئی ہے، نہ ہی کسی کو اب تک گرفتار کیا گیا ہے۔ اور نہ ہی جو مجرمان تھے جنہوں نے اتنا ظالمانہ جرم کیا، اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی ہے۔ تو ہماری گزارش ہے جناب! کہ اگر اسمبلی کے ایک معزز رکن کے بیٹھے کیسا تھا! اتنا ظلم ہوتا ہے اتنی بڑی زیاتی ہوتی ہے اس کو اغوا کیا جاتا ہے، جس بے جا میں رکھا جاتا ہے۔ اس کو ہر اساح کیا جاتا ہے، اس سے گھر کے بارے میں سوالات کئے جاتے ہیں۔ اُس کے والد کے بارے میں اس سے سوالات کیے جاتے ہیں کہ تمہارا والد یہ کیا کرتا ہے، مختلف جگہوں پر تقریریں کیوں کرتا ہے۔ تو یہ چھوٹے کو اس طریقے سے اس کے والدین کو بچے کے ذریعے دھمکی دینا یا اس کے ساتھیوں کو بچے کے ذریعے دھمکی دینا میں سمجھتا ہوں کہ ایک بہت بڑا جرم ہے۔ اب تک اگر کوئی کارروائی نہیں ہوئی ہے تو جناب! میں گزارش کروں گا کہ آپ رو لنگ دیں کہ فوری طور پر جو عوامل اس کے پیچھے کا فرمایا ہیں یا

جن لوگوں نے اس بچ کواغوا کیا اور اس کو جس بے جامیں چانچ گھٹنے تک رکھا۔ ان کو گرفتار کیا جائے اُن کو قانون کے سامنے لایا جائے۔ اسی طرح جناب اسپیکر ازیارت میں بھی ایک بہت بڑا سانحہ ہوا ہے۔ جس میں ایک شخص قابض خان کو۔۔۔

جناب اسپیکر: بس ایک تو آپ نے بیان کیا، باقی تو کارروائی چلنے دیں، ابھی تک کارروائی نہیں چلی۔

فائدہ حزب اختلاف: جناب اسپیکر صاحب! اس کو شہید کیا گیا اور شہید کرنے کے بعد جناب اسپیکر صاحب۔۔۔

جناب اسپیکر: بس سر! آپ نے ایک کیا ہے ناں باقی کو چھوڑ دیں۔ میں آپ کو فلور دیتا ہوں۔ زیرے صاحب میں آپ کو فلور دیتا ہوں۔ آپ نے ایک دوپائٹ اٹھا لیے ملک صاحب۔ مطلب باقی کارروائی نہیں کرنی ہے۔ یہ تو نہیں ہے ناں یہ تو میری اچھائی ہے میں دے رہا ہوں۔ ابھی تک آپ نے اسمبلی کی کارروائی شروع نہیں کی ہے۔ میں آپ کو فلور دے رہا ہوں۔ آپ تو rule quote کرتے ہیں۔ پھر rule میں یہ نہیں ہے کہ ابھی تک ہم نے باقاعدہ اسمبلی کی کارروائی شروع نہیں کی ہے۔

فائدہ حزب اختلاف: یہاں تو ایک آدھ سوال ہو گا۔

جناب اسپیکر: نہیں پوائینٹ آف آرڈر میں اتنا مبارکبھی نہیں ہوتا ہے۔

فائدہ حزب اختلاف: جناب! یہاں اس قسم کے حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ اس کو روکنے کیلئے تو جناب بھی۔۔۔

جناب اسپیکر: بالکل آپ کو میں فلور دے رہا ہوں میں نہیں کہہ رہا ہوں کہ آپ کو نہیں دے رہا ہوں۔

فائدہ حزب اختلاف: جناب! اس کے آدمی کو شہید کرنے کے بعد اس کے خلاف ایف آئی آر بھی درج کردی گئی اور اس کو۔۔۔

جناب اسپیکر: ایک پوائٹ پر ایک بات کریں۔ آجائیں جی دمڑ صاحب!۔۔۔ (مداخلت) نہیں یہ تو ہوتا ہی نہیں ہے۔ آپ مداخلت تو نہیں کر رہے ہیں۔۔۔ (مداخلت) نہیں یہ تو ہوتا ہی نہیں ہے ناں مداخلت تو نہیں کر رہے ہیں۔

جناب نور محمد دمڑ (وزیر پی انج ای و بی و اسا): اپوزیشن میں رہنے کا مقصد یہ تو نہیں ہے کہ آپ کسی کی بات سے آپ بات کریں یہ میرے سے related بات ہے میرے حلقوں کی بات ہے میں point of order پر کھڑا ہوں، میں نے بات کرنا چاہا، آپ سے request کی میں نے۔۔۔ (مداخلت -شور)

جناب اسپیکر: ہاں بالکل پہلے بھی اُس نے request کی تھی جیسا کہ میں۔

حاجی محمد نواز خان کا کڑ: آپ بولتے نہیں تھے۔

وزیر پی انج ای وبی واسا: آپ بھی تو روڈ میں پھنس گئے تھے۔

قائد حزب اختلاف: آپ کا کام یہ تھا کہ وہاں آپ مجرموں کو پکڑتے یہ آواز تو ہم نے پہنچائی ہوئی ہے۔

آپ کا یہ کام نہیں تھا، آپ اس کے لئے نمبر نہیں بڑھائیں آپ اس کو گرفتار کرتے جنہوں نے یہ کام کیا ہے۔

جناب اسپیکر: پہلے آپ نے جو point میا، اس پرولنگ کے لئے آپ چھوڑ دیتے، زیرے والا مسئلہ

تھا پھر دوسرے پر آجاتے، مسئلہ نہیں تھا۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! اگر آپ دو منٹ دیدیں تو میں اس پر بولوں۔

جناب اسپیکر: ملک سکندر رضا صاحب! میرے خیال میں آپ ایک point آپ نے کھارولنگ بھی دی

آپ نے مجھے موقع ہی نہیں دیا، آپ دوسرے point پر شروع ہو گئے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! میرے بیٹے کے میں تو پہلے اپوزیشن لیڈر صاحب کا انہائی

مشکلور ہوں۔

وزیر پی انج ای وبی واسا: جناب اسپیکر! جو بھی کھڑا ہوتا ہے کم سے کم اُسی پر بات کریں، کسی اور موضوع کو

پھر touch کیا جائے۔

جناب اسپیکر: بس اسی میں کر رہا ہے اس واقعہ پر۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جی ہاں میں اُسی پر کروں گا۔ جناب اسپیکر! میں جناب اپوزیشن لیڈر صاحب

نظام اپوزیشن کے دوستوں کا شکر یاد کرتا ہوں۔ چونکہ یہ معاملہ میرے ساتھ ہوا ہے 19 جولائی کو سات بجے میرا

گیارہ سالہ بیٹا class 5th میں پڑھتا ہے، وہ گھر سے نکلا ہے، باہر گاڑی کھڑی ہے، جس میں چھ بندے سوار

ہیں۔ اُس مخصوص بچے کو وہ لوگ گاڑی میں زبردستی انداز کر لیتے ہیں۔ اور اُس کے بعد وہ پانچ گھنٹے انہیں کسی مکان

میں رکھتے ہیں۔ اور پانچ گھنٹوں کے بعد ان کو دوبارہ لا کر کے دکانی بابا چوک پر چھوڑ دیتے ہیں۔ اور وہ بچہ دکانی

بابا چوک سے کوئی سیلہ بٹ ٹاؤن، چالو بادڑی سے آگے میرا گھر ہے، یہ بچہ یہاں سے وہاں تک پیدل گیا ہے۔

اور نو گھنٹے پورا خاندان اضطراب میں تھا، مشکل میں تھا اور جناب اسپیکر! اسی دوران میں نے آئی جی صاحب اور

ڈی آئی جی صاحب کو فون کیا۔ اس دوران انہوں نے کوئی فون attend نہیں کیا۔ پھر میں نے جا کر کے خود

منظر ہوم کو فون کیا کہ میرے ساتھ یہ واقعہ ہوا ہے، میرے بیٹے کے ساتھ واقعہ ہوا ہے۔ اُس کے بعد پھر آئی جی

اور ڈی آئی جی کے فون آئے۔ پھر ہماری پارٹی کا delegation گیا آئی جی کے پاس کہ جہاں بچ کو چھوڑا گیا ہے وہاں اگر آپ خود جا کر دیکھیں، وہاں چار پانچ کیمرے لگے ہوئے ہیں۔ آج پندرہ دن سے زیادہ ہو گئے، ان کیمروں کا کیا فائدہ ہے کہ ابھی تک کوئی رزلٹ نہیں آیا ہے نہ گاڑی trace ہوئی ہے، اور نہ ملزمان پکڑے گئے ہیں۔ پھر ایک ایم پی اے کے ساتھ اگر یہ ہو سکتا ہے تو عام لوگوں کا کیا حال ہوگا۔ جناب اسپیکر! اگر کسی کا یہ خیال ہے کہ اپوزیشن یہاں حکومت کے خلاف بولتے ہیں یا جو لوگ یہ کام کرتے ہیں ان کے خلاف بولتے ہیں یا جو ادارے کرتے ہیں۔ تو کیا آئین پاکستان، یہ اسمبلی ہمیں بولنے کی اجازت نہیں دیتی ہے۔ جناب اسپیکر! عثمان کا کڑ شہید نے بھی اپنی آخری تقریر 10 مارچ 2021ء میں یہی بات کہی تھی۔ ان کے ساتھ کیا ہوا ان کو شہید کیا گیا اور پھر آپ نے عمل دیکھا لاکھوں لوگ ان کے نماز جنازہ میں آئے اس خطے کا سب سے بڑا نماز جنازہ تھا۔ آج مجھے دھمکی دی جا رہی ہے آج میرے ایک دوست ایم پی اے یونس عزیز زہری نے کہا کہ مجھے بھی threat کیا جا رہا ہے اگر اس طرح اپوزیشن کو threat کیا جائے پھر آخری ملک کیسے چلے گا کیسے یہاں اس آئین کی پاسداری ہوگی؟ جناب اسپیکر! میرا بیٹا اوس یارخان جو گیارہ سال کا ہے اس کے ساتھ یہ واقعہ ہونا اور حکومت کی خاموشی مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ منسٹر صاحبان یہاں میرے colleagues ہیں انہوں نے آج تک کسی وزیر نے بھی مجھ سے رابطہ تک نہیں کیا۔ وہ میرے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میرے ساتھ واقعہ ہوا ہے میرا بیٹا انگو ہوا ہے۔ یہ کیسے، مطلب کوئی اخلاقیات ہوتے ہیں، اقدار ہوتے ہیں یہاں تک کہ اور ہم کہتے ہیں کہ ہم پشتوں ہیں، ہم بلوج ہیں، ہمارے اخلاقیات ہوتے ہیں، اقدار ہوتے ہیں یہاں تک کہ کسی نے پوچھا بھی نہیں ہے۔ اور ابھی تک اس کا کوئی رزلٹ نہیں آیا ہوا ہے۔ جناب اسپیکر! یہ کس طرح ہو سکتا ہے میں آپ سے اس مسئلے پر رولنگ چاہوں گا request Mr.Speaker । کہ آپ آئی جی کو تمام ایجنسیوں کو یہاں بلا کیں، ان سے رپورٹ منگوائیں کہ جو اوپر آپ نے کیمرے پانچ لگائے ہیں یہ کس لئے لگائے ہوئے ہیں۔ مجھے کسی پولیس افسر نے بتایا ان کیمروں کو ہفتے میں ایک دن صاف کرنا پڑتا ہے۔ ہم نے تو کبھی اس کو صاف نہیں کیا ہے۔ یہ بہانہ ایک ذمہ دار پولیس کہہ رہی ہے۔ تو کیسے آپ کا سیف سٹی پروگرام کہاں ہے کس کے ہاتھ میں ہے؟ وہ ابھی جو دو تانی بیچارے کا قابض خان دوتانی کو شہید کیا۔ یہ ایسے معاملات ہیں، یہ حکومت کی سراسرنا کامی ہے اور یہ کچھ اور نہیں ہے۔ اگر میں وزیر ہوتا اگر اس قسم کے واقعات ہوتے، کم از کم میں resign کرتا کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا، قابض خان شہید ہوتا ہے اور میں بیٹھا ہوا ہوں یہ ہو نہیں سکتا۔ । کہ آپ کم از کم اوس یارخان کے اس انگو کے خلاف آپ رولنگ دیں گے اور سخت رولنگ request

دیں گے تاکہ اس معاملہ کو جلد از جلد نمٹا جائے اور ملزمان گرفتار ہو جائیں۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ زیرے صاحب جو واقعہ ہوا ہے ہم اور آپ سب کے بیٹوں کے ساتھ یہ ہو سکتا ہے۔ یہ افسوسناک واقعہ ہے اور ہم اس کی مذمت بھی کرتے ہیں پورے ہاؤس کی طرف سے۔ اور ہوم فنڈر صاحب آئے ہیں ان سے تھوڑی رپورٹ لیتے ہیں کہ اس حوالے سے کوئی پیشافت ہوئی ہے؟۔۔۔ (داخلت) رپورٹ تو لے لیں نا۔ میرے خیال میں ایک تو آئی جی صاحب۔۔۔ (داخلت) کہ زیرے صاحب کے بیٹے کا جو واقعہ ہوا ہے اس پر کوئی انفارمیشن ہے یا نہیں؟

میرضیاء اللہ لانگو (وزیر مکمل داخلہ و قائمی امور): اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔
جناب اسپیکر صاحب! میں گاؤں میں تھا تو انہوں نے مجھے WhatsApp بھیجا تھا کہ میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے۔ تو میں نے اُسی ٹائم اے سی ایس ہوم کو کال کر کے کہا کہ آپ ان کا جس طرح مسئلہ ہوا ہے اس کو دیکھ لیں۔ تو پھر انہوں نے کہا کہ ”یہ جب تک کسی تھانے میں رپورٹ درج نہیں کرتے حکومت کوئی کارروائی نہیں کر سکتی“۔ پھر یہی پیغام میں نے ان کو بھیجا لیکن پھر ان کا جواب نہیں آیا۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! اُسی دن 3 جولائی کو شام 00:00 بجے ایف آئی آر درج ہوئی ہے۔ پھر ہم آئی جی کے پاس گئے ہیں۔ آج 15 دن ہو گئے ہیں کوئی رزلٹ نہیں آیا۔ وہاں 5 کیمرے لگے ہوئے ہیں ان کا کوئی رزلٹ نہیں ہے۔ تو ہم نے ایف آئی آر درج کر لی ہے جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے زیرے صاحب۔

وزیر داخلہ و قائمی امور و پیڈی ایم اے: اُن کی طرف سے پھر مجھے اطلاع نہیں ہوئی جناب اسپیکر! میں آئی جی کو بُلا کر next اجلاس میں۔۔۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے اس میں ایسے کرتے ہیں کہ آئی جی صاحب کو سیکرٹری صاحب! اس پر وہ کریں کریں اور ساری رپورٹ بھی منگوالیں اور بریفنگ بھی ہمیں دے دیں کہ کہاں تک یہ کارروائی پہنچی ہے؟ اور اس طرح کے لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے تاکہ ایسا واقعہ بعد میں اس طرح نہ ہو۔ جی نور محمد مظہر۔

وزیر پی اچ ای و بی و اسا: جی شکریہ جناب اسپیکر! یہ میں point of order پر جس موضوع پر بات کرنا چاہرہ تھا آج سے کچھ دن پہلے میرے حلقة کے ایک آدمی قابض خان ووتانی جو کہ لیویز کے ہاتھوں شہید کیا گیا، وہ ایک بیگناہ شہری تھا۔ یقیناً ہمارے زیارت کی جو لیویز اور پولیس کے ریکارڈ میں ان کا کوئی بھی ایسا کیس یا کوئی بھی ایسے شواہنہیں ملے کہ یہ آدمی کریم نہ ہے۔ یہ بندہ اپنے کسی کام کے چھپے معاہدے ایک ساتھی جا رہے تھے

فلم سیف اللہ کی طرف تو یوز چیک پوسٹ چینجن کے مقام پر وہاں ان کو روکنے کی کوشش کی۔ وہ شاید ڈر کی وجہ سے رُکا نہیں، ان کے ساتھ پیسے بھی تھے اور موڑ سائکل بھی تھا۔ یو یوز بھی کوئی ایک فلیڈر گاڑی میں تھی، پرانی یو یٹ گاڑی میں۔ تو انہوں نے شاید کوئی اور سوچا ہو گا کہ پتہ نہیں کہ یہ کون لوگ ہیں۔ تو ادھر سے یو یوز والوں نے ان پر فارنگ کی اور وہ بندہ بیگناہ تھا، وہ شہید ہو گیا۔ اور یو یوز کے خلاف تو متعلقہ ڈسی نے کارروائی بھی کی اور ان کو arrest بھی کیا اور انکے خلاف ایف آئی آر بھی ہو گئی اور کافی حد تک پیشرفت بھی ہو گئی۔ یہاں سے ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ڈسی جی یو یوز کی طرف سے۔ وہاں ان کے لواحقین کو یا وہاں متعلقہ ادارے اور ڈسی سی وغیرہ کو، سب کو، strict پیغام دیا گیا کہ ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔ میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ یو یوز بھی ہماری ہماری فورس ہے۔ اور بندہ جو شہید ہوا ہے یہ بھی ہمارے ووٹر بھی ہے میرے حلقے کے ایک بیگناہ شہری ہے۔ تو یقیناً دکھ اور افسوس کی بات ہے، ایک جوان کی شہادت اپنی ہی فورس کے ہاتھوں ہو جاتی ہے۔ اور ایک غلط فہمی یا ایک لا شعوری اگر آپ اس کو پتہ نہیں کیا نام دیں۔ غلط بات، غلط کام ہوا ہے غلط طریقے سے لیکن ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ڈیپارٹمنٹ غافل ہے۔ اور یو یوز فورس ایک نااہل فورس ہے۔ یو یوز فورس یقیناً وہ یو یوز فورس نہیں ہے جو پہلے ہوا کرتی تھی۔ یو یوز فورس میں آج کل بہت بہتری بھی آئی ہے۔ اور یو یوز پر جس انداز سے کام ہو رہا ہے اور یو یوز جس بہتری کی طرف جا رہی ہے یقیناً ہمارے لیے فخر کی بات ہے۔ لیکن ایک آدھ بندے کا لی بھیڑ ریا آپ اُس کو کہہ سکتے ہیں ایک غلط آدمی کی وجہ سے پورا ڈیپارٹمنٹ بدنام ہو جاتا ہے اور پوری یو یوز فورس پر ایک داغ لگ جاتا ہے۔ تو میری یہ عرض ہے میری request ہے ہوم منٹر صاحب سے بھی اور ڈسی جی یو یوز صاحب سے بھی۔ ڈسی جی یو یوز صاحب بھی ہمارے منٹر صاحب سارے ایک اچھے ایماندار آفیسر ہیں۔ اور اسی طرح ہوم ڈیپارٹمنٹ میں ان کے سیکرٹری ہمارے منٹر صاحب سارے ایک اچھی ٹیم کی صورت میں کام کر رہے ہیں، law and order کے حوالے سے کافی بہتری بھی آئی ہے۔ لیکن یہ جو واقعہ ہوا ہے یہ یقیناً ایک دردناک اور ایک ظلم ہوا ہے۔ اور اس بندے کے متعلق جو بھی یہ لوگ نام دے رہے ہیں اور ان کے پیچھے پھر ایک غلط ایف آئی آر بھی درج کی گئی ہے کہ یہ دشمنگرد تھا یا یہ چور تھا۔ تو ان کے بارے میں نہ چوری کا کوئی الزام ثابت ہوا ہے اور نہ ان کا ریکارڈ ہمارے پورے ڈسٹرکٹ میں یو یوز تھانوں میں پولیس تھانوں میں ہم نے جہاں تک اسکی تحقیقات کی ہے تو کہیں بھی اس پر کوئی ایسے ثبوت نہیں ملے ہیں کہ پیچھے ادوار میں اس نے کہیں چوری کی ہو یا کوئی دشمنگردی کے واقعات میں ملوث پایا گیا ہو۔

جناب اسپیکر: جی یہ ہوم منٹر کے نوٹس میں لا یا ہے۔

وزیر پی اچ اے اولی و اسا: جی ہوم مسٹر کے نوٹس میں ضرور ہوگا۔ بلکہ ہوم ڈیپارٹمنٹ، ہوم سیکرٹری سے میں نے کل میٹنگ کی۔ اُس نے ایک انکواڑی کمیٹی بھی تشکیل دی وہی بڑی تحقیق صاحب کی نگرانی میں DCs پر مشتمل۔ مجھے امید ہے میں request بھی کرتا ہوں کہ اس کی صاف و شفاف تحقیقات ہونی چاہیے۔

جناب اسپیکر: جی ہوم مسٹر صاحب! اس پر تحقیقات کو تیز کریں۔

وزیر پی اچ اے اولی و اسا: اور اگر یہ بندہ واقعی کوئی ہمشترگرد یا کوئی چوراگر ثابت ہوا تو ظاہر سی بات ہے ہمارے ملک کے آئین میں چوریا ہمشترگرد کے لیے جو بھی سزا مقرر کی ہے لیکن پھر بھی ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ مارنے کا حق تو کسی کو حاصل نہیں ہے۔ ہمارا عدالتی نظام موجود ہے۔ عدالت ہے اُس کو arrest کر سکتے تھے اس کو عدالت میں پیش کیا جاتا اس کے ساتھ جو بھی ثابت ہوتے کم سے کم عدالتی کارروائی میں اس کے خلاف قانونی کارروائی ہو سکتی تھی لیکن ایک غفلت ایک فرد کی طرف سے غفلت ہوئی ہے اس فرد کے یا ان کے ساتھ ایک دو بندے ہیں مجھے امید ہے کافی حد تک کارروائی بھی ہوئی ہے ڈی جی لیویز نے ہوم ڈیپارٹمنٹ نے ہوم مسٹر صاحب نے کافی حد تک اس پر کام بھی کیا ہے بندے کو arrest بھی کیا ہے اور ان بندوں کے خلاف ایف آئی آر بھی ہوئی ہے۔ اور میں مزید یہ توقع کرتا ہوں کہ یہ تحقیقات صاف اور شفاف ہونی چاہیے۔ اس کے خاندان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ اگر بندہ اس طرح کے معاملات میں ملوث پایا گیا تو اس طرح بندوں کے لئے ظاہری بات ہے ہمارے آئین میں کوئی گنجائش نہیں ہے، ہمارے معاشرے میں اس طرح غلط لوگوں کی گنجائش پھر نہیں ہے لیکن اس طرح بیگناہ لوگوں کا مارنا بھی ہمارا قانون اجازت نہیں دیتا۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔

وزیر پی اچ اے اولی و اسا: اور جنہوں نے بھی یہ کام کیا ہے ان کے خلاف ایک صاف اور شفاف انکواڑی ہونی چاہیے اور ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے اور ان کو منطقی انجام تک پہنچانا چاہیے تاکہ آئندہ کے لیے ہماری فورس میں اس طرح کے جو غلط لوگ بھرتی ہوئے ہیں اور کم سے کم ہماری فورس پر ایک غلط بد نماداغ لگ جائے اور ایک بہتر فورس جس کے law and order کے لیے دن رات محنت کر رہے ہیں۔ اور انہی کی وجہ سے ہمارے قبائلی معاشرے میں جو کہ 90% علاقے آبادی ان کے ساتھ ہے۔ انہی کی وجہ سے ہم سکھ کا سانس لے رہے ہیں اور امن کی زندگی گزار رہے ہیں لیکن اس طرح۔۔۔

حاجی محمد نواز کا کڑ: جناب اسپیکر صاحب! ان کے خلاف قانونی کارروائی ہونی چاہیے۔

جناب اسپیکر: وہ کہہ رہے ہیں نہ کہ کارروائی ہونی چاہیے۔ جی شکریہ۔

03 اگست 2021ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

11

وزیر پی اچ اے ای و بی و اسا: حاجی صاحب! اذ را بیٹھیں۔

حاجی محمد نواز کا کڑ: بس، جی ہو گیا۔

وزیر پی اچ اے ای و بی و اسا: نہیں ہوا ہے جب ہو گیا میں بیٹھ جاؤں گا۔

جناب اسپیکر: ہو گئی بہت۔

وزیر پی اچ اے ای و بی و اسا: جب ہو گیا تو میں بیٹھ جاؤں گا میں ایسے کھڑا نہیں رہوں گا۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر پی اچ اے ای و بی و اسا: تو یہ میرے خیال میں ان کے نوٹس میں ہے اور اس کیلئے ایک کمیٹی بھی بنی ہے، مجھے امید ہے میں request بھی کرتا ہوں اپنے ہوم منسٹر صاحب سے کہ خود وہ اس میں personal interest لے لیں۔ اور اس معاملے کی صاف اور شفاف تحقیقات کریں کیونکہ اس طرح معاملات سے پھر ایک قبائلی لڑائی جھگڑے بھی بن جاتے ہیں کیونکہ دو قبائل سے تعلق رکھتے ہیں وہ بھی ایک قوم قبیلے سے تعلق رکھتا ہے اور یہ جو شہید ہوا ہے بیگناہ آدمی، اس کا بھی ظاہری بات ہے قوم، قبیلے سے تعلق ہے تو میں مشکور ہوں میں اپنے جمعیت علمائے اسلام کے کارکنوں سے میں اس پرمذurat بھی چاہتا ہوں ہماری لیڈر شپ کی اسی دن ان کی مینگ تھی وہاں زیارت جا رہے تھے وہاں جا کر وہ پھنس گئے تھے تو روڑ کھلوانے کے لیے بھی یہ لوگ بھی وہاں گئے تھے اس پر بھی میں ان کا مشکور ہوں وہاں دھرنے میں انہوں نے کوئی پانچ منٹ بہ حالت مجبوری روڑ بندھا تو ظاہری بات ہے ایک دن گزر نہیں سکتے تھے تو وہاں انہوں نے شرکت کی تو ان کی بھی بہت مہربانی شکریہ۔

جناب اسپیکر: ہوم منسٹر صاحب! اس کو دیکھیں۔ جی شاء بلوج صاحب۔

حاجی محمد نواز کا کڑ: جناب اسپیکر صاحب! اسی issue پر مجھے بات کرنے دیں۔

جناب اسپیکر: اسی issue پر؟

حاجی محمد نواز کا کڑ: جی ہاں اس issue پر۔

جناب اسپیکر: جی بات کریں۔

حاجی محمد نواز کا کڑ: جناب اسپیکر! اسی دن میں اُدھری زیارت میں تھا مجھے اطلاع ملی۔ میں زیارت سے واپس آ کر کو اس، یہاں میں پہنچا ہوں۔ لیکن یہ کہتے ہیں کہ ان کا راستہ بندھا۔ ہمارا راستہ بندھا۔ لیکن آپ کا تو راستہ کھلا تھا آپ کو کس نے روکا کہ آپ نہ آئیں۔ لیکن بات یہ ہے جناب اسپیکر! آپ کا شکریہ اس دن جب واقعہ پیش ہوا، ہم زیارت میں اپنا جماعتی اجلاس تھا۔ ایک نمائندہ اجلاس ہوتا ہے اُس میں ہم مصروف تھے تو ہمیں

اطلاع ملی تو ہمیں امیر صاحب نے حکم دیا کہ جا کر اس معاملے کو صاف کر دیں۔ چونکہ یہ راستہ بند ہے یہاں سے سارے tourists بھی راستے میں بند ہیں اور معاملہ بھی ناخوٹگوار پیش آیا ہے اور جو لیویز سپاہی ہے جس کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ لیویز والوں نے یہ کام کیا ہے۔ یہ لیویز کا عوضی ہے یہ بذات خود proper لیویز سپاہی نہیں ہے۔ اُس نے ایک فائرنگ کر دی ہے جناب اسپیکر! میں اسی کے حوالے سے ایک بات کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: کیا یہ لیویز سپاہی نہیں تھا؟

حاجی محمد نواز کا کڑ: جناب اسپیکر! یہ لیویز سپاہی نہیں تھا۔

جناب اسپیکر: کیا تھا؟

حاجی محمد نواز کا کڑ: یہ عوضی تھا کسی کی جگہ کام کرتا تھا۔ یہ اس طرح تھا کہ آدمی تجوہ لیویز والا لیتا تھا اور آدھا یہ لیتا تھا۔ جس کی ڈیوٹی ہے۔ آدھا کس کی جیب میں جاتا ہے یہ تو آپ کو پتہ ہے۔ ٹھیک ہے۔ یہ ایک سسٹم چل رہا ہے آپ کے پورے بلوچستان میں اس پر آپ ایک نظر کھیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جناب اسپیکر! ہماری لیویز یا ہمارے سیکورٹی ادارے جس کو روڈوں پر جمپ بنائے کے ایک چین بنائے دیا گیا ہے، یہ ٹھیکہ میں دیا جا رہا ہے۔ D.C's دیتے ہیں۔ ہمارے اسٹینٹ کمشنر، ڈپی کمشنر اور کمشنر سب اسی میں ملوث ہیں۔ اور جمپ بنائے دیتے ہیں باقاعدہ ان سے ہفتہ میں لیتے ہیں یا روزانہ لیتے ہیں۔ اور لوگوں کو بے عزت کرنے کے لئے یہ سارے چین اور جمپ بنے ہوئے ہیں۔ اس لئے نہیں بننے ہیں کہ میں آپ کی سیکورٹی کرتا ہوں۔ یا میں چوروں کو پکڑتا ہوں یا میں آپ کی خاطر تواضع کر کے آپ کو چھوڑ دیتا ہوں چونکہ آپ شریف لوگ ہیں۔ ان لوگوں کو پکڑتے ہیں۔ باقاعدہ ہم دیکھتے ہیں راستے میں چڑھتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ لیویز سپاہی بڑی گاڑیوں سے باقاعدہ آ کے پیسے لیتے ہیں جیب میں ڈال دیتے ہیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ اس کو کون روکے گا؟ جب میں خود دیکھتا ہوں بار بار اس کو روکتا ہوں لیکن پھر بھی میں تو ایک وقت گزارتا ہوں دیکھ رہا ہوں۔ تو اس پر دن رات باقائدہ ڈیوٹی ہوتی ہے لیویز والے ہیں چاہے ہمارے اور سیکورٹی ادارے ہیں وہ سب اسی کام میں مصروف ہیں اور سب لوگوں کو لوٹتے ہیں بے عزت کرتے ہیں۔ اس نام پر کہ جناب کارڈ دکھاؤ کہاں سے آرہے ہو کہاں جا رہے ہو۔ کیوں اس وقت جا رہے ہو۔ کیوں اس وقت آرہے ہو۔ جو جرام پیشہ لوگ ہوتے ہیں ان کو کھلی چھوٹ دی ہوئی ہے۔ نہ ان کو کوئی پوچھتا ہے نہ کوئی روکتا ہے۔ صرف آپ اس کو کاشکوف دکھائیں اور آپ فری چلے جائیں۔ آپ کو کوئی نہیں پوچھتا ہے۔ لیکن جو شریف لوگ ہیں ان کو بے عزت کرنے کے لئے یہ جو چین لگائے گئے ہیں یہ جو جمپ روڈوں پر بنائے گئے ہیں میں آپ کے توسط سے یہ چاہتا ہوں یہ فوری طور آپ

روانگ دے دیں ہوم منسٹر بھی بیٹھے ہیں وہ اس پر اچھی طرح سے نظر ڈالیں پورے بلوچستان میں یہ سلسلہ ختم کریں۔ یہ باور دی، وردی سرکار نے پہنچائی ہے، کلاشنوف بھی سرکار نے دیا ہے۔ باور دی چور بنے بیٹھے ہیں ان چیک پوسٹوں پر لوگوں کو لوٹتے ہیں اگر نہیں رکتے اسکو مار دیتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔

حاجی محمد نواز کا کڑ: اس بندے کو جب مارا ہے اس کے پاؤں پر گولی لگی ہے۔ یہ دو گھنٹے ادھر پڑا رہا اس سے خون بہتار ہا زیادہ خون بننے کی وجہ سے یہ فوت ہوا ہے۔ اگر مجرم ہے اُٹھاؤ اسپتال تو پہنچاؤ۔ اسپتال میں اس کا علاج کراو۔ مجرم ہے تو پھر کپڑا اس پر کیس بناؤ۔ اور آپ نے اپنے جرم کو چھپانے کے لئے اُنہاں اس پر ایف آئی آر کٹوادی۔ دشمنگردی کی دفعہ لگا دی۔ میں ہوم منسٹر سے یہ بھی request کرتا ہوں۔ اور آپ کے توسط سے یہ request کرتا ہوں کہ جو ایف آئی آر ان بندوں پر کاٹا گیا ہے وہ واپس لیا جائے اگوارٹی تو بعد میں کر لیتے ہیں۔ دیکھ لیں کہ کیوں مارا اسکو۔ اس کے پاس دموٹر سائیکلیں تھیں ادھر سے روانہ ہوئے پورے معاملہ کا مجھے علم ہے۔ ادھری کمیٹی میں، میں تھا۔ میں گیا وہاں پر اور یونس عزیز زہری صاحب ہم زیارت چلے گئے اُس کے پاس دموٹر سائیکلیں تھیں نئے موٹر سائیکل، اُسکے جیب میں پچاس پزارو پر بھی پڑے تھے۔ وہ جار ہے ہیں۔ ظاہری بات ہے کہ آپ نے اُس سے پیسے مانگے، اُس نے نہیں دیے۔ تو جب روانہ ہوئے آپ نے گولی مار دی۔ آپ ہمارے محافظ ہیں یا ہمارے ڈشمن؟ کردار کوتاہ طریقوں کا ہے محافظوں کا نہیں۔ جتنے بھی چین لگ ہوئے ہیں یہ سارے باور دی چور ہیں۔ لہذا میں کہتا ہوں کہ ان چیک پوسٹوں کو فوری طور پر ختم کر دیں شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ جی شکریہ یہ ہوم منسٹر صاحب، اس سے پہلے بھی میں نے ruling دی تھی اس حوالے سے آئی جی پولیس نے بہت سے چیک پوسٹیں ختم کئے ہیں اور بہت جگہ پر speed breakers تھے ان کو بھی ختم کیا۔ لیویز کے ڈی جی کو بھی کہتے ہیں کہ وہ ان چیزوں کو دیکھیں۔ اور ہوم سیکرٹری اپنا ہوم منسٹر صاحب یہ ان کو دیکھیں ہائی ویز میں ایسے چین بھی ختم ہوئے ہیں پھر بھی اسپیڈ بریکر اپنی جگہ پر موجود ہیں۔ اور نیشنل ہائی وے والوں کو بھی ایک لیٹر لکھیں یہاں پر اس طرح کے وہ لوگوں کو تکلیف سے بچائیں۔ اور ان چیزوں کو دو کریں۔ پہلے بھی ہم نے کہا ہے بہت اس میں پیشافت ہوئی ہے، بہت جگہوں پر یہ چیزیں ہٹا دی گئی ہیں۔ لیکن پھر بھی دیکھ لیں کہ مطلب ہائی ویز ہیں، تیز گاڑیاں جا رہی ہیں اچانک ایسے اسپیڈ بریکر ہیں بالکل اسپیڈ بریکر کے نام پر بھی اس طرح نہیں کہ اسپیڈ بریکر ہو، ایسے بند باندھے گئے ہیں۔ تو اس میں بہت سارے لوگوں کے ایکسٹرنس بھی ہوئے ہیں ویسے بھی ہمارے روڑوں اس طرح کے روڑوں میں جو اس قبل نہیں ہیں کہ اس

پر سفر کیا جائے اور اس میں یہ چیزیں بھی ہوں تو بہت مشکلات عوام کے لئے ہیں، ان کو بھی ڈور کیا جائے اور بہاں پر یویز اور پولیس کے چین تو بہت کم ہو گئے ہیں اگر کہیں پر ہیں تو وہ بھی دیکھ لیں اس پر کمی ہو۔ تھوڑا اس میں وہ کر لیں۔

وزیر داغلہ و قائمی امور و پی ڈی ایم اے: جناب اسپیکر! سب سے پہلے تو زیارت میں جو یویز الہکار کے بارے میں جو بات کی گئی۔ تو اس میں ہمارے منظر صاحبِ دمڑ صاحب جو ہیں وہ ہوم سیکرٹری کے ساتھ touch رہے ہیں۔ اور انہوں نے جو situation ہے وہ ساری اُن کو بتائی، اور اُن کے لئے ایک ہم لوگوں نے ابھی ایک کمیٹی بھی بنائی ہے جو انکو اڑی کرے گی۔ یہ کاپی بھی میں آپ کو اسپیکر صاحب دیتا ہوں۔ پہلے بھی فورسز سے اس طرح کی غلطیاں ہوئی ہیں۔ کسی سے رعایت نہیں برقراری جائے گی۔ کسی سے غلطی ہوئی ہے پہلے ایک ایف سی کے الہکار نے تربت میں حیات بلوج کو مارا تھا، اُس کے قاتل کو پکڑا گیا اور اُس کے قاتل کو سزا موت ہو گئی۔ ابھی بھی جو steps ہیں وہ گورنمنٹ نے لئے ہیں۔ اور جو بھی اس میں مجرم ہو گا وہ انشاء اللہ اپنے انجام کو پہنچے گا۔ دوسری بات ڈسٹرکٹ میں چینوں کے بارے میں حاجی صاحب نے بات کی یہ بالکل میں خود بائی روڈ گیا تو چیف سیکرٹری بھی میرے ساتھ تھے۔ ہم نے دیکھا چین بہت زیادہ تھے ہر جگہ سے جب ہم آ رہے تھے تو اُس کا باقاعدہ طور پر ہم نے ایک notification جاری کر دیا۔ ایک چن میں کوئی تک اور ایک قلات ڈویژن کے، تمام چین کو ابھی قلات ڈویژن میں آپ جائیں گے تو ہر ڈسٹرکٹ میں ایک چین زیادہ سے زیادہ ملے گا۔ باقی چین ختم ہو گئے ہیں، اگر اُس میں جمپوں کا مسئلہ ہے تو آج ہی کمشنز کو کہا جائے گا کہ اس کا نوٹس لیں۔

جناب اسپیکر: thank you جناب شناء اللہ بلوج۔ جی شناء بلوج صاحب۔

جناب شناء اللہ بلوج: جناب اسپیکر! کافی عرصے بعد عید کے بعد آپ سب کو عید مبارک۔ دوستوں سے ہم نہیں ملے تھے بلوچستان کے حوالے جس طرح آپ کہہ رہے ہیں کہ کافی مسائل ہیں۔ دوست ایک ایک کر کے ان کا ذکر کر رہے ہیں۔ ایک ایسا صوبہ جس میں آج صدر پاکستان آیا ہے، کوئی دس گھنٹے سے سڑکیں بند ہوئی ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ابھرتا ہوا بلوچستان نہیں ہے یہ بکر تا ہوا بلوچستان ہے۔ ابھرتے ہوئے بلوچستان میں امن و امان ہوتا۔ وہاں پر صدر پاکستان آتا ہے۔ تو کسی بیار کو سڑک پر تکلیف نہیں ہوتی۔ کوئی ایجو لینس بند نہیں ہوتی۔ کوئی رکشہ میں بیمار عورت بچے اسکو والے وہ اس کرب سے نہیں گزرتے جس سے گزرے اور مہربانی بھی یہی ہے۔ اندازہ کریں کہ یہ پہلا صدر پاکستان ہے بلکہ صرف یہ جب بلوچستان میں آتا ہے تو بلوچستان کے

کرائے پر ہی آتا ہے۔ بلوچستان کا جہاز اس کو بھیجا گیا ہے اور بلوچستان کے پڑول پر تیل پر پیسے پر اس کو بلوچستان لا یا گیا ہے۔ یہ اس صوبے کی بد قسمتی دیکھ لیں اور میں اپنے آپ کو ملامت سمجھتا ہوں کہ اس کو صدر بننے کے لئے ووٹ دینے میں۔ ہم اس میں شامل تھے جو معاملہ ہمارا ہوا، اُس معاملہ میں ہم شامل ہو کر اس کو ووٹ دیجے۔ ہم نے کہا کہ شاید یہ ہر مہینے ٹرین پر بیٹھ کر آئے گا۔ کوئی سرکاری جہاز میں بیٹھ کر آئے گا۔ یہاں پر بلوچستان کی تکلیف اور مشکلیں سنے گا۔ ایک سال بعد آیا ہے ہمارے ہی خرپے پر آیا ہے اب پتہ نہیں آٹھ سے دس گھنٹے گزارے، وہ بھی تین سال بعد کوئی سوڈیڑھ سوٹریکٹر غریب کسانوں میں تقسیم کرنے کا، یہ ہمارا جو مشن تھا یہ ہم نے پہلی اسمبلی میں جو قرارداد ہم لائے تھے، کہ بلوچستان میں ہر سال کم از کم پانچ سو سے ایک ہزار ٹریکٹر زدیں تاکہ بلوچستان کا وسیع و عریض رقبہ جو ہے وہ آباد ہو سکے۔ لیکن ابھی یہ تین سال کے بعد ڈیڑھ سوٹریکٹر زمینداروں کو سب کو بلا کے دکھا کے کہ جی یہ بلوچستان ابھرتے بلوچستان میں گرین ٹریکٹرز ہیں۔ خدا خیر کرے یہ اس گرین ٹریکٹرز سے بلوچستان میں کتنی greenery آئے گی۔ لیکن ایک بات آپ دیکھ رہے ہو نگے ڈپٹی گلکٹر کشمکش مل جو ہے سڑک کے حادثہ میں جاں بحق ہوا۔ خاران کا ایک نوجوان عید کے چوتھے دن جب خضدار سے کوئئی کے لئے کراچی سے آرہا تھا بیس مول پانچ دیگر نوجوانوں کے جو ہے وہ لقمهہ جل بن گئے اُس کے لاش کے ٹکڑے بھی پچانے نہیں گئے۔ خضدار کے سات بندے تھے۔ ایک ایسا شہر جس میں روز لاشیں گرتی ہیں ایک ایسا شہر جس میں نصراللہ زیرے کا بچہ محفوظ نہیں جو رکن اسمبلی ہے ایک ایسا شہر جس میں آج پنجگور میں ایک معصوم بچے کی اُس کا چہرہ، میں ریٹوئیٹ کرتے ہوئے خدا جانتا ہے کہ میرے آنکھ میں میں آنسو آئے۔ کہ میں کیسے پوری دنیا کو بلوچستان کا یہ خون آسود بچے کا چہرہ دکھاؤ۔ ایک ڈیڑھ لاکھ اگر ہمارے followers ہیں تو دنیا میں ہر جگہ پر ہیں۔ وہ روز سمجھتے ہوں گے کہ یہ پاگل ہو گئے ہیں کیا کہ بلوچستان سے کوئی خوبصورت تصویر نہیں آتی ہے۔ ہاں ایک تصویر خوبصورت سی ہے جو بلوچستان کے صحافیوں کو بھی دیکھنے نہیں دی گئی وہ کوئی 20-T کے خواتین کا کروار ہے ہے یہاں پر جس کے لئے صافی بھی باہر سے لائے گئے ہیں اور تمیں بھی باہر سے لائی گئی ہیں۔ ایک اس طرح کے اسٹیڈیم والے دوچار events کے حوالے پورے بلوچستان میں قبر برپا ہے جناب والا۔ کون سا، کون سا آپ اب اندازہ لگائیں کہ اگر نصراللہ زیرے صاحب کا بچہ محفوظ نہیں ہے آپ کے خیال میں ہمارے بچے محفوظ ہیں؟۔ ہاں وزیر اعلیٰ صاحب کا بچہ محفوظ ہے، سوڈیڑھ سو گاڑیوں میں اسکو اسکوار ڈم گیا تھا۔ اُس کی حفاظت کی جائے ضروری ہے وہ بھی ہمارا بچہ ہے۔ لیکن کیا بلوچستان کے دیگر بچے بلوچستان کے بچے نہیں ہیں؟۔ کیا جو پنجگور میں گری ہوئی لاش ہے جس کی آج خون آسود تصویریں جس پر لوگ سڑکوں پر نکل آئے،

وہ ہمارا پچھے نہیں ہے؟۔ کیا ناصر اللہ خان زیرے صاحب کا بچھہ ہمارا پچھے نہیں ہے؟۔ کیا کل ہم اپنے بچوں کو تسلی دے سکتے ہیں وہ ہم سے پوچھتے ہیں بابا کیا آپ لوگ اتنی تقریریں سرکار کے خلاف کرتے ہیں کہیں آپ لوگوں کے جرم میں ہم نہ اٹھائے جائیں۔ ہم سے ہمارے بچے سوال کرتے ہیں اور بلوچستان میں بدامنی اُس حد تک بڑھ گئی ہے۔ جس میں ہم کہتے ہیں 70 یا 80 ارب روپے آپ خرچ کرتے ہیں، ہم ارکین اسمبلی کی حیثیت سے چودہ، چودہ، پندرہ پندرہ دن تھانوں میں بیٹھے رہے۔ چھوڑیں بدامنی اپنی جگہ پر اگر بلوچستان میں روشنی ہوتی تو ہم بدامنی بھی قبول کرتے۔ اس بلوچستان میں پینے کیلئے پانی ہوتا، باہر ہم ڈنڈے کھاتے، لامبھیاں کھاتے، گولیاں کھاتے، لاشیں گراتے لیکن گھر میں آکے ٹھہڑا پانی پی لیتے تو بھی ہم دو منٹ کیلئے تسلی کر لیتے کہ بلوچستان میں باہر ڈنڈے ہیں، خون خراب ہے، جھگڑے ہیں، روڑوں ہیں حادثات ہیں بندوقیں ہیں لیکن گھر میں پینے کا صاف پانی تو ہے گھر میں پانی پینے کو نہیں ملتا پورے بلوچستان کے لوگوں کو۔ مکران جناب والا! کیا قصور کیا ہے؟۔ مکران، خاران، ژوب، کولو۔ بارکھان کسی بھی جگہ پر دیکھیں 48 سے 50 سینٹی گریڈ میں لوگ اپنے جانوروں کیلئے پھنکے لگاتے ہیں آپ میڈل ایسٹ میں جائیں وہاں پر اونٹوں کے لئے، گھوڑوں کیلئے اسٹبلوں میں اسے سی لگائیں گے ہیں ہم اپنے شہریوں کو ایک پنکھا اور برف نہیں دے سکتے ہیں اپنے صوبے کے شہریوں کو۔ اور ہم آئے ہیں اُبھرتے بلوچستان کی بات کرتے ہیں۔ کوئی ایسا شہر ہمیں دکھائیں جہاں پر جناب والا! لوگوں نے اس پورے عید کے دن یا عید کے بعد امن و امان کے مسئلے پر۔ مئیں خود اپنے ڈسٹرکٹ میں گیا۔ عید کے دوسرے دن گلے ملنے کے بجائے، عید ملنے کے بجائے خاران میں لوگوں سے مئیں وہاں پر امن و امان کے حوالے سے چوکوں پر جلسے کرتے رہے، جرگے کرتے رہے۔ یہ بلوچستان کی صورتحال جناب والا! اس کو پہنچا دیا گیا ہے۔ اب دیکھیں مکران میں اس وقت بلوچستان میں۔ ہم نے جب ان تا عرصہ جب ہم نے ہڑتا لیں کئے ہیں اس کا مقصد کیا ہوتا ہے کہ ایک ایسا صوبہ جو دن بدن روح بے زوال ہے، جو دل دل میں دھنستا جا رہا ہے۔ جہاں پر فرمائی پی ایس ڈی پی بنتی جا رہی ہے۔ جہاں پر کورونا نے اتنا بڑا اوباء پھیلا دیا ہے کہ مکران میں ایک نجح سمیت، ایک خوبصورت ہمارے نوجوان و کیل سمیت ایک نجح سمیت سینکڑوں نوجوان اور سینکڑوں لوگ دن بدن ہپتا لوں میں وہ اموات کا شکار ہو رہے ہیں۔ اور ایک ایسا صوبہ جہاں پر کورونا اپنے peak پر ہو یہاں پر خواتین، بچیاں نزد آئی ہیں انہوں نے یہاں پر ہڑتا لیا عید کے چوتھے دن ان کو دوپٹوں سے پکڑ کر ان کو تھانوں اور جیلوں میں بھیج دیا گیا۔ کیسا صوبہ ہے ایک طرف کورونا ہے دوسری طرف آپ کے پاس اربوں روپے آپ کہتے ہیں میرے پاس emerging اُبھرتا ہوا بلوچستان ہے۔ 550 ارب کی PSDP ہے۔ گوک 170 ارب

روپے کا خسارہ ہے ساری تصوراتی fancy آپ کے پاس ایک ڈولپمنٹ پروجیکٹ ہے۔ دوسرا طرف آپ بلوچستان میں کورونا کیلئے ہزار یا گیارہ سو Nurses کو۔ جب تک ہم یہاں پر مسئلہ نہیں اٹھاتے میں آپ کو حل斐ہ کہوں کہ بلوچستان میں کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ جب آکے یہاں پر آئے عید کے چوتھے دن ان کے بالوں سے کپڑ کر ان کو تھانوں میں بیچھ دیا گیا۔ ابھی کوئی ڈیڑھ سو بچیوں کو پکوں کو Nurses کو انہوں نے کنٹریکٹ جاری کر دیا۔ آٹھ سو، نو سو بلوچستان میں 10 ہزار capacity ہے Nurses کی۔ آتا ہوں آپ کے طرف مکران کی طرف جب بلوچستان میں سیکورٹی اسٹبلشمنٹ یا اینجنیئر کہتے ہیں کہ ہم نے باڑ لگانا ہے زیادہ بات کرو تو کہتا ہے کہ سیکورٹی ہم کہتے ہیں جناب سر آنکھوں پر نیشنل سیکورٹی کا ایشو ہے، سرحدوں سے امن و امان کا مسئلہ ہے آپ اگر یہاں پر باڑ لگائیں گے سرحد بند کر دیں گے سر آنکھوں پر۔ ہم نے یہ بات ڈیڑھ دو سال پہلے کی کہ جب آپ سرحدوں پر باڑ لگائیں گے اس کے معاشری اور معاشرتی سیاسی، نفسیاتی، سماجی پہلوؤں پر تفصیل سے اس اسمبلی میں بات کریں۔ دو ہزار کلو میٹر سرحدوں کو آپ بند کرتے ہیں تو اس کے سیاسی، معاشری اور معاشرتی اثرات ہوتے ہیں۔ آپ آج بلیدہ سے لے کر پنجگور سے لیکر گوادر سے جناب والا! چھن تک واٹک تک ماٹکیل تک ہے۔ میں خود واٹک گیا ہوں ایک فاتحہ خوانی کیلئے دوسروپے لیٹر پیٹرول مجھے نہیں ملا۔ آپ اندازہ کریں پورے بلوچستان میں آپ نے سینکڑوں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں جو ہیں زمباڈی گاڑی والوں کو ہو ٹوں والوں کو۔ زمینداروں کو، مائنگ کا کاروبار کرنے والوں کو، فرشیز کا کاروبار کرنے والوں کو۔ آپ نے صرف ایک غلط فیصلے کی وجہ سے یہ وزگار کر دیا ہے۔ آپ لوگوں کو تیل کی سہولتیں پہنچائیں۔ آپ بلوچستان کی جو ہیں جغرافیہ کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ بلوچستان کے مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک ماہی گیر کیلئے آپ نے زندگی عذاب کر دی۔ حمل اٹھ کے ابھی بتائے گا اُس کے مسائل ایک ماہی گیر کے پاس تیل نہیں ہے کہ وہ سمندر میں 25 سے 20 کلو میٹر جا کے اپنے لئے تعمہ لے آئیں۔ نان شبینہ جو ہے رات کو مچھلی کپڑ کراپنے گھر سے لے آئیں۔ اسی طرح جناب والا! خاران میں زمیندار میں اس دفعہ گیا ہوں کوئی اپنا ٹرکیٹر چلانہیں سکتا۔ کوئی اپنے موٹر سائیکل پر بچ کو نہیں لے جاسکتا۔ کوئی اپنے بیار کو ہسپتال تک نہیں لے جاسکتا۔ 3 لاکھ 47 ہزار سکواڑ کلو میٹر پر پہلے بلوچستان میں آپ بیک جنپش قلم فوراً فیصلہ کرتے ہیں کہ آپ نے 20.25 ارب روپے تیل کے بچانے ہیں پورے بلوچستان کو آپ نے داؤ پر لگا دیا ہے۔ پورے بلوچستان کی زندگی آپ نے داؤ پر لگا دی ہے۔ یہ آپ نے تیل کے حوالے سے غلط فیصلہ کیا۔ اب میں آتا ہوں آپ کا بھلی کے حوالے سے جناب والا! اس صوبے نے کیا نہیں دیا ہے۔ میں رات کو دس میرے پاس کتابیں تھیں میں نہیں لایا۔ یہ پاکستان انرجی بک 2019ء تک

2002ء سے لیکر 2019ء تک کاساراڑیا ہے۔ اس صوبے نے جناب والا! 2001ء میں جہاں پنجاب میں 52 ہزار 5 سو 65 gaga-watts hours ہے۔ بھلی مہیا کی جاتی تھی۔ وہاں بلوچستان کو صرف 2 ہزار 5 سو 3 gaga-watts hours ہے۔ بھلی فراہم کی جاتی تھی۔ ڈومیٹک میں بلوچستان دنیا کا وہ بدقسمت ترین خطہ ہے جہاں پر لوگوں کو سب سے کم بھلی میسر ہے۔ 2001ء میں صرف ہمیں تین سو اڑتیسیں gaga-watts hours ہے۔ جو ہیں وہ ڈومیٹک یعنی گھریلو استعمال کیلئے ملتی تھی۔ تھوڑا بہت جوانہ سڑپریز کا ہے وہ ہمارا نہیں ہے وہ حب پر ہے۔ یا کچھ اور ہمیں دیا جاتا تھا بھلی کی مدیں تھا۔ اسی طرح جناب والا! یہ 2019ء میں جا کے بڑا ذرا سنئے گا۔ ہم یہاں پر جب ان کو کہتے تھے خدا کے بندے۔ کہتا ہے پیسے حکومت کے ہیں جب تک حکومت بنائے۔ حکومت کی مرضی ہے۔ جس طرح فرمائش PSDP بنائی بلوچستان جل رہا ہے لوگ اندر ہیرے میں زندگی گزار رہے ہیں ہسپتا لوں میں آپریشن کیلئے بھلی فراہم نہیں ہے۔ ٹرانسفارمرز نہیں ہیں، ٹرانسیشن لائن نہیں ہیں۔ گردواٹیشن نہیں ہے، بنیادی ضرورت آئین میں دی گئی ہے آپ یہاں پر سینمنٹ اور سریے کے فرمائشی پروگرام آپ نے شروع کیئے ہوئے ہیں۔ بلوچستان کے ڈیڑھ سوارب روپے آپ نے ضائع کر دیئے ہیں۔ جناب اسپیکر! اندازہ کریں ان کی بے حصی کا دس سال کے عرصے میں 2019ء میں اس وقت پنجاب کے اندر جناب والا! پنجاب کو 71 ہزار 7 سو 35 gaga-watts hours ہے۔ جو بھلی فراہم کی جا رہی ہے۔ اس کے مقابلے میں بلوچستان میں جناب والا! صرف 4 ہزار 7 سو 78۔ پنجاب کی آبادی ہم سے پانچ گنازیادہ ہے، دس گنازیادہ ہے، بیس گنازیادہ ہے۔ لیکن جناب والا! بھلی کی مدیں دوسوچار سو گنا بھلی وہ لے جاتے ہیں جبکہ 2001ء میں 38.6 فیصد گیس بلوچستان کے گیس و بھلی پیدا کرنے میں استعمال ہوتی تھی۔ آپ کو دس دفعہ کہا ہے آؤ سنجیدہ بحث کرو یہاں پر۔ اس صوبے کا یہ ادارہ ہے، یہ ایوان ہے۔ لوگ ہمیں گلے سے پکڑتے ہیں ٹرانسفارمردو۔ لوگ ہمیں گلے سے پکڑتے ہیں پانچ لائن میں تھوڑا اساصاف پانی لے آؤ۔ لوگ ہمیں گلے سے پکڑتے ہیں کہ ہمیں سڑکوں پر ہمارے بچوں کی زندگی کو محفوظ بناؤ۔ لوگ ہمیں گلے سے پکڑتے ہیں کہ دو سال سے سکول بند ہیں۔ آپ ایک بہتر نظام تعلیم لے آؤ۔ لوگ ہمیں گلے سے پکڑتے ہیں کہ دو سال سے سکول بند ہیں، Nurses نہیں ہیں، کورونا سے آدھا بلوچستان جو ہے وہ وباء کا شکار ہے۔ اس پر سنجیدہ بحث کرو۔ ایک دن اسمبلی میں ایک سنجیدہ debate قرارداد یہاں پر نہیں لائی ہے یہ۔ آپ خود گواہ ہیں اس بات کا جناب اسپیکر صاحب! ایسی ہوتی ہیں حکومتیں۔ ایسا ہوتا ہے بلوچستان ایسا ہوتا ہے ابھرتا ہوا بلوچستان ایسا ہوتا ہے روشنیوں والا بلوچستان ہر طرف مایوسی اور اندر ہیرے انہوں نے بکھر دیئے ہیں جب ہم نے یہاں پر احتجاج

کیا اس کا بنیادی مقصد یہ تھا۔ اب میں آتا ہوں جناب ایک اہم مسئلہ نصیر آباد آپ کا گرین بیلٹ ہے بیٹھے ہوئے ہیں میرے بھائی نوابزادہ صاحب سے لیکر وہاں تک دس ہزار کیوسک ۔۔۔

جناب اسپیکر: وہ تحریک التواء پر۔ آپ اُس پر آجائیں ہاں۔ ثناء بلوج صاحب دیکھیں آپ اس پر بحث کر سکتے ہو، وہ جان جمالی صاحب نے تحریک التواء لائی ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوج: نہیں، کہنے کا مقصد یہ ہے جناب والا دیکھیں اس حکومت کو یہ بھی علم نہیں ہے کہ 77 سے 80 ارب روپے سالانہ ان کو نقصان ہوگا۔ وہاں پر تین سے چار ہزار کیوسک پانی کم آ رہا ہے۔ یہ آپ نے لوگوں کو ملازمتیں نہیں دیں۔ لوگ خود زمینداری کرتے ہیں وہاں پر جو ہے کا رواہ کرتے ہیں۔ آج پورا جو ہے وہاں پر نخلستان بن گیا ہے جو کبھی ہمارا گلستان ہوتا تھا نصیر آباد۔ آج نصیر آباد نخلستان بن گیا ہے۔ یہاں پر ایک دن اسمبلی میں آپ بحث کے لئے قرارداد لے آتے۔ آپ ایک دن جو ہے۔

جناب اسپیکر: یعنی کہ میں؟

جناب ثناء اللہ بلوج: ادھر جو ہے میری بات سنیں جناب اسپیکر صاحب! وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک Constitutional Forum سی سی آئی ہو یا انٹر پر انشل کو آرڈینیشن کمیٹی ہو یا کمیشن ہو کسی ایک فورم کو تو instruct کرتے، کسی ایک فورم میں تو اس مسئلے کو اٹھایتے کوئی ایک خط تو لکھتے پانچ کمیٹیاں یہاں پر ہماری بنی ہوئی ہیں، ہر کمیٹی بنی آج تک ہمیں نہ کسی گونہ نہ نہ کہا، نہ ہمیں صوبائی اسمبلی سے بتایا گیا کہ آپ اسلام آباد جا کر مذاکرات کریں نصیر آباد والوں کے آپ دشمن درخشاں والوں کے آپ دشمن مکران والوں کے آپ دشمن ثروب قلعہ عبداللہ قلعہ سیف اللہ والوں کے آپ دشمن اس صوبے میں آپ نے دشمنی کا ٹھیکہ اٹھایا ہے؟۔ پانچ سال سے لوگوں کو موت، اندر ہیرا، گندھا پانی، مایوسی کے سوا آپ نے دیا کیا ہے؟۔ آپ تو جناب والا ڈیڑھ سو سال انگریزوں پر حکمرانی کرتے رہے اتنی بد صورت زندگی انہوں نے نہیں دی۔ لیکن پانچ سو چھاس ارب روپے ہضم کرنے کے بعد بھی آپ بلوچستان میں روشنی نہیں دے سکتے آپ بلوچستان میں پینے کا صاف پانی نہیں دے سکتے آپ بلوچستان کے نصیر آباد کے لوگوں کا جو share due ہے ارسا سے دس ہزار کیوسک پانی کا وہ ان کے لئے نہیں لے سکتے آپ سڑکوں پر جو ہے ان کو محظوظ نہیں بنا سکتے جب تیل کے پیے لینے ہوتے ہیں چیک پوسٹ والے ہر گاڑی کی سپیڈ مانیٹر کرتے ہیں لیکن جب کوچ کی باری آتی ہے جب لوگوں کو مارنے کی باری آتی ہے بلوچستان کا کوئی ادارہ بھی active نہیں ہوتا تو جناب والا ۔۔۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ ثناء بلوج۔

جناب شناع اللہ بلوچ: تو جناب والا آپ کی توسط سے دیکھیں یہ نارمل بلوچستان میں حالات نہیں ہیں اس لئے نارمل اجلاس بھی نہیں ہونے چاہیے۔ میں نارمل اجلاس کے حق میں نہیں ہوں سوال و جواب کے۔ بولنے دیں آج لوگوں کو ہمارے سارے دوستوں کو وہ بھی ہمارے دوست بولیں کہ بلوچستان کی ان تکالیف کا حل جو ہے وہ سنجدگی سے مل بیٹھے میں ایک مینگ دوبارہ کورونا بھی نہیں کی تھی تیرسی لہرڈیٹا کی لہر اس حکومت سے زیادہ خطرناک ہے۔ یہ موجودہ صوبائی حکومت اور ڈیلٹا کی لہر ایک طرح ہے۔ یہ صوبائی حکومت کم از کم اس پر تو آکے بیٹھتا کہ آپ اپوزیشن والے آجائے لوگوں کو تھوڑی سی ہم چلاتے ہیں آگاہی ہم چلاتے ہیں لوگ جو ہیں کورونا کی روک تھام کے لئے ہمارا ساتھ دے دیں۔ ویکسین کی کیا صورتحال ہے بلوچستان میں ہسپتا لوں کی کیا صورتحال ہے بلوچستان میں ایک دفعہ تو خدا کے لئے سنجدگی کا مظاہرہ کریں۔ اس طرح آپ کو حکومت ملی ہے کم از کم ہمیں بھی پتہ ہے جن لوگوں نے آپ کو دی ہے ہم ان کو بھی کہتے ہیں کہ آپ بلوچستان پر رحم کریں۔۔۔۔۔

(ڈیک بجائے گئے)

جناب اسپیکر: عوام نے دی ہے۔

جناب شناع اللہ بلوچ: یہ تو خواب خرگوش میں ہیں ان کو تو کوئی پتہ نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ شناع بلوچ صاحب۔

جناب شناع اللہ بلوچ: یہ ایسی پڑی ہوئی ہے اس پر فرمائشی پی ایس ڈی پی کی لیکن جو پورے بلوچستان میں صورتحال ہے اور خاص کر افغانستان کے تناظر میں جہاں پر، وہاں پر بڑی تیزی سے تبدیلی آرہی ہے بلوچستان میں کوئی بھی محفوظ نہیں ہے۔ نصر اللہ زیرے کا بچا اٹھایا گیا ہم میں سے کوئی بھی محفوظ نہیں ہے آپ رولنگ دیں کہ بلوچستان میں امن و امان کو بہتر بنانے کے لئے تمام ارکین اسمبلی کے تحفظ کے لئے بلا جھک جو ہے حکومت اقدامات کرے۔ ہر شہری کے تحفظ کے لئے بلا جھک اقدامات کرے یہ نہیں ہے کہ نصر اللہ کا بیٹا منتیں کر رہا ہے۔ ایک ویڈیو نکالنے کے لئے ایک رکن اسمبلی کو منتیں کرنی پڑتی ہیں کہ جناب والا! مجھے وہ ذرا ویڈیو دکھا دیں میرے چہروں کا، شک و شبابت کیسی تھی، انکے دُم تھے، سر تھے، سینگ تھے اُن کے سر پر کون ہیں؟۔ کہتا ہے نہیں وہ ویڈیو بھی ہم نہیں دکھاسکتے ہیں۔ تو ایسے صوبے میں جب ہم جیسے لوگ غیر محفوظ ہوں تو بلوچستان کے عام آدمی کو کیا تحفظ مل سکتا ہے، پانی مل سکتا ہے بجلی مل سکتی ہے جناب اسپیکر امید ہے۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔

جناب شناع اللہ بلوچ: کہ ان معاملات پر آپ رولنگ دیں گے چاہے وہ نصیر آباد کا ہے، کراں کے پانی کا

ہے، خاران کا ہے، رختان کا ہے اور یہ جو پیالیں ڈی پی ہے آپ کم ازکم رونگ دے دیں Thank you شکریہ۔

جناب اسپیکر: شناء بلوچ ہو گیا ہے اس پر Thank you شناء بلوچ صاحب۔ آپ نے ارسا کی بات کی میں آپ کو دیتا ہوں پہلے میں ایک پاؤ نش پڑا جاؤں کچھ important-points تھے کچھ رونگ دے دوں۔

فائدہ حزب اختلاف: جناب اسپیکر! جس طرح آپ کے علم میں ہے۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں اجلاس تو نہیں ہو گا ناں پہلے تو یہ آج بڑھے گا نہیں آپ چار دفعہ اٹھیں گے دوسرے اٹھیں گے گھنٹہ ایک ممبر بولے گا۔

فائدہ حزب اختلاف: صرف یہ گزارش کر کے صرف یہ ایک پوزیشن آپ کے سامنے آج کے اجلاس کے حوالے سے بھی اور جو پچھلا پس منظر ہے وہ آپ کے سامنے رکھنے کی ضرورت بھی ہے جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ ہم نے شروع میں مئی سے ہم نے (A) 115 کی پہلی دفعہ آپ سے گزارش کی تھی کہ جی یہاں پر pre-budget session کیا جائے اس سے اٹھا رہ جوں تک اس پر کوئی کسی قسم کی کارروائی نہیں ہوئی اس کے بعد 18 جون کو جس طریقے سے ہمارے اپوزیشن کے ممبران پر بکتر بند گاڑی چڑھائی گئی، جس طرح سے ان کو مارنے کی کوشش کی گئی وہ بھی صورتحال آپ کے سامنے ہے اس کا پس منظر یہی تھا کہ پری بجٹ ہم نے مطالبہ کیا تھا کہ pre-budget session کی تھی پری بجٹ سیشن نہیں بلا یا گیا

pre-budget session کے لئے دن مقرر نہیں کیتے گئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ 18 جون کو ہمارے اپوزیشن کے ارکان کو بکتر گاڑی کے ذریعے سے مارنے کی بھی کوشش کی گئی ان کی جان بھی لینے کی کوشش کی گئی اس کے بعد پھر ہم ان کو لیکر وہاں پر تھانے گئے اور زخمیوں کو بھی ساتھ لیکر ہم نے گزارش کی کرانے خلاف ایف آئی آر درج کی جائے جن لوگوں نے یہاں بکتر بند گاڑی کے ذریعے ان اراکین کو مارنے کی کوشش کی، وہ ایف آئی آر درج نہیں ہوئی بلکہ اُنٹا دوسرے دن یہاں پر اپوزیشن اراکین کے خلاف ایف آئی آر درج ہوئی اور ہمارا جو مطالبہ تھا وہ آج تک ہے سیشن کورٹ میں ہم نے A-22 کی درخواست دی ہے اس پر اب بحث ہو گی جو بھی نتیجہ نکلے گا۔ تو ہمارا 14 دن ہم تھانے میں اسلئے رہے کہ جی اگر ہم مجرم ہیں تو ہمیں گرفتار کیا جائے لیکن اصل بنیاد جس کے لئے ہم نے pre-budget session کا مطالبہ کیا تھا جس میں ہم نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ بلوچستان کے بجٹ کو کھانے پینے کی اجازت ہم کسی کو نہیں دیں گے۔ اس بجٹ کو ہر پ کرنے کی اجازت ہم کسی کو نہیں دیں گے اس بجٹ میں کرپشن کرنے کی اجازت ہم کسی کو نہیں دیں گے جہاں، جس علاقے میں جس چیز کی ضرورت ہے بجٹ

کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ جس علاقے میں جس چیز کی ضرورت ہے وہیں چیز provide کی جائے۔ صرف یہ پسیے، اور پھر یہ بھی ہم نے مطالبہ کیا تھا کہ بلوچستان میں BAP پارٹی کے غیر منتخب لوگوں کو کروڑ ہاروپے ان کی جھوٹی میں ڈالا جاتا ہے جو غیر قانونی بھی ہے، غیر آئینی بھی ہے، غیر انسانی بھی ہے، بلوچستان کے اقدار کے خلاف بھی ہے، انسانیت کے خلاف بھی ہے۔ لیکن وہ جو بات ہے وہ ابھی تک اپنی جگہ موجود ہے، ہم نے ریکوویشن اجلاس میں بھی یہی گزارش کی تھی یہاں تین دن وہ اجلاس چلا وہ ہم نے اپنی وہ گزارش باقی رکھی لیکن اب تک اس پی ایس ڈی پی کی وہی کیفیت ہے اور جس طریقے سے یہ بجٹ یا یہ پی ایس ڈی پی جس کا خود وزیر اعلیٰ تسلیم بھی کرتے ہیں کہ مجھے بھی نہیں تھا پتہ مجھے بھی ایک گھنٹے یادو گھنٹے ہوئے مجھے اس کا پتہ چلا ہے مجھے نہیں پتہ تھا کہ اس پی ایس ڈی پی میں کیا ہے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب اسپیکر: اسکے کہنے کا مطلب یہ ہے concern ڈیپارٹمنٹ نے بنادیا ہے۔ ملک صاحب! آذان ہے۔ ملک صاحب آذان ہو رہی ہے جی شکریہ ملک صاحب۔

(خاموشی۔ آذان عصر)

جناب اسپیکر: جی شکریہ، آپ نے اس کو complete نہیں کیا ہے ابھی تک۔

قائد حزب اختلاف: صرف اس حد تک عرض کروں گا۔

جناب اسپیکر: آپ نے اس کو complete نہیں کیا ہے ابھی تک، آپ اس کو conclude کر دیں مہربانی کر کے۔

قائد حزب اختلاف: صرف اس حد تک عرض کروں گا کہ ہمیں آج یہ جو قواعد ہیں (B) 170 کے تحت ایک تحریک جناب کی خدمت میں پیش کی ہے۔

جناب اسپیکر: یہ already ہمارے پاس، آپ لوگ point of order اور گھنٹے گھنٹے والے بھی ہیں اور ساتھ ساتھ ہمارا بینڈا بھی بہت زیادہ ہے، اس کو next اس میں آپ ڈال دیں۔

قائد حزب اختلاف: ٹھیک ہے اس میں بحث ہو گی لیکن میں ایک چیز جناب کے سامنے اس فلور پر۔۔۔

جناب اسپیکر: نہیں ابھی ہمارے پاس اتنا بینڈا ہے، ہم اس میں نہیں کر سکتے ہیں۔ تو پیش کریں گے۔ اگلے دن باقاعدہ لائیں نا۔ یا اچانک لائے ہیں، ہمارے پاس ابینڈا ہے ہم اس کی اجازت نہیں دے سکتے ہیں۔ اس میں آپ کر لیں پھر اس کو کر لیں گے۔

قائد حزب اختلاف: تحریک already آپ نے accept کر لی ہے تاریخ، دن آپ طے کر لیں۔

جناب اسپیکر: accept ہم نے نہیں کی ہے، ادھراً آپ نے دے دی ہے۔ ہم نہیں یہ اجازت ہاؤس دے گا، لیکن ایجنسڈا اتنا زیادہ ہے کہ ہم اس میں cover نہیں کر سکتے۔ ٹھیک ہے۔ باقی اتنا ہمارا کام ہے، اتنا ایجنسڈا ہے، ہم نہیں کر سکتے۔ ایک تو بھی اس کو ترسوں کے اجلاس میں رکھ لیں، جمعوالے دن کے اجلاس میں اس کو پیش کریں۔ اور بھی بہت ہیں۔ اگلے دن کارروائی کریں، کون سی اتنی emergency کر لیں گے، آپ کے پاس اتنا نام ہے۔ حکومت میں یہی ہے۔

فائدہ حزب اختلاف: یہ ضابطہ کی کارروائی ہے جناب، جو بھی ضابطہ کہتا ہے اُسی کے مطابق۔

جناب اسپیکر: جی بہت سارا ایجنسڈا ہے آپ کے point of order بھی اتنے ہیں۔ ملک صاحب! اتنا آپ لوگ نہیں کریں نا، آپ لوگ گھنٹہ گھنٹہ بول لیتے ہیں پھر اس نام آپ لوگوں کو کیوں احساس نہیں ہوتا کہ ہم to the point آجائیں۔ آج نہیں ہو سکتا، ایجنسڈا بہت زیادہ ہے۔ نہیں بہت زیادہ ہے ابھی جمل نے بولنا ہے، دوسرے point of order ہیں، آپ اُس نام کیوں احساس نہیں کرتے، دو گھنٹے آپ بول دیتے ہیں۔ point of order پر دو گھنٹے بول دیتے ہو۔ بہت سارا ایجنسڈا ہے نہیں کریں۔

فائدہ حزب اختلاف: یہی ایجنسڈا تو ہے جہاں ہم اپنی گزارشات کریں گے۔ اجازت دیں جناب! میں اس کو پیش کروں۔ سیکرٹری صاحب میں اس کو پیش کروں۔

جناب اسپیکر: جمعہ کو ہو گیا۔ جی شاء بلوق صاحب نے تقریر میں بہت اہم point اٹھایا جس میں اس رسا والا اور نصیر آباد میں جو پانی کا وہ ہے، وہ تو already جان صاحب نے ایک قرارداد یا تحریک لائی ہے۔ وہ پیش ہو گی۔ دوسری بات بہت important یہ تھی کہ ہمارے بارڈر seal ہونے کے بعد۔ جی ہاؤس کی توجہ چاہئے۔ واقعی بہت important issue ہے اور بلوچستان کے حوالے سے بہت important یہ اس لیے ہے کہ بلوچستان کا ذریعہ معاش اور کوئی ہے نہیں، ہمارے پاس agriculture ہے، agriculture industries نہیں ہیں، اگر اس طرح کا ہم نے decision ہے تو پہلے ہمیں ایسے اقدام کرنے چاہیے تھے کہ ہم اس کے بعد جو ہمارے لوگ ہیں نان شبینہ کے متاج ہوں گے، وہاں پر agriculture جو تھوڑے بہت ڈیزیل پر چلتی ہے یا ہمارے fisheries کے لوگ ہیں جو اسی علاقوں میں۔ پیڑوں پر پپ بلوچستان میں کسی جگہ پر نہیں ہیں۔ تو پہلے وہ کام کر لیتے سب سڈی میں پیڑوں پر پپ لگوادیتے اور ان چیزوں کو ہتر کرنے کے لیے اور ان لوگوں کو ہم بیرون گار کر رہے ہیں، ان لوگوں کے لیے بھی ہم کوئی بندوبست کر لیتے۔ لیکن ہم انکو، گورنمنٹ کو کہتے ہیں کہ ان چیزوں کو takeup کریں، اداروں کے ساتھ کہ اس

کو بند کرنے کے بعد یہ نقصانات عوام کو۔ ملک کی، قوم کی، اگر عوام کو کھانا نہیں ہے تو ہمیں معیشت کو بہتر کر کے کیا کرنا ہے۔ پہلے عوام کی بہتری کے لیے کبھی سوچا جائے کہ اگر کوئی چیز ہم بند کرتے ہیں اُس کا سدابہ اور ان کو کس طرح ہم adjust کر سکتے ہیں اُس کو بہتر کرنے کے لیے گورنمنٹ جام صاحب نہیں ہیں فناں منظر ہیں۔ جی تو مہربانی کر کے اس کو take up کریں اگر کوئی چیز اس پر کیا ہے تو بتائیں۔

میر ظہور احمد نلپیدی (وزیر خزانہ): شکریہ جناب اسپیکر! جس طرح ہمارے دوستوں نے بارڈر اور باقی issues کے حوالے سے بات کی۔ بارڈر کے حوالے سے جہاں تک ان کی بات ہے کسی حد تک درست ہے، کیونکہ ہمارے لوگوں کا ذریعہ معاش تقریباً بارڈر سے منسلک ہے اور اُس میں تقریباً ہمارے 50% سے زیادہ لوگ informal border trade میں منسلک ہیں اور اُسی سے ان کا گزر بسرا ہوتا ہے۔ اب چونکہ ایک خطہ کی حالت کو دیکھتے ہوئے اور پاکستان میں سیکورٹی صورتحال کو دیکھتے ہوئے fencing کا فیصلہ فیڈرل گورنمنٹ نے کیا تھا۔ تاکہ جو بدمنی اور جو شرپسند عناصر جو باہر بیٹھ کر اس ملک میں شرپسندی پھیلا رہے تھے، ان کا سدابہ کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ جب یہ fencing ہو رہی تھی تو حکومت بلوچستان نے وفاق کے ساتھ بات کی کہ جی برادر مہربانی اگر آپ یہ fence کا دیں گے تو ہمارے لوگ پروگرام کیسیں گے۔ وفاق نے بھی ہماری بات مان لی ہے اس میں تقریباً کوئی 13 کے قریب جو بارڈر مارکیٹس ہیں جو یہ concerned-points یعنی identify کیئے ہیں، اور کچھ کی منظوری ہو گئی ہے جس میں ہمارا یہ ڈولیپڈ ایریا زکا جو پکج ہے اُس میں وہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ جہاں پر تیل کا کاروبار ہے جس میں ہمارے چھوڑے موٹے traders ہیں، گودار میں ہمارے کششی ران ہیں، اسی طرح زمیندار ہیں جن کے گھروں کا چوہا ہا تیل کی وجہ سے جو ایریا ہے اُس سے چلتا ہے۔ اس حوالے سے ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب سے ان کی بھی بات ہوئی ہے اور آج President صاحب آئے تھے جس میں ہمارے Cabinet کے ممبران بیٹھے ہوئے تھے تو وزیر اعلیٰ صاحب نے اور میں نے اور باقی اصغر خان اچکزئی صاحب نے تفصیلًا ان کے ساتھ بات کی کہ چونکہ یہ بلوچستان کا ایک urgent issue ہے اور اس کا تعلق براہ راست فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ ہے، ہاں البتہ! کا ہر جو ہے State کے ادارے کا یہ حق ہے کہ وہ اپنے بارڈر کو manage کرے۔ اور جو لوگ آرہے ہیں یا باہر جا رہے ہیں اُن پر نظر رکھے۔ لیکن اس کا کوئی بہتر طریقہ نکال لیں۔ تو President صاحب نے بڑی تفصیل سے ہماری باتیں سُنی اور ہم نے تفصیلات بھی اُن کو بتائیں۔ اور انہوں نے ہمیں عنديہ دیا ہے کہ وہاں پر جا کر اس معاملے پر جتنے بھی concerned ادارے ہیں ان کے ساتھ بات چیت کر لیں

گے۔ اور جہاں تک ہمارے معزز رکن نے بات کی کہ جی جو ہمارے distributary oil ادارے ہیں جس میں PSO ہے، Shell ہے باقی جو ہماری oil companies ہیں جن کا بلوچستان کے مختلف areas میں کا وہاں پر setup نہیں ہے وہاں پر جو state oil companies ہیں ان کی ترسیل نہیں ہے۔ تو ان کے ساتھ بھی بات چیت کی جائے گی تاکہ وہ اپنا وہاں پر setup بنالیں۔ اور اس کے علاوہ یہ بھی بات زیر غور ہوئی کہ abruptly کسی چیز کو روکنا مناسب نہیں ہے۔ حکومتیں اور States جب فیصلہ کرتی ہیں تو وہ ایک long term planning کے تحت ہمیں ایک alternate develop کرنے چاہیے جس میں ہمارے جتنے بھی لوگ ہیں ان کا باقاعدہ روزگار کا ذریعہ میسر کریں ان کو دیں تب جا کر اس طرح کے فیصلے سودمند ہوں گے۔ تو اس حوالے سے ہمارے relevant اداروں سے بھی بات ہوئی ہے وہاں پرانگوں نے E-Taking کا ایک نظام متعارف کر دیا ہے جس میں ہمارے border oil traders جو border areas پر رہتے ہیں وہ ان کا باقاعدہ ایک mechanism طے کریں گے جو ان کو باقاعدہ ایک ٹوکن ملے گا ان کے مختلف points ہوں گے تو وہاں پر جا کر اپنے ٹوکن کے مطابق اُدھر جا کر اپنا کاروبار کر سکیں گے۔ تو اُس حوالے سے ہم نے ان کو کہا ہے کہ جی چونکہ ہماری ضرورت بہت زیادہ ہے یہاں پر بہت سے لوگ اس کاروبار سے مسلک ہیں تو اُس چیز کو دیکھتے ہوئے اس میں بھی آپ جو ہیں اس کو وسعت دیں تاکہ لوگ اپنا گزر بس کر سکیں۔ تو اس حوالے سے میں اپوزیشن کے دوستوں کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت بلوچستان بڑی سنجیدہ ہے، اور چونکہ یہ فیڈرل subject border management ہے اُن کے ساتھ آج ہماری فیض جان صاحب سے بھی تفصیلیًّا گفتگو ہوئی ہے تو ہم یہی امید کرتے ہیں کہ اس کا ایک بہتر سے بہتر حل نکل آئے گا۔

جناب اسپیکر: جی شرکر یہ یہ پہلے بھی۔ ملک صاحب آپ۔۔۔

فائدہ حزب اختلاف: میں اُسی حوالے سے بات کر رہا تھا کہ درمیان میں آپ کی رو لگ آئی تو میں خاموش ہو گیا پھر ان کی explanation تھی، میری گزارش یہ ہے کہ یہ (B) 170 کی جو ہم نے تحریک پیش کی ہے اُس کو آج پیش کرنے دیں۔

جناب اسپیکر: وہ جمعہ کو ہو گئی ہے، ایک چیز پر اڑے رہتے ہیں۔ پیش ہو جائیگی پھر اُسی میں اجازت دیں گے۔

وزیر مکملہ خزانہ: یہ کیا کرنا چاہتے ہیں؟

جناب اسپیکر: وہ ایک قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں ہمارے پاس اچنڈا زیادہ ہے۔

فائدہ حزب اختلاف: بہر حال ہم تحریک پیش کریں گے بھر آپ کے سامنے یہ کھل جائے گا۔ اور دوسری جو

میں یہ گزارش کر رہا تھا جناب اسپیکر ہماری جو تحریک تھی جو ہم نے اٹھائی تھی جو احتجاج ہم نے شروع کیا تھا۔
جناب اسپیکر: آپ نے کہا ہے، ہو جائے گا دو دن میں اگر اتنے دن میں کچھ نہیں ہوا تو آگے بھی کچھ نہیں ہونے والا ہے۔ وہ اُسی دن ہم اُس کو پیش کر کے اُسی دن ہم اُس پر بحث کریں گے۔ آجائیں گے۔ اتنا Point of issue۔ نہیں مہربانی کریں آپ لوگ کارروائی کو آگے بڑھنے نہیں دیتے، میں پھر Order of the Day کو ختم کر دیتا ہوں۔ آپ لوگ اتنا بول رہے ہیں کہ چیزیں ختم ہی نہیں ہو رہی ہیں۔ بس آپ (مداخلت) میں اتنا بچہ نہیں ہوں کہ آپ مجھے بتا رہے ہیں۔ (مداخلت) ہو گیا ہے بس اس کو conclude کریں۔ جی واحد صدیقی صاحب۔ اور بھی بہت زیادہ ہیں اس والہ ہے، دوسرا ہے، واحد صدیقی point پر اپنی بات کریں۔

میر ظہور احمد بیگدی (وزیر خزانہ) ٹھیک کہتے ہیں انہوں نے جو ایک قرارداد جمع کی ہے میں اُس کی پوچھنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں۔ admissibility

جناب اسپیکر: نہیں وہ تو ہو گیا ہے نال رو انگ جمعہ کے دن۔ پیش ہو گا پھر آپ اُس پر بات کر سکتے ہیں۔ جمعہ کو پیش ہو گا۔ جی ملک صاحب۔

وزیر برائے محکمہ خزانہ: جی؟

جناب اسپیکر: پیش ہو گا پھر بات کر سکتے ہیں۔ جمعہ کو پیش ہو گا۔ جی ملک صاحب۔

جناب عبدالواحد صدیقی: ملک صاحب! ملک نصیر صاحب۔

جناب اسپیکر: جی۔

جناب عبدالواحد صدیقی: ظہور بلیدی صاحب کی ایرانی ڈیزیل کے حوالے سے جوابات کی ہے۔

جناب اسپیکر: جی۔

جناب عبدالواحد صدیقی: جناب! آپ کو پتہ ہے کہ تفتان سے لیکر ژوب تک، تفتان سے لیکر بارکھان تک تفتان سے لیکر آواران تک جو ترسیل ہو رہی ہے اور black میں ان لوگوں سے جو پیسے لئے جا رہے ہیں، صرف ہزار گنجی میں ہمارے معلومات کے مطابق یومیہ ہزاروں روپے black میں لے رہے ہیں، کون لے رہے ہیں؟۔ کیسے لے رہے ہیں؟۔ کروڑوں روپے لے رہے ہیں تو براہ کرم اگر تھوڑا اس اُس پر tax رکھیں انکو legal کیا جائے اور باقی ژوب تک جتنی بھی levies chain ہیں یا پولیس کے ہیں ان لوگوں کو جھوٹ دیا جائے۔ ان لوگوں کا بھی بھلا ہو گا۔ اور یہ کاروبار legal بھی ہو گا۔ میرے خیال میں پورے

بلوچستان اس وقت ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں لوگ ان سے وابستہ ہیں۔ مجھے پتہ ہے کہ black میں لوگوں سے جتنے بھی پیسے لئے جا رہے ہیں اُن بیچاروں کو تب بھی کچھ نہیں بختنا، لیکن چونکہ ایک کاروبار ہے اسکو legal کیا جائے۔

جناب اپسیکر: Finance Minister نے کہا کہ ہم نے اس پر takeup کیا ہے۔

جناب عبدالواحد صدیقی: ایک ہی جگہ پر اُن لوگوں سے تھوڑا اس tax لیا جائے تاکہ خزانہ کو بھی فائدہ ہو اور عوام کو بھی فائدہ ہو۔

جناب اپسیکر: جی شکریہ۔ Finance Minister مالک! اسی طرح کے حوالے سے 2004ء میں briefing دیا اُس نام President تھے مشرف صاحب۔ کہا گیا تھا کہ بلوچستان میں یہ ڈیزیل کے اور border کے حوالے سے چیزیں آئے تھے تو پھر ہم نے وہاں پر takeup کیا تھا کہ بلوچستان کے معاملات ہیں، سب جو مبران تھے وہاں پر موجود تھے کہ اگر یہ چیز اگر بند کریں گے تو لوگ بھوکے مر جائیں گے۔ تو مشرف نے کہا کہ معیشت سے زیادہ important ہے عوام، عوام کیلئے دوسرا نعم البدل کوئی پیدا کریں تب جا کے یہ چیزیں روکیں اور border بھی ہم close کر سکتے ہیں اور ڈیزیل بھی روک سکتے ہیں ساری چیزیں۔ ہمارے لئے important عوام ہے۔ پاکستان کے بچے ہیں اگر انکو بھوکا مار کے بھی ملک کو بہتر نہیں کر سکتے ہیں۔ تو اس کو آپ لوگوں نے takeup کیا ہے اس کو مزید اچھے انداز میں forum کریں، ایک forum کے پر، Prime Minister ہے کہ یہ ایک دم بند ہونے سے جس طرح آپ نے ذکر کیا کہ ایک دم چیزیں بہت خراب ہونگے۔ ہمارے ہی بچے ہیں اگر وہ بھوکے مریں گے تو وہ کہا جائیں گے؟ کسی اوروں کے ہاتھ نہیں لگیں تو اس سے اچھا ہے کہ ہم ایسا طریقہ کریں جس میں عوام کو بھی تکلیف نہیں ہو اور ملک کو بھی نقصان نہیں ہو۔ جی حمل صاحب۔

میر جمل کلمتی: جناب اپسیکر! جیسا کہ تمام ایوان کے علم میں ہے 5 جولائی کو Prime Minister نے گوادر کا دور ہکیا۔ دورے کے بعد سے مکران کی بجائی گھر گھر کرونا کے patient، کوئی ایسا گھر نہیں ہے مکران جو متاثر نہ ہو، کوئی ایسا family نہیں ہے، روزانہ 20 سے 30 اموات کورونا کی وجہ سے گوادر، پنجاب اور تربت districts میں ہو رہے ہیں۔ اللہ خیر کرے آج صدر صاحب آئے ہیں اللہ پاک سے میری دعا ہے کہ وہ رحم کریں صدر کے جانے کے بعد کچھ یہاں پر نہ ہو۔ جناب والا! مکران کو CPEC کا جھومر کہا جاتا ہے لیکن بد قسمتی ہے جب سے یہ CPEC کا نام آیا ہے، آئے روز بجائی نہیں ہے۔ کبھی آپ نے سُنا ہے کہ جس شہر کو

ترقی یافتہ شہر بنانے جارہے ہیں وہاں 15 دن بھلی نہ ہو۔ پورے مکران کی بھلی 15 دن تک بند کر دی گئی۔ اور آج تک گوادر کی یہ حالت ہے کہ بارہا، میں اس اسمبلی میں کہتا رہتا ہوں کہ خدا را ہمیں پانی دیا جائے پانی دیا جائے۔ آج نوبت یہاں پہنچی ہے کہ All Parties پہلے ایک مہینے سے گوادر میں ہماری مائیں بہیں، پچھے روز احتجاج پر آج پانچ دن سے تو بالکل سڑک بند کر کے parties all وہاں پر بیٹھ گئی ہیں لیکن حکومت کو کوئی پرواہ نہیں۔ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب بجائے کہ گوادر جاتے مکران جاتے وہاں کی صورتحال دیکھتے وہ Live ابھی بھی Cricket Match اُنہوں نے رکھا ہوا ہے Stadium میں بیٹھ کے خواتین کا ہماری بچیوں کا Cricket match live دکھارہے ہیں مجھے تو، اب کیا بولوں۔ جناب والا! پانی کی بہت گھمیبر صورتحال ہے اس وقت، بھلی کی بھی یہی صورتحال ہے۔ کورونا گھر گھر پھیلا ہوا ہے، روز ہمارے لوگ وہاں پر لاشیں اُٹھا رہے ہیں، کورونا کی مريضوں کی روزانہ نیس، پچیس، تیس اموات ہو رہی ہیں۔ hepatitis ہر گھر میں پھیلا ہوا ہے۔ پانی کی وجہ سے خراب گند اپانی جو ہمیں دیا گیا ہے، اُس کا result تو 6 مہینے بعد اُس کا آیا گا، کیونکہ hepatitis-A اتنی جلدی نہیں پڑتے چلتا ہے۔ ڈینگی یہی صورتحال ہے، ماہی گیروں کی result سارے کھڑے ہو گئے ہیں۔ وہ ماہی گیر جمل کے فرزند تھے۔ وہ اپنے گھر کے خودوارث تھے۔ آج وہ بغیر token کے نہیں جاسکتے ہیں، جس طرح منسٹر صاحب نے کہا کہ اب border پر بھی token، سمندر بھی ٹوکن border بھی ٹوکن آخر میرے خیال سے آگے چل کر اسمبلی میں بھی ٹوکن ہو گا اور گھر جانے کیلئے بھی ٹوکن لینا پڑیگا۔ جناب والا! یہ ٹوکن system ختم کر دیں یہ ٹوکن زور آور شخصیت کو ملتا ہے میں نے بلیدہ، پنجور، مند کے دوستوں سے بلکہ کل پرسوں ایک وفد آیا تھا میرے پاس بھی بتا رہے تھے کہ ٹوکن صرف زور آور لوگوں کو مل رہا ہے جو پہلے tanker مالکان تھے اُنہوں نے tank نئی کے ایک چھوٹی سی گاڑیاں لی ہیں، جن کے رابطہ تعلقات ہیں، صرف انکو ٹوکن مل رہا ہے اور کسی کو نہیں مل رہا ہے۔ ہمارے ماہی گیر جناب والا! تیل اس وقت مکران میں 200 روپے لیٹر پہنچ گیا ہے۔ کون بدجنت ہے کہ 200 روپے لیٹر تیل لے؟۔ لیکن حکومت وہاں تیل تو بند کرنے کیلئے تیار ہے، جس طرح آپ نے خود ruling میں بھی کہا کہ فوری طور پر وہاں pumps لگائے جائیں۔ اور جو لوگ وہاں پر زیر دوست کیلئے fuel کا بندو بست کیا جائے تاکہ اُنکے گھر کا چولہا بند نہیں ہوں۔ جناب گیروں کیلئے وہاں پر زمینداروں کیلئے CPEC فلاں یہ وہ، یہاں تو روز احتجاج ہیں، روز آپ والا! ترقی تو ہم بہت بڑی بڑی باتیں کر رہے ہیں

session ہو کچھ بھی ہو لیکن اسکا کوئی اثر نہیں پڑتا ہے بلکہ میں بول بول کے اس Floor پر تھک گیا ہوں۔ آج گوادر کا ایک وفد آیا ہے معززین کا انہوں نے کہا کہ اگر آپ کی بات کی شناوائی نہیں ہوتی تو ہم ضرور اسپیکر صاحب! سے ملیں گے۔ اسمبلی کے بعد میں آپ سے انکوملاوں گا۔ جناب والا! ترقی کے بڑے بڑے دعوے ہو رہے ہیں لیکن ہم روز یہاں پر لاثین اٹھاتے ہیں روز ہمارے لوگ بیروزگاری کی طرف جا رہے ہیں زمینداری ہماری تباہ ہو گئی ہے سمندر ہمارا تباہ ہو گیا ہے۔ پانی پینے کے لئے ہمیں نہیں ہے یہ سرحدیں ہماری بند کر دیتے گئے ہیں۔ یہاں سے گوادر تک جانے کیلئے ہمارے لوگ سوؤں کی تعداد میں ایک نہیں دو نہیں ہر ڈسٹرکٹ میں سوؤں کے کی تعداد میں کراچی سے گوادر جانے کیلئے 154 چیک پوسٹیں لگی ہوئی ہیں یہ گورنمنٹ کی اپنی report ہے۔ جناب والا! خُدا را! لوگوں پر حرم کیا جائے، کونسی ترقی ہے اکیسویں صدی ہے لوگ چاند پر پہنچ گئے ہیں۔ بلوچستان اور بلوچستان والے مشکلے کا پانی پینے ہیں یہ ہمارا کولر بھی ہے اس میں ہمارا پانی بھی ہے۔ اور آج بھی ہم اُس لاثین کی زندگی میں، لاثین سے گزارہ کر رہے ہیں۔ تو یہ کہاں کہ ترقی ہے کہاں کا انصاف ہے۔ میں مرکزی و صوبائی حکومت جو اس ملک کے حکمران ہیں ان کو کہتا ہوں کہ خدار اس بلوچستان کے لوگوں پر حرم کریں بلوچستان کو خالی کرے بلوچستان کو بلوچستان کے اصل والی وارثوں کے حوالے کریں پھر آپ دیکھئے کہ ترقی کے دوڑ میں بلوچستان کہاں جاتا ہے۔ لیکن بد قسمی سے یہاں ہمیں پھر اُسی زمانے میں ہم جا رہے ہیں وہ چکال اور وہی لال ٹین کے خدار اس پر حرم کیا جائے۔ میں آپ کو کہتا ہوں ایک دفعہ پھر کہ گوادر کے پانی کے حوالے سے seriously آپ، یہ فرمائش PSDP میں گوادر کے اسکیمیں تو رکھی گئی ہیں لیکن حکومت بتائے کہ اُس میں گوادر کے پانی کا کونسا اسکیم ہے، عوایی کیا اسکیمیات ہیں اُس PSDP میں لوگ تو احتجاج کر رہے ہیں۔ ہم تو پانی مانگ رہے ہیں کچھ اور تو نہیں مانگ رہے ہیں اگر پانی نہیں ہے تو خدارا ہمیں زہر دیا جائے تاکہ جس زمین کی ان لوگوں کو ضرورت ہیں گوادر کی وہ نیلے زر ان کو قربان ہم اللہ کے پاس چلے جاتے ہیں۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ حمل صاحب۔ وقفہ سوالات۔ اور اس کے حوالے سے بھی کہ جو گوادر میں جو project ہے اور سیکرٹری صاحب۔

محترمہ شکریہ نو بدقاضی: جناب اسپیکر! میں point of order پر ہوں please۔ جناب اسپیکر آپ سے صرف میری اتنی سی التجا ہے کہ میں on the Floor یہ بات کرنا چاہ رہی ہوں کہ 12 تاریخ کی کارروائی کے بعد 13 تاریخ کو میرے personal guards کو نکال دیا جاتا ہے بغیر کسی وجہ کے اور میں آج on

یہ کہوں گی۔
the Floor

جناب اسپیکر: کہاں سے نکال دیا جاتا ہے؟

محترمہ شکلیلہ نوید قاضی: اس سلسلے میں، میں نے ہوم منٹر سے بات کی۔ جو گارڈز ہمیں گورنمنٹ نے دیے ہیں چار، میرے اُن گارڈز کو نکال دیا جاتا ہے۔ جب میں نے ہوم منٹر سے بات کی کہ اُن کی job کیوں ختم کی گئی ہے 12 تاریخ کی اجلاس کے بعد 13 جولائی کو فوراً اُن کو نکال دیا گیا۔ اور میرے اُس گارڈ کو especially نکالا گیا ہے جو 24 گھنٹے میرے ساتھ رہتا ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ مجھے all ready ہیں، مجھے میرے بچوں کو ہم پہلے ہی ایک بہت بڑے سانحے سے گزرے ہیں میرے ہی خاندان کے 8 سے 10 لوگ شہید ہوئے ہیں۔ میں نے جب ہوم منٹر سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ میں takeup کرتا ہوں میں پتہ کرتا ہوں کہ آپ کی گارڈز کو نکلا گیا۔ اُس کے بعد اُس نے کہا کہ CM سے میں اجازت لے کر دوبارہ آپ کے گارڈز کو ہم لگوادیں گے۔ آج تک دوبارہ اُن کے orders نہیں ہوئے ہیں۔ میں on the Floor کہتی ہوں کہ مجھے یا میرے بچوں کو کچھ بھی ہوا تو اس کی ذمہ دار CM ہونگے۔ اس کے ذمہ دار ہوم منٹر بھی ہونگے۔ اس کے ذمہ دار جو سابق ڈی جی لیویز ہیں وہ بھی ہونگے۔ میں on the Floor آپ کو complain دے رہی ہوں۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ جی ہوم منٹر!

میرضیاء اللہ لانگو (وزیر داخلہ و قبلی امور و پی ڈی ایم اے): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اسپیکر اس حکومت کا کام لوگوں کو تحفظ دینا ہے نہیں کہ اُن کی خدا نخواستہ کسی ممبر کی زندگی کا مسئلہ ہو اُس سے گارڈ لیا جائے کہ آپ کی زندگی کو جو خطرات ہیں وہ رہیں۔ جناب اسپیکر! دوست تو ہمیشہ بڑی بڑی بات کر رہے ہیں کہ یہ ہوا۔ 14 دن ماشاء اللہ یقنانے میں گزارا ہے، یہ تیسرا سیشن چل رہا ہے یہ 14 دن کو بھول رہے ہیں۔ وہ بھی خود جا کے اُدھر بیٹھے تھے ہم منت کر رہے تھے کہ نکل جاؤ۔ یہ اگر 14 سال ہونگے تو میرے خیال یہ 14 سال اسمبلی میں یہ اپنا تذکرہ کریں گے باقی بلوچستان کے معاملات کو بھول جائیں گے۔ تو جناب اسپیکر! جس طرح اسمبلی کے بارے میں بھی دوست اپنی خیالات کا اظہار کرتے ہیں کہ حکومت نے یہ کیا۔ بات تو کرتے ہیں پارلیمنٹ کی supremacy کی، پارلیمنٹ کی عزت کی۔ یہ آپ خود گواہ ہیں کہ پارلیمنٹ کے دروازوں کو تالاکس نے لگایا۔ تو جناب والا۔۔۔ (داخلت)

جناب اسپیکر: میرے خیال میں اس میں بحث ہو چکا ہے ضیاء صاحب۔

وزیر داخلہ: جناب اسپیکر جس طرح محترمہ نے کہا کہ ان کے، اُس کا میں نے جب پوچھا تو لوگ سرکاری ملازم سرکار سے تنخواہ لے رہے تھے۔ اور جو پولیس کے اور جو کیمرے وغیرہ سے دیکھا گیا ہے، وہ باقاعدہ طور پر اُس دن کے تشدد میں ملوث تھے۔ تو اُس بناء پر اُن کو معطل کر کے اُس کے لیے ایک کمیٹی بنائی گئی ہے کہ ان کی انکوائری کی جائے۔ ان کو اُن کی جگہ اگر کوئی اور سیکورٹی اپنا چاہیے تو اُس کے لیے وہ کسی کا وہ اپنا اُس کو سیکورٹی دے دیں گے۔

جناب اسپیکر: نہیں ان کا تودہ as a MPA جو اُن کا ہے۔

وزیر داخلہ: انہیں میں سے ایک کو اس لیے کہ وہ کیمروں میں آیا ہے، اُس کے خلاف انکوائری چل رہی ہے۔ اُس کی جگہ کسی اور کا نام دے دیں ہم کل ہی اُن کے order کر لیں گے۔

محترمہ شکلیہ نوید قادری: وہ میرا starting سے سیکورٹی ہے، میں کسی اور کو کیوں لے کر آؤں؟۔ وہ میرے نزدیک کھڑا تھا ایک منٹ بھی وہ مجھ سے ڈو نہیں گیا ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں وہ تو انکوائری میں ہے میڈم! دیکھ لیں آپ کو۔ یہاں پر ہم نے بہت سارے ملازم بھی معطل کیے تھے۔

محترمہ شکلیہ نوید قادری: وہ مجھے in camera briefing دے دیں وہ مجھے دھادیں کہ اگر وہ بندہ کسی قسم کی توڑپھوڑ میں شامل ہے۔

جناب اسپیکر: دیکھ لیں آپ اس فلور کو آپ یہ باور کراہی ہے کہ۔ جی شکر یہ۔ اچھا! ایک تو یہ کہ PHE department کو آپ یہ کریں کہ گوادر کا بنیادی حق ہے۔ سی پیک اپنی جگہ پر لیکن پانی تو کم سے کم مانا چاہیے۔ یہ report کیا کیا انہوں نے اقدامات اس سال کرنے ہیں۔ آگے کیا planning ہے اسے کو وہ سارے چیزیں دے دیں۔ اچھا! دوسرا اپنا finance minister کے ذریعے کیا کرنٹ نہیں گے۔ اور اس جو بجٹ میں approved scheme revamping کا ہے وہ بھی اس بجٹ میں آپ لوگوں نے allocate کیا اور نکال دیا۔ یہ مطلب کہ تین سال میں ہم نے کیا اسے کو ہتر نہیں کرنا ہے، وہ اسکیم بھی آپ نے نکال دیا۔ اور دوسری بہت important بات ہے آپ کے knowledge میں نے کہا کہ شاید آپ کو چیمبر میں بولوں۔ لیکن چیمبر والی بھی بات نہیں ہے۔ باقی جو چیزیں ہیں۔ آپ کے تین چار buildings میں اسے کے آپ نے ایک روپیہ بھی نہیں دیا کیا اس دوران ہمارا ایک بلب بھی نہیں ٹوٹ سکتا

ہے ہمارا انجمن بھی خراب نہیں ہو سکتا ہے۔ یا ہمارے شیشے جو تین چار دفعہ ٹوٹے ہیں، ایک روپیہ بھی development کی مدد میں نہیں دیا repair کی مدد میں، جو اسمبلی کو دیتے ہیں zero۔ اس کو ردیا ہے تاریخ میں کبھی بھی ایسا نہیں ہوا۔ کیا اسمبلی آپ کے اُس سے باہر ہے؟ چیف منستر ہاؤس میں ہے، سیکرٹریٹ میں ہے۔ اسمبلی کے چار بلڈنگ کیا گورنمنٹ کے حصے میں نہیں آتے ہیں؟ یہ kindly آپ اس کو takeup کریں۔

وزیر خزانہ: جناب اسپیکر اس میں اسمبلی کی جو فناں کمیٹی ہے جس کو آپ Chair کرتے ہیں اُس کے پاس یہ اختیارات ہیں۔ جو بھی issue یہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر حل کریں گے۔

جناب اسپیکر: نہیں یہ اختیار سے آپ کے ہر سال یہ revamping والایہ approve ہوا ہے۔ اور یہ دوسال بجٹ میں رہا ہے۔ بجٹ اسکیم میں رہا ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ development کی مدد میں تین buildings ہیں اسے یہ MPA hostel ہے۔ ایک روپیہ بھی نہیں ہے کہ ہم اگر repair کرنے کے لیے دیں۔ جی منستر صاحب یہ بھی finance committee کے ہم کیا باقی لوگوں کے مسائل حل کریں، نہیں کریں اسمبلی approve کر کے بھیجا تھا بجٹ میں ڈالنے کے لیے۔ ہم کیا باقی لوگوں کے مسائل حل کریں، نہیں کریں آپ کو آپ کہہ رہے ہیں نہ یہ approved already finance committee کر کے بھیجے ہیں۔

وزیر خزانہ: میں آپ کی بات سمجھ گیا جو آپ نے کہا بالکل درست کہا ہوگا اُس میں مجھے یہ پتہ نہیں ہے کہ کیوں نکلا ہے اور کیسے نکلا ہے۔

جناب اسپیکر: یہ آپ اس کو up personally take کر لیں۔

وزیر خزانہ: میں اور آپ بیٹھ جاتے ہیں جو بھی اس کا حل ہوگا وہ نکال دیں گے۔

جناب اسپیکر: وقفہ سوالات۔

جناب اسپیکر: میرزا بلالی ریکی صاحب اپنا سوال نمبر 274 دریافت فرمائیں۔ ملک صاحب سوالوں کے بعد آپ کو point of order پر دوں گا۔ مطلب یہ کہ یا نہیں دے دیں اگر دینا ہے تو سب کو time دوں گا پھر تو کارروائی آگئے بڑھے گی۔ جی ملک صاحب ایک منٹ میں اس کو conclude کریں۔

ملک نصیر احمد شاہ ہوائی: جناب اسپیکر صاحب اس لیے بھی آپ point of order پر اجازت دے دیں

کہ بلوچستان کے میرے خیال میں اس اسمبلی سے لے کر اس اسمبلی تک۔

جناب اسپیکر: یہ بھی تو آپ لوگوں کا ہے ناہ ہمارا تو نہیں ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوی: بالکل ہمارا ہے لیکن اتنے واقعات روز بروز ہوتے ہیں جو انتہائی اہم ہوتے ہیں۔ خاص کر میرے دوستوں نے جس طرح زیارت کا واقعہ بیان کیا۔ ثناء بلوج نے بلوچستان کے واقعات بیان کئے۔ میں نے میرے خیال میں امن و امان کے حوالے سے خاص کر محترمہ نے اپنے جو گارڈز کی بات کی ہے اسمبلی کی ممبر ہے اور اس کی بات کا مذاق نہیں اڑانا چاہیے۔ آج کے اس اسمبلی کا سب سے اہم مسئلہ تو میں یہی کہوں گا کہ تین ممبر ان اسمبلی اٹھا کر کہتے ہیں کہ ہمیں threat ہے اور سب سے بڑھ کر نصر اللہ زیرے جوان کے بیٹے کو جس طرح۔۔۔

جناب اسپیکر: وہ چیز ہو گیا ملک صاحب! آپ کیوں اس طرح کرتے ہیں۔ ایک چیز ہو گیا ہے اُس کو repetition میں کیوں لے جاتے ہیں۔ آپ main point پر آئیں، جس پر آپ نے بات کرنا ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوی: میں صرف ایک بات کر کے اس کو ختم کروں گا۔ آپ اگر اتنا مجھے روک رہے تھے میرے خیال میں میری بات اب تک ختم ہو جاتی۔

جناب اسپیکر: نہیں آپ روک رہے ہیں، کیا اسپیکر کو آپ نے اہمیت دیا۔ میں نے آپ کو Floor نہیں دیا آپ خود ہی شروع ہو گئے تھے۔ لیکن آپ پھر بھی وہی repetition میں جا رہے ہیں۔ جہاں میں کہتا ہوں کہ time آپ کا ہے، سوالات آپ کے ہیں، کارروائی کو آگے بڑھائیں۔ کیوں اسپیکر کو امتحان میں ڈالتے ہوں کیوں اُس کو اُس میں وہ کرتے ہوں۔

ملک نصیر احمد شاہوی: جناب اسپیکر صاحب! انتہائی احترام سے میں اس لیے repetition میں جا رہا ہوں۔ کہ میرا ایک پارٹی کا ممبر جس کو threat ہے جس کے گھر کے تقریباً اس بندے مارے گئے۔ اور وہ اپنے گارڈز کی بات کرتی ہے اور اسمبلی میں جس بے بی کا اظہار ہمارے خاص کر Home Minister کرتا ہے۔ اور اُس کی اُس گارڈ کو واپسی کی یہاں پر تسلی یا وہ بات نہیں کرتے۔

جناب اسپیکر: وہ ہو گیا ہے اُس پر رپورٹ دے رہا ہے ناہ۔ ملک صاحب! آپ سننے نہیں ہو، ہم نے وہاں پر رپورٹ بھی مانگا ہے۔ کہ آیا وہ اگر involve ہے تو ہمیں رپورٹ دو، نئے بندے کو لگانا ہے تو نئے بندے میڈم کو دے دیں۔ اگر وہ involve نہیں ہے وہاں پر نظر نہیں آ رہا ہے کوئی وہ نہیں ہے، وہ چیزیں ساری کر لی ہیں۔ ابھی آپ لوگ time کو کیوں ضائع کرتے ہو۔ ہمیں بھی بحث میں involve کرتے ہو، خود بھی

03 اگست 2021ء (ماہات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

34

چیزوں کو، یہ بھی آپ کا ہے time بھی آپ کا ہے اپوزیشن کا ہے۔

مک نصیر احمد شاہواني: جناب اسپیکر! اگر سب نے بولا میں نے دو منٹ باتیں کی تو اسیں کیا حرج ہے۔

جناب اسپیکر: کیوں اگر وہ چیزیں نہیں آئے ہیں Floor پر۔ اگر اسپیکر نے رولنگ نہیں دیا ہے، پھر آپ اُس کو وہ کریں۔

مک نصیر احمد شاہواني: جناب اسپیکر صاحب! اُس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے Floor پر تو آتا ہے جب وہاں سے کوئی تسلی بخش جواب نہیں ملتی۔ اس Floor پر تو ہم نے تو PSDP سے پہلے یہ بات کی کہ budget یہاں پر بحث ہونی چاہیے۔

جناب اسپیکر: پہلے نہاء بلوچ کو نہیں چھوڑا وہ سارے point ویسے بھی Floor پر بیان کر دیتا ہے۔

مک نصیر احمد شاہواني: جناب اسپیکر صاحب! اس اسمبلی کا جو حشر ہوا یہاں پر جو مار دھاڑ ہوا یہاں پر جو بکتر بندگاڑیاں آئیں۔

جناب اسپیکر: پھر آپ شروع ہو گئے نا۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟۔

مک نصیر احمد شاہواني: تذیل ہوئی اُن کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے۔ میرے خیال وہ واقعات اگر آپ اُس وقت عملدرآمد کرتے آپ آئیں اور اُس پر عملدرآمد کر لیتے تو یہ واقعہ پیش نہیں آتا۔

جناب اسپیکر: کون سا؟

مک نصیر احمد شاہواني: آج آپ ایک چھوٹے سے الہاکار کو تو یہاں پر suspend کر لیتے ہیں۔ میرے خاندان، میری فیملی کے 20 گریڈ کے آفیسر کو جناب اسپیکر صاحب! آپ suspend کر سکتے ہیں۔ اس کے ذمہ دراصل آپ ہیں آپ کے سیکرٹری ہیں۔ یہ جو ہزاروں افراد یہاں پر اس اسمبلی کے اندر آگئے یہ پولیس والے، ہم نے تو written میں سیکرٹری صاحب کو لکھ کر دیا تھا کہ یہ کیسے آگئے؟۔ اس کا جواب ہمیں ملا۔ اُس کے بعد جو حشر ہوا وہ آپ کے سامنے ہیں۔

جناب اسپیکر: دیکھیں مک صاحب! بات سے بات بڑھ جاتی ہے نہیں کریں آپ۔ جی جمل صاحب اپنے پارلیمانی لیڈر کو وہ دیکھیں مک صاحب آپ نے اسمبلی۔ دیکھیں بہت چیزیں ایسی ہیں controversial ہیں اُس کو نہیں چھیڑیں بہتر ہے۔۔۔ (داخلت)۔ جی مک صاحب بات کریں کیونکہ انہوں نے اسمبلی کو بڑا اُس میں involve کیا۔ دیکھیں گورنمنٹ کا کام ہے PSDP بانا جس نے بنایا جس نے نہیں بنایا۔ وزیر اعلیٰ نے بنایا اُس کی team نے بنایا ہے۔ اپوزیشن کو وہ دیں اُن کی مہربانی ہے۔ آپ کے

MNAs میں آپ پوچھیں اُن کو ایک روپیہ ملا ہے تو آپ کو ملنا چاہیے۔ اگر وہ گورنمنٹ نے کیا ہے وہ جو کرتے ہیں، اگر وہ دیتے ہیں بلوچستان کی روایات میں ہے کہ ایک دوسرے کو ساتھ لیکر چنانہ ہے اگر نہیں دیتے ہیں اُن کی صوابدید ہے۔ کوئی اُن کو وہ نہیں ہے۔ ہاں بتاتا تھا کہ اپوزیشن کے ساتھ مذاکرات کرتے اور بتا دیتے کہ کہیں پرسند ہے، پنجاب کہیں پر آپ اپوزیشن کو کوئی ملا ہے تو یہاں پر ملنا چاہیے۔ آپ نے تالابندی کی وہ غلط ہے۔ انہوں نے جو بکتر بند والی کہانی ہے وہ غلط ہے۔ دیکھیں یہ چیزیں بہت ہوئی ہیں۔ اب ان چیزوں کو کیوں وہ کرتے ہیں۔ کہاں پر رول ہے کہ آپ دشمنگردی کے طور پر تالابندی کریں۔

مک نصیر احمد شاہ ہوائی: ہم اسمبلی کے گیٹ پر بیٹھ رہے جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: کہاں پر لکھا ہے کہ پنجاب میں فنڈنگیں مل رہا ہے انہوں نے تالابندی کی federal میں فنڈ نہیں مل رہا انہوں نے تالابندی کی۔۔۔ (مداخلت)۔ وہ تو ہم نے دیئے تھے وہ وزیر اعلیٰ کا مرضی ہے اُس کا مرضی ہے کہ وہ دے نہیں دے۔

مک نصیر احمد شاہ ہوائی: جناب اسپیکر صاحب! اگر یہ تمام قانونی چیزیں ہوتے۔ جناب اسپیکر صاحب! ہم نے کب مانگے اپنے فنڈ۔

جناب اسپیکر: آپ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں PSDP میں۔ آپ کیوں بجٹ کو روک رہے تھے روک نہیں سکتے، کیسے روکتے ہیں۔ بجٹ کو روکنا کون سا قانونی کارروائی ہے۔

مک نصیر احمد شاہ ہوائی: جناب اسپیکر صاحب! بجٹ سے پہلے ایک پری بجٹ اجلاس ہونا ضروری تھا۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ جی زادبعلی ریکی صاحب! سوال نمبر 274۔ جی شکریہ ملک صاحب کو سننا ہے کیا آپ نے ملک صاحب کا یہی کہانی ہے۔

مک نصیر احمد شاہ ہوائی: جناب اسپیکر صاحب! ایک پری بجٹ اجلاس ہونا ضروری تھا۔ جس کے لیے ہم نے آئئیں، ہم نے قانونی دروازہ کھٹکھایا۔ جناب اسپیکر صاحب! میرا مایک کھولیں میں بات کروں گا۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ نے بات چھیڑی بجٹ سے پہلے۔

جناب اسپیکر: بات آپ نے چھیڑی۔

مک نصیر احمد شاہ ہوائی: بجٹ سے پہلے ایک پری بجٹ یہ ایک قانونی تقاضہ تھا۔ اُس کے لیے ہم نے demand کی۔ اُس کے اندر ہم اپنی تجاویز دیتے تھے۔ عملدرآمد حکومت کا کام ہے، وہ کرتا ہے نہیں کرتا ہے ہمارا اُس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: جی بالکل یہ بات آپ کی صحیح ہے۔

ملک نصیر احمد شاہواني: اڑائی تو اس پر شروع ہوئی کہ وہ بجٹ سے پہلے پری بجٹ سیشن نہیں ہوا۔ جس پر ہم احتجاج پر گئے۔ ہم صرف گیٹ پر بیٹھے رہے چار دن، بلوچستان کی روایات آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔ ہم کوئی فقیر نہیں ہیں، ہم اسمبلی کے اراکین ہیں 23 افراد اگر وہاں پر اگر بیٹھے رہتے ہیں۔ یہ بلوچستان کے روایات نہیں ہیں کہ کم از کم حکومت کا کوئی فردوہاں پر آ کے چل کے بیٹھ کے ہمارے مسئلے حل نہ کریں۔ یہ بلوچستان کے مسئلے ہیں بلوچستان کی روایات ہم چار دن بیٹھے رہے۔

جناب اسپیکر: ایک بہت important آپ نے issue اٹھایا ہے فناں منٹر سے۔۔۔

ملک نصیر احمد شاہواني: دن رات آپ دوسروں کی بات میرے خیال میں اس گیٹ پر توباقی توڈیل ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن اس گیٹ پر آپ کے اراکین اسمبلی بھی ذلیل ہوئے۔ اور آخر میں بات اُس حد تک پہنچ گئی کہ اندر آگئے۔ پھر بکتر بندگاڑیاں پھر وہی تاریخ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آپ وہاں سے شروع کریں جناب اسپیکر صاحب! جہاں سے ہم نے ابتداء کی تھی۔ وہاں پر اگر تشقی ہوتی تو آج بات اس حد تک نہیں پہنچتا ہمارے کہنے کا مقصد۔ آج ہم اس لیے کہتے ہیں کہ اگر ان کو کوئی threat ہے اگر نصر اللہ اپنے بیٹے کی بات کرتا ہے یہ جو 70 ارب روپے کے ہم نے کیمرے لگائے سیکورٹی کے نام پر خرچ کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: ملک صاحب! آپ اتنا لمبا پھر جا رہے ہیں اب اس کو conclude کر دیں۔

ملک نصیر احمد شاہواني: اگر وہ کیمرے خراب ہیں پھر یہ پیسے بلوچستان کے عوام کے حوالے کیا جائے۔ یہ ہم اپنے ترقی پر خرچ کریں گے۔ یہ اپنے فلاں و بہوں پر خرچ کریں گے اپنے اسکولوں پر خرچ کریں گے۔

جناب اسپیکر: ملک صاحب! ہو گیا ناں آپ کیوں اس طرح، بس کریں یا رحد ہو گیا ہے۔ یا ملک صاحب۔ جی جی نہیں وہ ملک صاحب نے خود شروع کیا۔ آپ کر لیں آپ بیٹھ کر بات کر رہے ہیں۔ کارروائی شروع کرتے ہیں۔ thank you شناہ بلوچ صاحب آپ کی مہربانی۔

میرزا بعلی ریکی: Question نمبر 274۔

جناب اسپیکر: جی منٹر صاحب PDMA ہے یا QDA ہے اچھا PDMA صاحب ہیں۔ جی۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

نوٹ موصول ہونے کی تاریخ 11 فروری 2020

☆ 274 میرزا بعلی ریکی رکن اسمبلی:

کیا وزیر پی ڈی ایم اے از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

22 مارچ اور 20 اپریل 2021 کو موخر شدہ

(الف) سال 2013ء کے دورانِ ضلع واشک میں آنے والے زلزلہ کے نتیجے میں کل سقدر جانی و مالی تقصیات رونما ہوئے نیز کیا یہ درست ہے کہ زلزلہ متاثرین کے نقصانات کے ازالے کیلئے مختص کردہ دس کروڑ تا حال تقسیم نہیں کیے گئے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کل سقدر جانی و مالی تقصیات رونما ہوئے نیز مختص کردہ رقم کب تک متاثرین میں تقسیم کی جائے گئی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر پیڈی ایم اے:

16 اپریل 2013ء کو ماشکیل میں پیش آنے والے زلزلے کے باعث 14 افراد کی اموات کے بارے رپورٹ موصول ہوئی 24 زخمیوں کو علاج کیلئے سی ایم ایچ کوئٹہ منتقل کیا گیا بعد میں ان میں سے ایک ہسپتال میں زخمیوں کی تاب نہ لاتے ہوئے چل بسا۔ مرنے والے کیلئے 5 لاکھ فی کس زخمی ہونے والے کیلئے 1 لاکھ پچاس ہزار فی کس زلزلے کے باعث چار ہزار چھوٹھیں (4636) مکانات کو بھی تقصیان پہنچا تفصیل ذیل ہے:

مکمل طور پر تباہ ہونے والے کچے مکانات	2220
جزیوی طور پر متاثر ہونے والے کچے مکانات	2349
مکمل طور پر تباہ ہونے والے کچے مکانات	0
جزیوی طور پر متاثر ہونے ہونے والے کچے مکانات	4636

پیڈی ایم اے بلوچستان کی طرف سے ڈپٹی کمشنر واشک کو مورخہ 25 ستمبر 2020ء کو 92.410 میلین روپیہ کردار یے گئے اب یہ ڈپٹی کمشنر واشک کی ذمہ داری بنی ہے کہ وہ رقم زلزلہ متاثرین میں تقسیم کریں تفصیل ضخیم ہے لہذا اسمبلی لا بحریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

میرزا بدعلی ریکی: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اپسیکر صاحب! یہ وہی ماشکیل کے earthquake کے پیسے ہیں پہلے ہی اس اسمبلی فورم پر میں نے اس کے لیے آواز اٹھایا تھا۔ جناب اپسیکر! آپ کو یاد بھی آرہا ہے بعد میں آپ نے۔۔۔

جناب اپسیکر: تحفہ اسامائیک اپنی طرف کر لیں۔

میرزا بدعلی ریکی: مائیک تو یہی ہے بس یہ نظام آپ دیکھ رہے ہیں۔

جناب اپسیکر: طارق مگسی صاحب نے floor کو یہ کہا تھا کہ میں اسکو takeup کرتا ہوں۔

میرزا بدعلی ریکی: جناب اپسیکر صاحب! نائیش صاحب چھوڑیں۔ جناب اپسیکر صاحب اس کی تفصیل آپ کو

بتانا چاہتا ہوں۔ کہ 2013ء میں ماشکیل میں زنزلہ آیا۔ تو اُس کے بعد آپ خوش قسمت تھے۔ آپ کے آواران میں آگیا مگر آپ نے پتہ نہیں کسی نے کہا ایک ارب دوارب وہاں پیسے بھی خرچ ہو گئے عوام کو release بھی مل گیا۔ مگر یہ تحصیل ماشکیل ڈسٹرکٹ واشک کی بڑی تحصیل ہے۔ غریبوں کے پیسے ابھی تک دس کروڑ یہاں سے release ہوئے ہیں۔ میں فناں منظر ٹھہور صاحب کا منتکور ہوں۔

جناب اسپیکر: supplementary میں جواب دیا ہے نا۔

میرزا بلالی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! میں تفصیلات، اس اسمبلی سب کے سامنے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں آپ سن لیں۔

جناب اسپیکر: جی۔ جی۔

میرزا بلالی ریکی: یہ جناب اسپیکر صاحب! یہ summary ہے چیف سیکرٹری کے پھر اُس کے بعد CM کے بھی پاس گئی یہ سارے ہیں آپ کے پاس شیئر بھی کرنا چاہتا ہوں۔ جب فناں منظر ٹھہور صاحب نے 10 کروڑ یلیز کیے یہ 25 ستمبر کو فناں نے release کیے، سینٹر ایم بی آر کو لکھا اس کی کاپیاں بھی ہیں۔ سینٹر ایم بی آرنے باقاعدہ ڈائریکٹر جزل PDMA لکھا۔ جناب اسپیکر صاحب اُس کے بعد یہ پیسے PDMA نے ڈپٹی کمشنر کے account میں بھج دیئے اُس کے بعد 3 نومبر کو PDMA نے ایک کمیٹی بنائی۔ اسکے چیئرمین ڈپٹی کمشنر واشک شفقت صاحب ہیں اور ممبر اُس میں ہیں PDMA کے میر سلیمان عزیز ڈپٹی ڈائریکٹر اور اسٹینٹ کمشنر واشک کو کہ آپ ماشکیل جائیں، یہ چلے گئے اُس کے بعد کچھ بھی نہیں ہوا۔ جناب اسپیکر! پھر میں نے 15-4-2021 کو چیف سیکرٹری بلوچستان کو ایک letter لکھا اس کی کاپی بھی میرے پاس ہے کہ چیف سیکرٹری صاحب آپ بتادیں یہ پیسے ڈپٹی کمشنر واشک کو شفقت کو ریلیز ہوئے ہیں۔ یہ پیسے کیوں تقسیم نہیں ہو رہے ہیں وجہ کیا ہے ان لوگوں کا گناہ کیا ہے؟ تو اُس نے سینٹر ایم بی آر سے رپورٹ مانگی۔ سینٹر ایم بی آر نے PDMA کو بھی لکھا آپ مجھے بتا دیں کہ کیا وجہ ہے تو PDMA نے سینٹر ایم بی آر کو لکھا۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ لیٹر 6 مئی کو لکھا ہے۔ PDMA نے سارا ریکارڈ دیا۔ اُس میں یہ سارے 2220 complete damages ہے۔ اچھا کچھ کچھ مکانات ہیں۔ وہ بھی یعنی ٹولن 4636، PDMA نے تفصیلاً اپس سینٹر ایم بی آر کو لکھا، سینٹر ایم بی آر نے پھر چیف سیکرٹری کو لکھنا تھا۔ اچھا اس میں خلاصہ جناب اسپیکر صاحب یہ PDMA کا نمبر 5 آپ کو پڑھ کر سنا تا ہوں:

On the 25th September 2020 PDMA released all amount to the

Deputy Commissioner Washuk. Now it is the duty of the Deputy Commissioner Washuk to provide the amount to affectees of the earthquake 2013, the release order is attached.

کہ میں نے تو پیسے ریلیز کیئے ہیں میں اسکا ذمہ دار نہیں ہوں۔ تو سینئر ایم بی آر نے یہی رپورٹ پی ڈی ایم اے کی باقاعدہ چیف سیکرٹری کو یہ ریکارڈ و اپس گیا ہے۔ آخر وجہ کیا ہے جناب اسپیکر صاحب! اگر یہ پیسے خدا نخواستہ، میں نے پہلے بھی آپ سے کہا کہ آپ ڈپٹی کمشنر شفقت کو بلا کیں رو لوگ دے دیں کہ یہ پیسے آپ کیوں نہیں دے رہے ہیں؟ یہ سروے باقاعدہ پی ڈی ایم اے نے 2013ء میں خود جا کے ماٹکلیں میں کیا تھا پیسے بھی ریلیز ہوئے ہیں۔ آخر یہ پیسے خدا نخواستہ میں نہیں کہا ہے کہ مجھے دے دیں۔ میں نے یہ کہا ہے کہ جن بندوں کی پی ڈی ایم اے نے لست لکھی ہے آئی ڈی کارڈ بھی ہے اُس میں ساری ڈیٹیل بھی ہے مہربانی کر کے جا کر کے اُن کو چیک دیتے ہیں جو دیتے ہیں یہ کمیٹی بھی پی ڈی ایم اے نے بنائی ہے آخر وجہ کیا ہے منسٹر صیاد صاحب! آپ بیٹھے ہیں میں دو دفعہ ضیاء صاحب! آپ کے پاس بھی آیا ہوں وجہ کیا ہے عوام نے کیا گناہ کیا ہوا ہے۔ یہ گناہ کیا ہوا ہے کہ وہاں اکثریت مجھے چار پانچ ہزار روٹ ملے ہیں۔ مجھے ملے ہیں اور BAP پارٹی کو بھی ہزار و ہزار روٹ ملے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ پیسے خدا نخواستہ کسی کی جیب میں نہیں جاتے ہیں۔ جس کے گھر گرے ہیں اس میں جتنے بندے فوت ہوئے ہیں جو زخمی تھے ان لوگوں کو ملنا چاہیے۔ آخر وجہ کیا ہے۔ یہ شفقت شاہوانی صرف سابقہ نمائندے کو خوش کرنے کے لئے وہاں بیٹھا ہے کہ میں اتنا یہاں دار ہوں اور میں اپنی کرسی بچانے کے لئے آپ جو کہتے ہیں میں وہی کرتا ہوں آخر وجہ کیا ہے جناب اسپیکر صاحب! آپ مجھے بتا دیں آخر یہ عوام نے کیا گناہ کیا ہے۔

جناب اسپیکر: منسٹر صاحب ہیں ان سے پوچھ لیتے ہیں۔

میرزادہ علی ریکی: پوچھ لیا ضیاء صاحب سے۔

جناب اسپیکر: جی ضیاء صاحب۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکر یہ جناب اسپیکر! جس طرح زا بدق صاحب نے کہا یہ بہت بڑا ذرائع تھا بہت بڑی آفت تھی لوگوں پر آئی تھی حکومت کی ذمہ داری یہ ہے کہ اپنے لوگوں کو جس طرح اس طرح کے واقعات ہوں تو اپنے لوگوں کی مدد کریں۔ جس طرح انہوں نے خود ستاویزات سارے آپ کے سامنے پیش کیے انہوں نے خود مجھے اُس کا جواب دے دیا۔ میرے خیال سے پی ڈی ایم اے

سے میرے آفس آئے hand by پانچ منٹ وہ ہمارے آفس میں وہ جو ہے۔۔۔

جناب اسپیکر: گراؤنڈ پرنیں ہوئے۔

وزیر داخلہ وocabلی امور و پی ڈی ایم اے: اور ظہور صاحب نے کافی انہوں نے جس طرح شکر یہ ادا کیا کہ وہاں سے بھی جلدی ہو گئی ہے۔ چیف سینکڑری اور وزیر اعلیٰ صاحب سب سے ہو گئی ہے۔ ابھی جو یہ پیسے قرارداد کے ذریعے لائے، ہمارے نوٹس میں تو یہ غریبوں کا حق ہے، غریبوں کو ملنا چاہیے۔ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اُن کی مدد کریں۔ تو اب بھی اگر lapse ہوئے ہیں۔ پی ڈی ایم اے کا کام اسپیکر صاحب! یہ ہوتا ہے کہ ڈپٹی کمشنر ہمیں ڈیماٹ ہجھیجا ہے۔ ہم اُس کی ڈیماٹ کے مطابق وہ چیزیں available کریں۔

جناب اسپیکر: وہ ساری چیزیں آپ لوگوں نے کی ہیں۔

وزیر داخلہ وocabلی امور و پی ڈی ایم اے: available چیزیں ہجھیج دیتے ہیں۔ تو اُس کے بعد پی ڈی ایم اے کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے اب ڈپٹی کمشنر اُس کا ذمہ دار ہے کہ اُس نے کیوں تقسیم نہیں کیے؟

جناب اسپیکر: ڈپٹی کمشنر بھی ہوم ڈیپارٹمنٹ کے under آتا ہے۔

وزیر داخلہ وocabلی امور و پی ڈی ایم اے: بھی ہاں۔ بطور حکومت یہ ہمارا فرض ہے کہ اگر ہمارے اُس میں نہیں آتا ہے بھی تو یہ۔۔۔

جناب اسپیکر: مہربانی کر کے take up کر لیں نا۔

وزیر داخلہ وocabلی امور و پی ڈی ایم اے: تو next اُس میں اس کی ایک میٹنگ بلاوں گا۔

جناب اسپیکر: تو وہ بلا رہا ہے نہ وہ کہہ رہا ہے۔

وزیر داخلہ وocabلی امور و پی ڈی ایم اے: میں ایک میٹنگ بلاوں گا۔ (مدائلت)

میرزا بلالی ریکی: نہیں سر! آپ بلا دیں اس اسمبلی میں اسپیکر صاحب آپ ہوں میں ہوں اور ہوم نسٹر صاحب ہوں۔

جناب اسپیکر: ہوم نسٹر صاحب نہیں کیا پھر third option پر۔

میرزا بلالی ریکی: please sir آپ kindly پہلے بھی۔

جناب اسپیکر: کر لے گا، کر لے گا یہ میں جمعہ کے دن۔

میرزا بلالی ریکی: سر! آپ یہ رو لنگ دے دیں اس کو یہاں بلا لیں۔ سر! آپ سے request ہے

جناب اسپیکر صاحب! میں آپ سے اس اسمبلی سے request کر رہا ہوں۔ سر! آپ اُس کو رو لنگ دے

دیں بلا دیں۔

وزیر داخلہ و قائمی امور ویڈی ایم اے: ایک منٹ! جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: آپ ساروں کے کہنے پر فناں نے بھی کیا PDMA نے بھی کیا منسر نے بھی کیا۔
شکر پادا کر رہے ہیں تو اس کو ایک موقع دے دیں۔

وزیر داخلہ وقتی امور پر ڈی ایم اے: اپنے صاحب! یہ عوام ہمارے عوام ہیں، ہم بھی نہیں چاہتے کہ ان کو نقصان ہوا گریں اس میں خود بیٹھنا چاہتے ہیں تو مجھے زیادہ خوشی ہوگی۔

میرزا عبدالعلی رکنی: باں بالکل مجھے اعتراض نہیں ہے سر! آپ بیٹھیں۔

جناب اپنکر: جمعہ کے اجلاس سے پہلے کریں اگر آپ take up کر لیتے تو صحیح ہے نہیں تو
باؤس۔۔۔(مداخلت)

میرزا عبدالی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! آپ کے سامنے نہیں بیٹھیں گے تاکہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔

جناب اسپیکر: اب آپ اسمبلی کو بتا دیں ایسے ایم نی اے کو بھی بتا دیتے ہیں۔

چنان اپیکر صاحب! آے رو لگ دے دس آے اُس کو ملا لیں۔

جناب اسپیکر:

میرزا بدعلی ریکی: سر! یہ ریکارڈ لے لیں نہیں، یہ ریکارڈ لے لیں اُس کو بلا کیں ہوم منٹر بیٹھے سر! آخر اس کی وجہ کہاے؟

چناب اسپیکر: ہوم منستر صاحب ظاہم کا تعین کر کے اگلے اجلاس میں باس میں۔

وزیر داخلہ و قائمی امور پر ڈی ایگ اے: میں next میٹنگ میں آپ کو بھی بلا لوں گا اگر آپ مطمئن نہیں ہوئے پھر اس پیکر صاحب بھی ادھر ہی ہیں۔

نہیں اسپیکر صاحب کے چمپیر میں جنا ب ہوم منٹر صاحب! میں آئے کو kindly زادِ علی رکی:

جناب اپنیکر: جی ٹھک ہے ضاء صاحب! ادھر ہی کر لیں۔

میہم زادہ علی رکنی: ہوم فنستھ صاحب! مجھ کی بات سن لیں اسپیکر صاحب کے چیسم میں آت تینوں حائمس کے۔

ہو گیا ہے ہو گیا آپ کا ریکارڈ مل گیا۔

میہے زايد علی رکی: مل گما آپ کو اپنیکر صاحب ہے رو لنگ ہو گئی؟

03 اگست 2021ء (ماہات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

42

جناب اسپیکر: مل گیا thank you ہاں ہو گیا۔

میرزادہ علی ریکی: thank you روونگ ہو گئی۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم اے: میں بلا واس گا آپ بے غم ہو جائیں۔

میرزادہ علی ریکی: نہیں نہیں سر! آپ کے چیمبر میں۔

جناب اسپیکر: ہوم سیکرٹری اپنے ہوم منستر صاحب سے ٹائم کا معلوم کر لیں کب آئینے گے اسی دن جمعہ کے اجلاس یا اس سے اگلے اجلاس میں thank you منستر صاحب۔

جناب اسپیکر: جناب شاء اللہ بلوچ صاحب اپنا سوال نمبر 288 دریافت فرمائیں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر۔ سوال نمبر 288

وزیر حکمہ داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم اے: جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

288 ☆ جناب شاء اللہ بلوچ رکن اسمبلی: نوش موصول ہونے کی تاریخ کیم جولائی 2020

کیا وزیر پیڈی ایم اے ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، 24 نومبر 2020 اور 26 جنوری 2021 کو موخر شدہ حکمہ پیڈی ایم اے کی جانب سے فروری 2020ء تا جون 2020ء کے دوران کورونا سے نمٹنے کے سلسلے میں خرچ کردہ رقم کی تفصیل دی جائے نیز مذکورہ عرصے کے دوران حفاظتی سامان، اشیاء خورد و نوش، تعمیرات اور ٹرانسپورٹیشن کی مدد میں آمدہ اخراجات کی مدد تفصیل مع کمپنیوں اور سپلائرز کے نام، رجسٹریشن اور ایڈرس کے دی جائے؟

وزیر پیڈی ایم اے:

بematlq ڈائریکٹر پیڈی ایم اے کوئیہ بلوچستان کی جانب سے فروری تا جون 2020ء کے دوران کورونا سے نمٹنے کے سلسلے میں مخصوص شدہ رقم 2230.77 میلین روپے میں سے 1809.875 میلین روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔ نیز مذکورہ عرصے کے دوران حفاظتی سامان اشیاء خورد و نوش، تعمیرات اور مواد احتیاطی کی مدد میں جس قدر اخراجات ہوئے کی مدد تفصیل ضمیم ہے لہذا اسمبلی لا بھری یہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر۔ میرے سوال کا جواب تفصیل میں جو سوال نمبر 288 ہے۔ میں نے یہ سوال دریافت کیا تھا کہ فروری سے لیکر جون یا جولائی تک 2020ء میں جب کورونا آیا تو اس کی مدد میں کل کتنے پیسے خرچ کئے گئے ہیں؟ تو یہ میرا سوال تھا، جس میں خورد و نوش، تعمیرات، ٹرانسپورٹیشن کی مدد میں۔ جناب والا! ان کا جواب آیا ہے کہ ان کو تقریباً 2 ارب 23 کروڑ روپے ملے تھے۔ جس میں سے ایک ارب اسی کروڑ روپے

خرچ کیے جا پکے ہیں۔ یہ اس وقت تک یعنی فروری، مارچ، اپریل، مئی، جون، چار پانچ مہینے میں ایک ارب اسی کروڑ روپے صرف پیڈی ایم اے نے اس میں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ پیڈی جی ہیلتھ کے ذریعے سے جو ہوا میں کہنا نہیں چاہتا۔ بلوچستان میں ساڑھے چھارب روپے کورونا کی مد میں خرچ ہوئے یہ سرا تفصیل ہے۔ تھوڑی سی آپ کی توجہ کیلئے یہ دیکھ رہے ہوں گے آپ۔ میں صرف کچھ چیزیں پڑھوں گا اور آپ خود فیصلہ کریں کہ بلوچستان میں آیا کورونا کے اتنے مریض یا پیڈی ایم اے نے یہ ہسپتال میں treat ہوئے۔ کہ جتنے کے میٹریسیز خریدے گئے۔ جتنے کے واش روم بنائے گئے۔ میں اب ذرا تفصیل میں اس کو، تاکہ مجھے بتادیں۔ ہم بحیثیت رکن اسمبلی ہم جائیں دیکھیں کہ یہ بلوچستان میں اتنے مہنگے ڈیڑھ لاکھ روپے کا ایک با تھر ورم بنایا گیا ہے اور وہ بھی سینکڑوں کی تعداد میں بنے ہیں وہ کدھر ہیں؟ جناب والا! اس سوال میں detail showing expenditures of Covid-19 emergency for financial year 2019-20

میں۔ اس میں ایک جوابی میں نے دیکھا ہے یہ سیپٹی گلاس ہے۔ اس میں ایک جو 4th نمبر پر ہے تھرمل گن made in Germany ہزار 60 روپے کا ایک تھرمل گن ہے جس میں انہوں نے خریدا تھا اس وقت 56 دانے۔ ترمل گن یہی ہے جس سے ٹیپر پر چیک کیا جاتا ہے۔ نارمل مارکیٹ میں اس کی قیمت جناب والا! وہ بارہ سے تیرہ ڈالر ہے۔ یہ پاکستانی دوسرے ڈھانی ہزار روپے بننے ہیں۔ جس کی بازار میں نارمل ابھی بھی آپ پوچھ لیں، کراچی کسی کو بھیج کوئی بھیج وہ آپ کو 1800 روپے میں اعلیٰ کوائٹی کا ملتا ہے۔ اب آتے ہیں آگے۔ فیس ماسک، N-95، آٹھ سوروپے کا ایک خریدا گیا ہے۔ بیس ہزار دانے اس کے خریدے گئے ہیں، 16 ملین کے۔ 1 کروڑ 60 لاکھ روپے کے جناب والا! 800 روپے میں ماسک پہلے خریدے گئے پھر اس کے بعد پڑھیٹھیو کلا تھس۔ پی پی ای جمنی، تین ہزار نو سو چار روپے ایک پی پی جو اس وقت اس کی قیمت بازار میں ساڑھے تین سوروپے ہے۔ یہ تین ہزار نو سو چار روپے میں خریدی گئے، پانچ سو تعداد۔ 19 لاکھ ہزار اس میں۔ میں یہ بڑوں بڑوں کی بات کر رہا ہوں چھوٹوں کی نہیں۔ اس کے بعد آئیں پڑھیٹھیو کلا تھس، جمنی پھر خریدے گئے 1550 اسی قیمت میں۔ اب آتے ہیں جناب والا! اندازہ کریں اس میں نیچے آئیں 6 نمبر پر۔ نواب صاحب! ایک منٹ، آپ کی توجہ چاہیے سن لیں یہ شاید کیبنت میں کل آجائے۔ جناب والا! انہوں نے خریدی ہیں رضائی۔ تین ہزار روپے کی ایک رضائی خریدی ہے چار سو دانے، انہوں نے خریدے ہیں۔ اس کے بعد یہاں انہوں نے جناب والا! خریدا ہے نیسلے واٹر 500ml یہ نیسلے کا بڑا بوتل ہے جناب والا! یہ دیکھیں یہ اس سے چھوٹا ہے۔ یہ جناب والا! ایک کروڑ بائیس لاکھ روپے کا چھوٹے بوتل پانی کے خریدے گئے ہیں۔

جناب اسپیکر صاحب! آپ کی توجہ آپ دیکھ رہے ہوں گے۔ اچھا اس کے بعد آتے ہیں انہوں نے میٹر لیں یعنی بہاں ایک جگہ نہیں، اگر آپ جائیں گے میٹر repeatedly لیئے ہیں۔ مجھے تائیں کہ کورونا کے پانچ سے دس ہزار مریض بلوچستان کے کونسے ہسپتال میں treat ہوئے، کوئی دس ہزار میٹر یہی خریدے گئے؟ اچھا پہلا میٹر جو انہوں نے خریدا ہے وہ میٹر لیں فوم 2562 کا 15 سو دا نے خریدے ہیں۔ 38 لاکھ 43 ہزار روپے کے۔ اس کے بعد جناب والا! پینڈواش لارج پپ، 19 لاکھ 80 ہزار کے انہوں نے ہاتھ دھونے کے واش پپ خریدے ہیں۔ پھر اس کے بعد سینٹا نز رز ہیں اس کے بعد ایک قصیلی لست ہے۔ اچھا یہ میں جو بڑے بڑے پر آ رہا ہوں کچھ انٹریسٹنگ ہے۔ پھر اس کے بعد ما سک انہوں نے خریدے ہیں۔ ما سک disposable روپے دانہ۔ بیس ہزار آٹھ سو ستر 6 لاکھ 26 ہزار روپے۔ ٹینٹ لگانے کیلئے جو کیل ہے وہ جناب والا! بہاں خریدی گئی ہے کیل ٹینٹ کیلئے 2.5 فٹ آرٹن، 13 لاکھ 47 ہزار 5 سوروپے کے کیل خریدے گئے ہیں۔ کورونا کے مریضوں میں ٹھوکنے کیلئے 13 لاکھ یہ ہے knail for tents کیلئے، 13 لاکھ 47 ہزار۔ اچھا نیچے آتے ہیں پھر ما سک disposable، پھر 22 لاکھ کے ما سک انہوں نے خریدے ہیں۔ 73 ہزار 4 سو 15۔ یعنی کوئی ایک لمین سے زیادہ ما سک کی ادھر پر چیز گک ہے۔ اس کے بعد آتے ہیں۔ بیڈ شیٹس، ایک بیڈ شیٹ 1220 روپے کا ایک بیڈ شیٹ، ہزار دا نے خریدے ہیں۔ 12 لاکھ 20 ہزار یہ۔ یہ وہ بڑے والے میں پیش کر رہا ہوں۔ ابھی آتے ہیں ذرا میٹر یہی خریدے گئے ہیں 11 لاکھ 81 ہزار روپے کی۔ اب جوانٹریسٹنگ پارٹ یہی ہے جو ابھی آ رہا ہے وہ یہ ہے واش روم۔ یہ جائیں page پندرہ، سولہ پر چار پر 16 نمبر پر ہے بہاں لکھا ہوا ہے جناب والا! واش روم یہ ہے پرویژن رومز۔ یہ بھی مجھے پتہ نہیں ہے کہ پرویژن رومز، 64 لاکھ 50 ہزار روپے کے پرویژن رومز۔ wash room ایک لاکھ تیس ہزار روپے کا ایک واش روم ہے۔ پندرہ دا نے یہ لگائے ہیں 19 لاکھ 50 ہزار کے۔ روم پر فیبر یک پیڈ 1012 یہ with attached bath rooms یہ چار لاکھ تیس ہزار روپے کا انہوں نے 27 دا نے یہ خریدے ہیں یہ تقریباً ایک کروڑ سولہ لاکھ دس ہزار روپے کے ہیں۔ اس کے بعد آتا ہے واش روم پھر پر فیبر یک پیڈ پھر واش روم 27 دا نے ایک لاکھ تیس ہزار روپے یہ 35 لاکھ 10 ہزار کے ہیں۔ اس کے بعد آتے ہیں جناب والا! ایک اور انٹریسٹنگ پھر سر جیکل گلوز یعنی 20 ہزار 3 سو 28 یہ 80 روپے کا جو سر جیکل گلوز صرف دوروپے کا ملتا ہے پلاسٹک والا۔ وہ جناب والا 80 روپے میں خریدے گئے ہیں اس کے بیس ہزار دا نے، 16 لاکھ یہ ہیں تو یہ دیکھیں اتنے بڑے کوئی دس صفحات پر مشتمل ہے۔ سماڑھے چھ

ارب روپے بلوجستان میں کورونا کی مد میں خرچ کیے گئے ہیں۔ اور تقریباً اس میں صابن، سینیٹا نزرفلاں فلاں دھکا کے ایک جگہ بھی بلوجستان میں کورونا کے مریض سوائے فاطمہ جناح ہسپتال میں کچھ۔ بی ایم سی میں بڑی کم تعداد میں، بلوجستان میں کوئی بھی کورونا کا مریض گیا نہیں۔ شیخ زید ہسپتال میں کوئی ساٹھ سے پنسٹھ ٹولٹ مریض آئے اس کے بعد لوگوں نے سارا اپنا علاج گھر میں کیا۔ آپ کو سٹم پر لوگوں کا trust نہیں ہے یہ ساری چیزیں خریدی گئیں کہاں ہیں کون لے گیا ان کو؟ اب دوسرا بات یہ ہے کہ پیسے اڑانے کا سب سے بلوجستان میں آسان طریقہ ہے۔ کیل کی accountability کون کریگا کون جایگا۔ کل اگر آپ پی اے سی، ہم پی اے سی کے ممبر ہیں، آپ آج اس پر اپیشل کمیٹی بنائیں ہم جا کے کہاں تحقیق کریں۔ 16 لاکھ کی کیل کہاں ڈھونڈیں۔ اچھا پانی ہم 64 لاکھ روپے کا پانی کہاں ڈھونڈیں؟ دیکھیں پیپرز، پانی، صابن یہ ایسی چیزیں ہیں ان کو پہنچتا ہے کہ کل جناب والا! جب آپ جائیں گے کہتا ہے کہ یہ تو useable تھیں۔ یہ تو useable میں آگئیں ہم نے خرچ کر دیے ساڑھے چھار بروپے۔

جناب اسپیکر: ایرجنسی میں کیا کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوج: اس کا سر! میں آپ کو بتاؤں۔ دیکھنے میرے دوست محترم بیٹھے ہوئے ہیں اگر وہ چاہتے ہیں کہ وہ ان چیزوں سے پاک صاف ہو کر نکلے وہ یہاں اٹھ کر کہیں کہ جی بالکل اس میں کچھ چیزیں ہمیں نظر آ رہی ہیں بہت بڑا سوال ہے اس کو آپ پہلک اکاؤنٹس کمیٹی کے حوالے کریں۔ اس کا اپیشل آڈٹ ہونا چاہیے۔ تمام چیزوں کا کہ یہ پی ڈی ایم اے نے جو خرچ کیا اس سے کتنے مریضوں کو فائدہ ہوا یہ کن جگہوں پر پہنچائے گئے۔ ہم وہ سارے آڈٹ ٹیکسٹس دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہم وہ ساری delivery کی reports دیکھنا چاہتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی ٹھیک ہے سوال یہی ہے۔ جی شکریہ ثناء اللہ بلوج صاحب۔ جی ہوم منسٹر صاحب۔

میرضیاء اللہ لانگو (وزیر دا غلہ و قائمی امور و پی ڈی ایم اے): جناب اسپیکر! جس وقت آپ کو پہنچتا ہے کورونا کے آیا تو ثناء اللہ بلوج ماشاء اللہ گھر میں isolated تھے۔ اور اسی طرح اپنی سیاست، بیان بازی اور فیس بک میں اس دوران بھی ماشاء اللہ بردست سیاست کر رہے تھے۔ ہم اُس وقت اس صوبے کے لوگوں کیلئے کورونا کے خلاف لڑ رہے تھے۔ جناب والا! جس طرح ثناء صاحب نے ہر حکومتی اقدامات کو بہت ہی مزاحیہ طور پر لے کر کے بہت میرے خیال میں جو بلوجستان حکومت کے جو اقدامات تھے ان کی تو ہیں کی ہے۔ جناب والا! آپ نے یہاں کورونا کے مریضوں کو صرف گولی نہیں دینی ہے آپ کورونا کے مریض اگر ٹینٹ لگا وہ گے ٹینٹ ہاؤس

بناوے گے اس میں ضرور کیلیں ہی لگے گا شاء صاحب کا یا میرا جوتا نہیں لگے گا اس کو۔ ٹھیک ہے اس میں دوسری بات یہ ہوئی کہ یہ جو ریٹس ہیں اس نامم کرونا کی وبا تھی آج کے حالات نہیں تھے۔ کہ ہر چیز آپ کو نارمل مارکیٹس میں مل رہی تھی اس نامم ہر چیز کی شارت تھی۔ پی ڈی ایم اے کو کہا گیا کہ ان چیزوں کو آپ نے ضرور ایر جنسی طور پر لانا ہے تو اس کیلئے پی ڈی ایم اے نے مجھے میری ہدایت پر نہیں لیا کہ آپ اتنے کی یہ چیزیں لیں اس کا اتنا۔ وہ جو ہے ایک کمیٹی تھی وہ سارے روپیوں کو طے کر کے اس کو ریٹس اور ان کو پیٹنٹ کرنا پی ڈی ایم اے کا کام تھا۔ وہ باقاعدہ اس میں فنالس بھی تھا اس میں ہیئت بھی تھا اس میں پی ڈی ایم اے بھی تھا یہ ساری کمیٹی اس کو مینڈر کرتی تھی۔ ٹھیکدار کو یہاں سے اگر تفتیش میں کیل لگے گا تو ٹھیکدار کو ٹرانسپورٹیشن کا بھی پیسہ دینا ہوگا۔ تو ان معاملات میں میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کے جو اقدامات تھے اگر اس وقت میں آپ خود دیکھتے اس وقت کے ریٹس میں اور حکومت کے ریٹس میں کوئی فرق ہے تو اس کو آپ کہہ سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی ہوم منٹر کی نیت پر شک نہیں کیا جاسکتا۔

جناب شاء اللہ بلوچ: سر! اس کو پی اے سی کے حوالے کر دیں۔

جناب اسپیکر: وہ کہتے ہیں چیزیں مطمئن کرلوں گا۔

جناب شاء اللہ بلوچ: ناں سر! دیکھیں اس کو پی اے سی کے حوالے کر دیں یہ دیکھیں اس پر دیسے ہی آڈٹ پیرا لے گا۔ یہ ساری چیزیں دیسے بھی پی اے سی میں آنی ہیں بجائے کہ ایک دوہیئے کے بعد آپ اس اسمبلی کے فلور سے۔۔۔

جناب اسپیکر: گورنمنٹ کی مہربانی ہے آڈٹ بھی آپ کو دیا ہے آپ آڈٹ کر لیں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: نہیں نہیں اب جناب اسپیکر! آپ سمجھتے ہیں کہ میں نے کوئی غلط نشاندہی کی میں نے غلط figures بتائے ہیں تو میں اسی لئے کہہ رہا ہوں۔

جناب اسپیکر: ہم ہوم منٹر کی نیت پر شک نہیں کرتے کہ منٹر نے یہ کیا ہے۔

جناب شاء اللہ بلوچ: نہیں منٹر کا تو میں نہیں کہہ رہا ہوں ادارے ہیں اداروں میں لوگ ہیں آپ اس کو جناب والا! پی اے سی کے حوالے کر دیں۔

جناب اسپیکر: چلو دیکھ لیتے ہیں۔

میر اخڑ حسین لاگو: سر! میں اس پر کچھ اسمبلی کا وقت بھی بچانا چاہوں گا۔

جناب اسپیکر: بچالیں وہ شاء بلوچ نے بچالیا بس اس نے چھوڑ دیا۔

میرا ختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! آپ تھوڑا سا اس کو سن لیں دو questions ہیں ایک ہے 288 دوسرا ہے 290 ٹھیک۔ اچھا دونوں کے question آپ دیکھ لیں مختلف ہیں جواب ڈیپارٹمنٹ نے ایک ہی کاغذ کو فوٹو کاپی کر کے دونوں کے ساتھ چکا دیا ہے۔ آپ ذرا شاء بلوچ کا دیکھ لیں۔

جناب اسپیکر: ایک کاپی کے mover تھے انہوں نے کہا ایک ہی ساتھ۔۔۔

میرا ختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! انہیں میں تھوڑا سا۔۔۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے: جناب اسپیکر! آپ سوال کو دیکھ لیں دونوں ایک ہی سوال ہیں۔

میرا ختر حسین لانگو: نہیں نہیں ضایاء صاحب آپ پڑھ لیں جناب اسپیکر! آپ پڑھ لیں پانچویں کلاس کے سٹوڈنٹس کے پڑھنے کا کام ہے۔ شاء بلوچ پوچھ رہے ہیں کہ فروری 2020ء تا جون 2020ء کے دوران۔ جناب والا! شاء بلوچ کا، طاہر شاہ صاحب! آپ تھوڑا سا ہمیں چھوڑ دیں ہم بات کر لیں پھر آپ گائیڈ کر لیں۔

جناب اسپیکر: وہ بھی گائیڈ لائے دے رہا ہے کہ۔۔۔

میرا ختر حسین لانگو: میں تھوڑا سا جناب اسپیکر پڑھ لوں شاء صاحب پوچھ رہے ہیں کہ فروری تا جون 2020ء کے دوران جو پیسے ملے ہیں اور اس دوران جو خرچ ہوئے ہیں ان کی تفصیل دی جائے۔ جناب والا! جبکہ میں یہ پوچھ رہا ہوں ڈیپارٹمنٹ سے کہ۔۔۔

جناب اسپیکر: اُس نے بھی میہن کر دیا کہ شاء بلوچ کو بھی سارا جواب دیدیا آپ کو بھی دیدیا۔

میرا ختر حسین لانگو: انہوں نے تین مہینوں کا پوچھا ہے جناب والا! میں ٹوٹل تفصیل پوچھ رہا ہوں کہ اب تک ان کو کتنے پیسے ملے ہیں اور ان میں کتنا خرچ کیا ہے؟ یہ تین کا انہوں نے پوچھا ہے۔ میں پوری ڈیٹیل پوچھ رہا ہوں کہ کل کتنے پیسے ملے ہیں ان کو اور کل کتنا خرچ ہوا ہے۔ جواب دونوں questions کا same ہے۔ تین مہینے کا بھی وہی ہے اور مکمل تفصیل۔ اچھا جناب اسپیکر! چلواس کا۔۔۔

جناب اسپیکر: آپ کا اجایگا اب اس میں بحث بتادیں۔

میرا ختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! اُس کو بھی ہم چھوڑ دیں۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے: جو کمیٹی تھی یہ کمیٹی طے کرتی تھی کہ کیا رہیں ہیں، پی ڈی ایم اے پیمنت کرتی تھی تو اس کے بعد کورنے کے بعد جتنے وہ ہوئے ہیں وہ ہمیتہ ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے ہوئے ہیں۔

میرا ختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! اس کو بھی چھوڑ دیں۔

جناب اسپیکر: ضایاء صاحب! ایک چیز ہے یہ پوچھ رہا ہے محمد و دٹائم کا۔ ایک پوچھ رہا ہے اب تک جب

سے کورنا آیا ہے کتنے ---

وزیر داخلہ و مقامی امور و پیڈی ایم اے: جو اس کے بعد کورنا پر خرچہ کیا گیا ہے وہ ہیاتھ ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے کیا گیا ہے۔

میر اختر حسین لانگو: نہیں نہیں جناب اسپیکر! میری ایک گزارش سن لیں اس کو بھی چلو دو منٹ کے لئے ہم ایک سائیڈ پر رکھ لیتے ہیں جو آپ ان سے بات کر رہے ہیں وہ اپنی جگہ پے بالکل ایک valid point ہے لیکن اس کو بھی ہم دو منٹ کے لئے سائیڈ پر رکھتے ہیں مزمل واٹر پر جتنا خرچہ کیا گیا ہے ثناء صاحب نے تفصیلات بتادیں اور جناب والا! کورونا کو نظرول کرنے کے لئے جو باقی چیزوں پر خرچے ہوئے میں ذرا ان میں سے کچھ چیزوں کی تفصیل بتاؤں گا اب جناب والا! پچ نمبر 4 پر آجائیں۔

جناب اسپیکر: مطلب آپ کا سوال اس پر کل کر دیں۔

میر اختر حسین لانگو: نہیں نہیں میں تھوڑی سی تفصیل پر آرہا ہوں جناب اسپیکر! آپ سن لیں پچ نمبر 4 پر آپ آجائیں یہاں پر کورونا کے مرض کو نظرول کرنے کے لئے کرکٹ بیٹ خریدے گئے ہیں۔

جناب اسپیکر: کیا خریدے گئے ہیں؟

میر اختر حسین لانگو: کرکٹ بیٹ خریدے گئے ہیں جناب اسپیکر! کورونا کی میں بات کر رہا ہوں میری جان میں بات کر رہا ہوں جانی اچھا کورونا کے مرض کو نظرول کرنے کے لئے کرکٹ بال خریدے گئے ہیں کورونا کے مرض سے لڑنے کے لئے فٹ بال خریدے گئے ہیں کورنا کے مرض کو۔۔۔

جناب اسپیکر: انہوں نے پی ڈی ایم اے کا آپ کو دیا ہے۔

میر اختر حسین لانگو: نہیں نہیں، سینیں سینیں کورونا کے مرض کو نظرول کرنے کے لئے انہوں نے ڈولز خریدے ہیں جسے اردو میں گڑیا کہتے ہیں کورونا کے مرض کو نظرول کرنے کے لئے لوڈو کے گیبرز خریدے گئے ہیں آپ سنتے جائیں جناب اسپیکر! کورونا کے مرض کو نظرول کرنے کے لئے تاش خریدے گئے ہیں اور ری کھیل کے کورونا کو بھگا کیں گے ری کھیل کے انہوں نے کورونا کو بھگایا ہے۔

جناب اسپیکر: گھر میں بیٹھ کر کیا کریں گے یہی کریں گے۔

میر اختر حسین لانگو: آپ ذرا آگے سینیں بڑی دلچسپ قسم کی انہوں نے وہ تفصیلات دی ہیں۔ اچھا جناب والا! کورونا کو بھگانے کے لئے یعنی کورونا کو ڈرائی اسپورٹ کر کے بلوجستان سے نکالنے کے لئے انہوں نے ٹوئے کا راز خریدے ہیں۔

جناب اسپیکر: کیا خریدے ہیں؟

میرا ختر حسین لانگو: ٹوئے کارز خریدے ہیں جو پچھا نہ کھلونا کار ہے اس میں کورونا کو لوڈ کر کے بلوچستان سے ایکسپورٹ کر کے باہر بھیج دیں گے۔ اچھا جناب والا! مکس بسکٹ۔ چاکلیٹ بھی خریدے گئے ہیں کورنا کے مرض سے نمٹنے کے لئے۔ جناب والا! لیز چسپ بھی خریدے گئے ہیں کورنا سے لڑنے کے لئے۔ اچھا جناب والا! اور نج جوں خریدے گئے ہیں۔ پتہ نہیں کیا کیا چیزیں انہوں نے خریدی ہیں۔ اچھا جناب والا! ایک اور interesting بات بتا دیں آج کی تاریخ میں آپ بازار چلے جائیں چار سے پانچ ہزار روپے کا ریت کا ایک ٹریکٹر ہے انہوں نے جناب والا! دلوڈ ریت پتہ نہیں ہے کس کے لئے کوئی مرمت کا کام ہونا تھا اس کے لئے دلوڈ ریت خریدے ہیں انہوں نے پچس ہزار کا ایک لوڈ ریت خریدا ہے۔

جناب اسپیکر: کیا ہے؟

میرا ختر حسین لانگو: جناب والا! کورنا سے نمٹنے کے لئے پی ڈی ایم اے صاحب نے خرچ کیے ہیں۔ اب جناب والا! ملک پیک خریدے گئے ہیں ملک پیک روز ہم اور آپ سب خریدتے ہیں چائے بنانے کے لئے۔ انہوں نے ایک ہزار روپے کا ایک پیک ملک پیک خریدا ہے۔ یہ تفصیل میں انہوں نے لکھا ہے۔

جناب اسپیکر: تو بڑے سائز والے ہوں گے۔

میرا ختر حسین لانگو: پتہ نہیں جناب والا! ذرم کے سائز کا بھی ہو تو شاید اس میں آجائیگا دس لیٹر والا ملک پیک آتا نہیں ہے ورنہ ایک لیٹر دو دھ سورو پے کا ہے۔ دس لیٹر ملک پیک میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھا ہے۔ اگر آپ نے یا سیکرٹری صاحب نے یا محترم یہاں ٹریپری پیپر کے ساتھیوں نے اگر دس لیٹر کا ملک پیک دیکھا ہے تو شاید وہ خریدا ہو گا بہرحال ایک پیک انہوں نے لکھا ہے ایک ہزار روپے کا۔ فولڈنگ بیگز خریدے گئے ہیں۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے: جناب اسپیکر! یہ ریٹ جو یہ پڑھ رہے ہیں یہ تو ہم نے already دیئے ہیں آپ سب لوگ دیکھ رہے ہیں ذرا بھی میں بات کروں۔

جناب اسپیکر: جی۔

میرا ختر حسین لانگو: نہیں نہیں جناب اسپیکر۔۔۔

جناب اسپیکر: آپ کی important چیزیں تو آگئیں نا۔

میرا ختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! یہ تمام چیزیں ہم یہ کہہ رہے ہیں جناب والا! کہہ یہ۔۔۔

جناب اسپیکر: آج تو یہ پوچھ لیتے ہیں نا۔

میرا خڑھسین لاگو: ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ کورونا پے اربوں روپے جو خرچ ہوئے ہیں اس کی investigation ہونی چاہیے اس میں ہم حکومت کو یہ کبھی نہیں دینگے کہ ہمارے پیسوں سے ہماری مرضی ہم جس طرح خرچ کریں یہ حکومت کے پیسے نہیں تھے کہ مرضی ہے جس طرح خرچ کر دیں یہ کمیٹی کے حوالے کی جائے اس میں proper inquiry ہونی چاہیے۔۔۔ (مداخلت۔شور)

وزیر داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم اے: جناب اسپیکر، جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: ایک دفعہ منستر کو پوچھنے دو۔ جی شکر کیا۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم اے: جناب اسپیکر! جس طرح میں نے کہا کہ یہ وبا جب یہاں آئی اور یہاں پھیلی۔ تو یہ ہمارے دوست اسی طرح جوابی لوگوں کو اپنی تقاریر اور اپنی چیزوں کے ذریعے X کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب اسپیکر: ایک منٹ آپ منستر کو چھوڑ دیں۔ منستر کو بولنے تو دیں آپ خواہ مخواہ آپس میں شروع ہو جاتے ہیں۔

میرا خڑھسین لاگو: جناب والا! منستر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم تقریر کر رہے ہیں۔ جناب! ہم تقریر نہیں کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ لوگ بھی صبر و تحمل کر لیں۔ آپ بات سنیں۔ آپ کی کتنی important چیزیں جو بھی تھیں آپ کو کسی نے کچھ کہا گا ورنہ منٹ کو بولنے تو دیں۔ پھر آپ شروع ہو جائیں۔ ہم بیٹھے ہوئے ہیں۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم اے: جناب اسپیکر! جب وہاں ایران سے زائرین آنے لگے۔ تو انکے ساتھ عورتیں بھی تھیں۔ انکے ساتھ بچے بھی تھے۔ جب ان کو وہاں قرنطینہ ہاؤس میں رکھا گیا اور چودہ دن کیلئے قرنطینہ کیا گیا تو وہ اس میں احتجاج کرنے لگے کہ ہم یہاں بیٹھیں گے نہیں اور ہم قرنطینہ نہیں ہوئے وہاں انکے ساتھ بچے تھے۔ ان کے رکھنے کیلئے کوہہ یہاں چودہ دن گزاریں اور اپنا احتجاج ختم کریں۔

جناب اسپیکر: کیوں چاہتے ہیں؟۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم اے: کھلینے کی چیزیں انکو دیں۔ تاکہ چودہ دن تک وہ آرام سے یہاں رہیں اور isolation کی وہ جو اصول ہے اسکی پابندی نہیں کریں۔ اس کیلئے میرے خیال میں بچوں کو اگر چاکلیٹ بھی دیا گیا تو اچھا کیا گیا۔ جناب جب وہ لوگ وہاں رہ رہے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ ہم یہاں

چوبیس گھنٹے بیٹھ کر بور ہور ہے ہیں۔ اور وہ نے بھی احتجاج کیا۔ انہوں نے بھی جس ٹینٹ سے جس قسم کی سہولت مانگی۔

میرا خڑھیں لالگو: بچے آئے تھے جن کو ڈرائی کار ڈریڈیا گیا ہے۔ یہاں پر کیونکہ انہوں نے لکھا کہ چالیس دانے صرف خریدے گئے ہیں۔ اچھا پیٹھیں شیپو بھی اس میں ہے جناب اپسیکر۔ ہیڈ اینڈ شوڈر شیپو بھی ہے اس میں۔ انہیں آپکو الگ الگ دکھادوں گا۔ اسکے سامنے لکھا بھی ہے کہ کس لیئے دیا گیا ہے۔ یہ اس چیز کو پڑھ لیں۔
جناب اپسیکر: اگر آپ مطمئن نہیں ہیں تو آڈٹ کر لیں۔

میرا خڑھیں لالگو: آپ ایمانداری سے بول دیں۔۔۔ (مدخلت۔ آوازیں)۔ جناب اپسیکر! ایمانداری سے ظہور صاحب کو حلف دیں۔ اب اس کو بھی چھوڑ دیں۔ میرا ایک غمنی سوال ہے۔ مجھے منشہ صاحب از راہ کرم یہ بتا دیں کہ تاش کھلنے سے کتنے کورونا کے مریض صحت یا بہبود ہو گئے؟۔

وزیر داغلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے: جناب اپسیکر! وہ کہہ رہے تھے کہ ہم یہاں ڈنی طور پر پریشان ہیں۔ وہ ڈنیا نڈ کر رہے تھے گورنمنٹ اکنی ڈنیا نڈ پوری کر رہی تھی۔

وزیر خزانہ: جناب اپسیکر! ایک تو 2019ء کو آیا ہوا تھا۔ یہ سوال جو ہے محکیں نے جو یہاں پر 2021ء میں submit کیا ہے۔ دو سال کا عرصہ ہوا ہے۔ کیا انکو ابھی پتہ چلا کہ انہوں نے مہنگے ریٹ پر اشیاء لیئے بیں نمبر 1۔ نمبر 2 جناب اپسیکر! اس وقت دیکھیں پوری دنیا میں ایک عجیب ساما حل بنا ہوا تھا۔ لاک ڈاؤن، ٹرانسپورٹیشن بند تھی۔ اور ڈاکٹر حضرات احتجاج پر تھے۔ تو اس وقت جو ہے پی ڈی ایم اے کو authorised کیا گیا تھا کہ جی آپ یہاں کی مارکیٹوں میں جس طرح بھی ہو سکے۔ چونکہ ماسک سارے شارٹ ہو گئے تھے۔ سینیٹا یز رز شارٹ ہو گئے تھے۔ باقی ضرورت کی چیزیں شارٹ ہو گئے تھے۔ تو اس وقت تھوڑے مہنگے داموں میں لیئے گئے تھے۔ تو اس وقت ہی انکو پوچھنا چاہیے تھا۔ اب یہ fifth wave چل رہا ہے۔ first wave کا سوال fifth wave میں آجائیں تو انکی تیتوں پر بھی شک کیا جا سکتا ہے۔

- Thank you very much

جناب اپسیکر: جی شناہ صاحب۔

جناب شناہ اللہ بلوج: پہلے تو یہ ہے کہ محترم ظہور صاحب نے دوبارہ میرا خیال کہ سوال نہیں پڑھا وہ پڑھ لیں۔ سوال نمبر 288۔ اب آپ اپنا کاغذ کھو لیں۔ جناب پڑھیں۔ آپ پڑھتے نہیں ہیں اسی لیئے سارا گڑ بڑ ہو جاتا ہے۔ تو سوال نمبر 288 نوٹس موصول ہونے کی تاریخ۔

جناب اسپیکر: وہ موصول ہو گئی ہے۔

جناب شناہ اللہ بلوچ: جناب اسپیکر آپ تو درست کریں۔ نوٹس موصول ہونے کی تاریخ کم جوالی 2020ء۔ جون میں، میں نے سوال کیا فروری سے جون تک کا۔ اور میں نے نوٹس دیا ہے جوالی میں۔ ایک سال، ڈبڑھ سال سے یہ جواب نہیں آ رہا۔ اب میں آتا ہوں جناب والا! میں کیوں بار بار آپ کو کہہ رہا ہوں کہ اس کو اپشل کیٹی کے حوالے کریں۔ Sir irregularities۔ اتنی massive irregularities۔

جناب اسپیکر: آپکے پاس ہیں۔

جناب شناہ اللہ بلوچ: نہیں نہیں۔ جب تک آپ بھیجن گے نہیں تو ہمارے پاس۔ آپ بھیجن گے تو ہم کریں گے نا۔

جناب اسپیکر: ہم کیوں بھیجن یا رہ؟ آپ خود ہی لے لیں۔ لانگو سے ہم نہیں کرتے۔ نہیں وہ نہیں کریں گے۔ لانگو، لانگو کا مقابلہ نہیں ہے۔ اچھا شریف بندہ ہے۔

جناب شناہ اللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! دیکھیں۔

supply of food Quetta cantt; from 13-03-2020 to 25th March, تاریخ تک۔ یعنی دس دنوں میں ایک کروڑ 81 لاکھ روپے صرف کوئی کمپ جگہ سے کوئی کمپ جو ہزار گنجی کے قریب تھا وہاں پر صرف خوارک پہنچانے کا جوڑک کا کرایہ، بسوں، گاڑیوں ایک کروڑ روپے۔ for hiring of vehicle machineries یعنی مشینری بھی انہوں نے، اب مجھے پتہ نہیں مشینری کس لیے استعمال کی ہے۔ 76 لاکھ 28 ہزار روپے کے انہوں نے مشین hire کیتے ہیں کہ انہوں نے پتہ نہیں اس سے کیا کام لیا ہے۔ کوئی چیز نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: دیکھو ایر جنسی میں بہت چیزیں کی گئیں ہیں۔ اس کو چھوڑیں آگے بڑھیں۔

وزیر خزانہ: میرا مشورہ یہ ہے کہ شناہ صاحب اور آخر صاحب، لانگو صاحب سے میں اسکے چیزیں میں۔ انکو تفصیل دے دیں گے۔

جناب اسپیکر: تفصیل دے دیں گے آپکو۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم اے: XXXXXXXXX-XXXXXXX-XXXXXXX-XXXXXXX۔

جناب اسپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کیتے جائیں۔

جناب شناہ اللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! دیکھیں سنجیدگی سے اس کو لینا چاہیے۔ ادارے ہیں۔

ضیاء صاحب میرے چھوٹے بھائی ہیں۔ اس پر بھی بات نہ آئے۔ He has to be open۔ اسکو openly accept کرنا چاہیے۔ جناب والا! تین کروڑ بیانی لاکھ روپے۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے: ٹرانسپورٹ کیلئے شاء صاحب! ایک گاڑی نہیں مل رہی تھی۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب شاء اللہ بلوج: اچھا فوڈ آئیٹمز ہیں۔ تفتان میں بریک فاسٹ، لخ وغیرہ پانچ کروڑ انناسی لاکھ روپے۔ چھ کروڑ روپے کا ناشتہ جناب والا! تفتان میں۔

جناب اسپیکر: بہت سارے لوگ آئے تھے۔

جناب شاء اللہ بلوج: یہ ڈیڑھ سے دوارب روپے اس طرح ضائع کر دیے گئے ہیں۔

جناب اسپیکر: ہزاروں لوگ آئے ہیں تو کیا کریں؟۔

جناب شاء اللہ بلوج: جناب اسپیکر! چھ کروڑ روپے کا ہم سرینا ہوں والے کو بھی ٹھیکہ دے دیتے تو وہ آدھے بلوچستان کو اس پیسوں میں ناشتہ کھلا دیتے یار۔ آپ نے وہ پلاسٹک کے کنٹیز میں وہاں پر لوگوں کو سوچی دی ہے چھ کروڑ روپے اسکا لوگوں سے لے رہے ہیں۔ میں اس لیئے کہر ہاہوں۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے: یہی میتو چل رہا تھا۔ پنجاب کے زائرین۔ پنجاب سندھ اور سرحد کے وہاں بلوچستان اور پی ڈی ایم اے کی تعریف کی گئی۔ جوانہوں نے پانی اور ناشنے کا بندوبست کیا تھا۔

جناب اسپیکر: شاء صاحب یہ ختم ہو گیا ہے ناں ابھی آگے بڑھیں۔

جناب شاء اللہ بلوج: جناب یہاں پر 60 سے 70 کروڑ روپے گاڑیوں کو دیے گئے۔

جناب اسپیکر: وہ ڈیٹیل دے دی۔ جو جو کیا وہ ایمانداری سے ڈیٹیل دے دی ہے۔

جناب شاء اللہ بلوج: اچھا ابھی آپ اس کو چھوڑیں۔ جناب اسپیکر! میں دوبارہ آپ سے request کر رہا ہوں کہ میں اپنے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ ہمیں ان چیزوں کی تحقیقات کرنی چاہیے free fabricated۔

جناب اسپیکر: وہ کر لیں گے۔ مسٹر صاحب! اس میں پھر تحقیقات بھی کر لیں۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے: میں نے جواب دے دیا ہے۔ انکو قیامت تک مطمئن نہیں

☆ بحکم جناب اسپیکر X. XXXXXX. XXXXXX. XXXXXX. یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیتے گئے۔

ہونا ہے۔ انکو اللہ مطمئن کرے۔ میں نے تو جواب دے دیا ہے اپسیکر صاحب!۔

جناب اپسیکر: دیکھیں ایمانداری سے اس نے سب کچھ بتا دیا کہ میں نے کیا کیا لیا ہے۔ اب اور کیا چاہیے یار۔

جناب شناع اللہ بلوچ: مجھے اپنے بھائی ضیاء صاحب پر کوئی شک نہیں ہے۔ لیکن محکمے نے کیسے خرچ کیتے ہیں۔

جناب اپسیکر: جی شناع صاحب آگے جائیں گے۔

جناب شناع اللہ بلوچ: سر! دیکھیں ہمیں اختیار تو ہونا چاہیے۔ اب دیکھیں گے کہ واقعی یہ بتیں سچ ہیں یا غلط ہیں۔

جناب اپسیکر: اب اس پر انکو ارزی کریں پھر دیکھتے ہیں۔

جناب شناع اللہ بلوچ: سر! دیکھیں۔ اگر اسکو کوئی کوڑٹ لے جائے۔ اس کے توسط سے بجائے کہ کل کوڑٹ

لے جائے اس کے توسط سے۔ آپ لوگ بار بار کہتے ہے کہ چیزیں اسمبلی میں لے آئیں۔ یہ والے کاغذ آج

open ہو گئے اس اسمبلی میں۔ یہ دیکھیں۔ یہ سب دیکھ رہے ہیں کیمرے۔

جناب اپسیکر: وہ آگیار یکارڈ میں۔

جناب شناع اللہ بلوچ: ایک شہری اپنا اختیار استعمال کر کے کل انکو عدالت میں لے جائیگا۔ ویسے بھی اس

اختساب عدالت میں already اس پر بات ہو رہی ہے۔ تو کل کی بجائے کہ ہماری بات یہاں ہو۔

جناب شناع اللہ بلوچ: ویسے بھی اس کیس کو takeup کیا جناب اپسیکر! اس کو پی اے سی بھیں اپیشل آڈٹ

کے لئے جناب اپسیکر صاحب اس کو ریفر کر دیں آپ نے صرف ریفر کرنا ہے آپ صرف پی اے سی کو ریفر کر دیں

اس کو۔

جناب اپسیکر: انہوں نے ڈیپیل دی ہے گورنمنٹ نے ایر جنسی میں جتنا کیا ہے۔

میرا ختر حسین لانگو: اس سے پہلے بھی آپ کے questions پی اے سی کو ریفر ہوئے ہیں لائیواٹ اسٹاک

کے سوالات پی اے سی کو ریفر ہوئے ہیں۔

جناب اپسیکر: یہ ایر جنسی والے ہیں ان کو روکنا نہیں ابھی بھی کرونا کا لہر چل رہا ہے۔ سوالات 288 اور

290 میں گورنمنٹ نے جواب دیا ہے۔ ابھی 292 نصر اللہ زیرے صاحب۔۔۔ (مدخلت)۔ انہوں نے

پوری ڈیپیل دے دی ہے دونوں مطمئن ہو جائیں۔

میرا ختر حسین لانگو: دو questions اسمبلی کے آپ اسمبلی کو دھوکا دینا چاہتے ہیں آپ اسمبلی کو محتاج بنانا

چاہتے ہیں۔

جناب اسپیکر: چلواس کا سیکرٹری صاحب! ڈیپارٹمنٹ کو یہ کریں۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے: آپ ڈرامہ بازی کرنا چاہتے ہو۔ آپ ڈرامہ بازی کرتے ہو۔ سارا دیا ہوا ہے سب کچھ لکھا ہوا ہے۔ آپ کا ڈرامہ بازی نہیں چلے گا۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔

جناب اسپیکر: سیکرٹری صاحب! اس کو takeup کر لیں۔ سیکرٹری صاحب اس کو دیکھ لینا کہ دونوں سوالوں کا جواب ایک جیسا کیسا ہے؟۔ ٹھیک ہے۔ سیکرٹری صاحب! آپ پی ڈی ایم اے کے سیکرٹری کو بلاو۔ (مداخلت)۔ پی اے سی کو نہیں کر سکتے ہیں۔ ایمر جنسی میں چیزیں ہوتی ہیں۔ ابھی بھی کورونا کا لہر چل رہا ہے بہت مسئلہ ہیں۔۔۔ (مداخلت)۔ یہ سکرٹری صاحب دیکھ لینا کہ دونوں کا جواب ایک جیسا کیسے آیا ہے۔ جواب مانگتے ہیں کہ دونوں کا جواب ایک ہی کس طرح آگیا، پھر اس پر بات کر لیتے ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: ہمیں مکمل تفصیل۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے: باقی میں بعد میں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے خود کورونا کیلئے ہمیں یہی ملے ہیں۔ ہمیں ٹوٹل یہی ملے ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: ٹھیک ہے اچھی بات ہے ضماء صاحب۔

جناب اسپیکر: نصر اللہ زیرے صاحب۔ جی۔

میر اختر حسین لالگو: لذو آپ لوگوں نے کھلی ہے اور ڈرامہ ہم کر رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! کرکٹ آپ نے اور سی ایم صاحب نے کھلیا ہے اور ڈرامہ ہم کر رہے ہیں۔ فٹ بال میچ آپ نے اور ظہور صاحب نے کھلیا ہے، اور ڈرامہ ہم کر رہے ہیں۔ یہ کونسا تماشہ ہے جناب والا! اس کا پسینہ دھونے کیلئے head and shoulder آپ نے خریدی۔ پسینہ دھونے کے لئے پینٹشین سے آپ نہایں، ڈرامہ ہم کر رہے ہیں یا! ایک عجیب تماشہ ہے۔

وزیر خزانہ: دوسال بعد انہوں نے یہ انہوں نے سوال۔۔۔

جناب اسپیکر: ہو گیا۔ جواب آپ لوگوں نے دوسال بعد دیا ہے۔ نہیں نہیں یہ جواب آپ نے late دیا ہے۔ جی زیرے صاحب۔ (مداخلت)۔ حالات ایسے تھے نا ایمر جنسی میں کروایا، وہ جوزائز میں آئے تھے۔ وہ کیا کریں ایک جگہ بیٹھ کر، آپ لوگوں نے کچھ۔۔۔ (مداخلت)۔ ایمر جنسی، ابھی لہر چل رہا ہے آخر میں کر لیں گے، ابھی تک۔۔۔ (مداخلت)۔ اس پر پوچھیں کہ دونوں کا جواب کیسے آیا۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! آپ کے توسط سے میں سیکرٹری صاحب کو، آپ اس پر یہ کریں کہ یہ

ہمارے سوال کا جواب ہے۔ کہ تمام ترقیاتیں۔

جناب اسپیکر: یہی کریں گے کہ in chamber briefing دے دیں۔

جناب شناع اللہ بلوج: ہمیں ان گاڑیوں کے نمبر چاہیے۔ جہاں پر کیل 14 لاکھ روپے کے لگے ہیں جن ٹینٹوں میں جن علاقوں میں ہمیں وہ تفصیلات چاہیے۔ جو پانی انہوں نے ڈیڑھ کروڑ روپے کے Nestle کا پانی خریدا ہے۔ جن گاڑیوں کی پیمائش ہوئی ہے sir یہاں پر تو 40 کروڑ روپے صرف گاڑیوں کی پیمائش ہوئی ہے۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: اسمبلی کو PDMA برینگ دے کر کیا کیا انہوں نے steps اٹھائے۔

وزیر خزانہ: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی۔

وزیر خزانہ: دیکھیں جس وقت کورونا آیا تھا اُس وقت ایک عجیب سی صورتحال بن گئی تھی پورے ملک میں۔ میری بات سنیں۔۔۔ (مداخلت)۔ وہاں پر میری بات سنیں۔ لاک ڈاؤن تھا ایک طرف سے تمپ سے ہزاروں کی تعداد میں لوگ آ رہے تھے ان کی رہائش کا بندوبست کرنا تھا۔ جہاں پر مریضوں کا بندوبست کرنا تھا۔۔۔ (مداخلت)۔ اُس وقت ایر جنسی نافذ کی گئی۔۔۔ (مداخلت)

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! ابھی یہ دونوں سوالات اس میں اتنی گڑبرڑ ہے، ابھام ہے، کروڑوں نہیں اربوں روپے کا اس میں کرپشن ہوئی ہے۔ اور یہ سارا خود انہوں نے لکھ کر دیا ہے کہ ہم نے یہ کرپشن کی ہے۔ آپ بحیثیت Custodian of the House آپ کا یہ فرض ہے کہ اس کو نیب میں بھیج دیں، امیٹی کرپشن بھیج دیں یا پلک اکاؤنٹس کمیٹی کو بھیج دیں۔ ویسے بھی پھر بعد میں ہم اس کو بھیج دیں گے۔ اتنی کرپشن ہوئی ہے جناب اسپیکر یہ اربوں روپے کا پیسہ ہے۔ اس میں ایک چیز ہو سکتی ہے۔ یہ غریب عوام کے خون پینے کا پیسہ ہے۔ یہ کسی کی جیب سے نکلا ہوا پیسہ نہیں ہے کہ انہوں نے اتنی کرپشن کر کے وہ اربوں سات یا آٹھ ارب روپے کی کرپشن ہوئی ہے اور یہ بڑے دعوے کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: زیرے صاحب ہو گیا ہے ناں اب جان جمالی صاحب کو موقع دیں۔ جان جمالی صاحب!

آپ اس میں تھوڑی رہنمائی کریں گے۔ زیرے صاحب! اب ہو گیا ہے۔ جان جمالی صاحب کو موقع دیں۔

میر جان محمد خان جمالی: جناب اسپیکر! یہ ایک گزارش ہے آپ سب میرے دوستوں سے یہ گزارش ہے ہم اسمبلی میں آ کے یہ ٹھوول رہے ہیں کہ ہماری اپنی privilege committee ہے۔ آپ کے ہاؤس کی جس

میں اپوزیشن کے ممبرز ہیں۔ جو doubtful ہے۔ جہاں ہمارے ممبرز کا استحقاق متروح ہوا ہے۔ غلط بیانی سے آپ ادھر ریفر کر دیں وہ جو روپورٹ ہو گی، آئیگی۔ پارلیمنٹری طریقہ یہ ہے۔ پھر اس روپورٹ کے مطابق اگلا ایکشن لیں گے۔ privilege committee کا کردار ہوتا ہے۔

جناب اسپیکر: جان جمالی صاحب! اس سے بہتر نہیں ہے کہ ہم بریفنگ لیں۔ پی اینڈ ڈی سے اسمبلی میں لیں۔ in camera briefing

میر جان محمد خان جمالی: Privilege Committee کیا کرے گی انڈے دیتی رہے گی کوئی کام کرے آپ کی privilege committee۔ یہ آپ کے ممبرز کا اعتماد اٹھ گیا ہے جوابوں سے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا استحقاق متروح ہوا ہے۔ تو privilege committee کو چیزیں وہ اپنی روپورٹ پیش کرے جس میں اپوزیشن ممبرز بھی ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں استحقاق متروح نہیں ہوا ہے وہ question اسی میں وہ ہے وہ جواب سے مطمئن نہیں ہیں۔ جان جمالی صاحب! یہ مطمئن نہیں ہیں اس پر رہنمائی کریں۔ چلو privilege committee میں، شاہینہ ہیں۔ چلو privilege committee کو دے دیں، ہاں۔ ہے privilege committee کو دے دیتے ہیں۔ پھر اس کے بعد privilege committee آپ کو دے دیگا۔

وزیر خزانہ: جو جواب دیا ہے وہ اس سے مطمئن نہیں ہیں اس کا فیصلہ privilege committee کر لے گی۔

میر جان محمد خان جمالی: جناب اسپیکر صاحب! question hour ایک گھنٹہ ہوتا ہے ادھر تو unlimited ہے۔ یہ چیزیں بھی آپ کے رولز اور ریگویڈشن ہیں اس کے مطابق کریں۔

جناب اسپیکر: جی۔

جناب نصراللہ خان زیریے: باقی سوالات دوسرے دن کیلئے کر دیں۔ ہمارے توجہ دلاؤ نوٹس ہیں، بڑے اہم ہیں۔ اس کو لیتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی سوال نمبر 292، 323، 397، 402، 419، 427 اگلے اجلاسوں میں ان کو ایڈ جسٹ کر لیں۔

جناب اسپیکر: وقفہ سوالات ختم۔

جناب اسپیکر: توجہ دلاؤ نوٹس۔

جناب اسپیکر: جناب ملک نصیر شاہوں صاحب! آپ اپنا توجہ دلا و نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔ کیوں اے والے نہیں ہیں۔ میں خلجی ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوں صاحب: پھر ایک سال کے بعد آئیں گے۔ پھر وہ کہیں گے کہ یہ نیا سوال ڈالنا چاہیے۔ جس طرح ابھی بیس جولائی 2020ء کا کہا اور ابھی۔ پڑھ کر اُس کا جواب دینے والا نہ ہو تو اس کو، سب کے سامنے ہے یہ سب پڑھ رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: اس کو جب منستر آجائیں منستر کو بھی کہیں گے۔ جمعہ کو دیکھ لینا۔ جمعہ کو منستر بھی موجود ہونا چاہیے۔ نوابزادہ صاحب! QDA کا تو نہیں ہے۔ میں خلجی ہے۔ نواب صاحب کو سارے اختیارات حاصل ہیں۔ وہ ہماری اسمبلی کے مائیک ٹھیک نہیں کر سکا۔ ہمارا گھمہ ہے اسمبلی کا۔

جناب اسپیکر: جناب نصر اللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنا توجہ دلا و نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔ شکریہ ملک صاحب پہلی دفعہ کوئی بات مان لی ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: Thank you جناب اسپیکر۔ توجہ دلا و نوٹس۔ وزیر برائے ملکیہ داخلہ و قبائلی امور کی توجہ ایک اہم سنتے کی جانب مبذول کرتا ہوں کہ عرصہ دراز سے ہر نائی و گرد و نواح کے علاقوں میں ہندو برادری کے گھروں میں بالخصوص اور عام شہریوں کے گھروں میں چوری و ڈیکیتی کے واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ حکومت نے مذکورہ چوری و ڈیکیتی کے وارداتوں کی روک تھام کی بابت اب تک کیا اقدامات اٹھائے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟۔

جناب اسپیکر: جی نصر اللہ زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: اسپیکر صاحب میں حقیقت میں بتاؤں کہ پورا ہر نائی ضلع، زرداں لو سے لیکر کے، یہ خوست شاہرگ، ناکس اور پھر ہر نائی میں جو صورتحال وہاں پر مسلط ہے، آپ یقین نہیں کر سکیں گے جناب اسپیکر! کہ لوگ کتنے عذاب میں ہیں۔ اور ہمارے اپنے فورس کی وجہ سے عذاب میں ہیں۔ میں صرف وہاں پر اقلیتی برادری جو ہندو برادری سے تعلق رکھتے ہیں ان کے گھروں میں دن دھاڑے چوری ڈیکیتی کی وارداتیں ہوتی ہیں۔ وہاں روی کمار کے گھر چوری ڈیکیتی کے واقعات ہوئے۔ جگد لیش لال کے گھر رات کے وقت وہاں چوری اور ڈیکیتی کے واقعات، بشیم لال کے گھر۔ پرکاش کے گھر، لکھ میر چند، دیوان چند، طور شام کے گھر، انیل کمار، نزیند کمار کے گھر اور اس کے علاوہ دیگر وہاں کرپچن برادری رہتی ہے ان کے گھر اور دیگر جو لوگ ہیں، اتنے واقعات ہوئے ہیں کہ اب لوگ وہاں تنگ آگئے ہیں۔ وہاں کی جتنی بھی انتظامیہ ہے وہ بے بس ہے۔ ان تمام

کے علاوہ جناب اسپیکر! میرے پاس ایک درخواست آئی ہے لوگوں کی، یہ پوری تفصیل ہے۔ ایک ایک جو آپ کے کول مانزہ ہوتے ہیں۔ درجنوں کول مانزہ میں آگ لگائی جاتی ہے۔ ایف سی والے وہاں جاتے ہیں لوگوں کو انغواء کرتے ہیں۔ مال مویشی چرانے والے لوگوں کو ہلاک کیا گیا ہے۔ اُن کی تمام تفصیل میرے ساتھ ہے۔ وزیر داخلہ صاحب! اتنی بڑی وہاں حالت یہ ہے کہ لوگوں نے حاجی دلاور خان ترین کے لیز میں کمپریسراور ہالج کو جلا گیا۔ اکبر ناصر کوں کمپنی کے ہالج اور کمپریسراور کو جلا یا گیا۔ ولایت حسین کوں مانزہ کے ٹرک کو جلا یا گیا۔ اور اُن کے مزدوروں کو انغواء کر کے چھوڑ دیا گیا۔ ملک میر ہزار کے ہالجوں کو، عبدالرزاق علیزی، ہزارہ اور خوست زرد آلو کے مقام پر اس طرح جناب اسپیکر یہ میں آپ کو بتاتا چلو کہ ان علاقوں میں دس ہزار شکن کوئلہ وہاں نکلتا تھا ان کی وجہ سے، ہمارا اپنا فورس ہے اُن کا کام ہے عوام کو تحفظ فراہم کرنا لیکن انہوں نے بہت خوری شروع کی ہے۔ لوگوں کو کہتے ہیں کہ بجتہ دے دو نہیں دو گے تو آپ کے ہالج کو جلا کیں گے۔ مشینری کو جلا یا گیا۔ اور میں آپ کو بتادوں جو مال مویشی چرانے والے لوگ ہیں علی محمد ولد گل محمد کے 60 بھیڑ بکریوں کو مارا گیا۔ عبدالودود، عبدالجید کے 60 بھیڑ بکریوں کو مارا گیا۔ کمال شاہ ولد جمال خان کے 40 بھیڑ بکریوں کو مارا گیا۔ قاسم خان ولد حاجی سید نور کے 30، محمد افضل ولد حاجی سید نور کے 50۔ محمد دین ولد حاجی محمد گل کے 30 بھیڑ بکریوں کو جو ایف سی کے حملے سے موقع پر ہلاک ہو گئے۔ مکانات، 25 مکانات طورہ خیزی کے مقام پر، سو گئی کے مقام پر 18 مکانات ختم کئے گئے۔ اور اس طرح جو بھی وہاں بیچارے خانہ بدشی ہیں، اُن کے گھروں کو مکمل طور پر تباہ و بر باد کیا گیا۔ ہالجوں کا میں نے بتایا۔ جو ختم کئے گئے ہیں۔ ملک تیمور شاہ کے مہر اللہ سندر خیل ہے، عبدالرؤوف ہے، ولی دادسواتی، عبدالمنان، نصیب اللہ، جائزیب وغیرہ اور جو چوکیاں وہاں انہوں نے قائم کی ہیں سب تھیں خوست میں وہاں پر ہر چوکی پر وہاں لوگوں سے زبردستی پیسے لیتے ہیں۔ موبائل چھین لیتے ہیں۔ پیسے چھین لیتے ہیں خدارا یہ ملک عوام کے لئے بنائے۔ اور یہ فورس چاہے جو بھی فورس ہو، اُس آئین کے تحت وہ عوام کے حقوق کے محافظ ہوتے ہیں۔ چاہے یو یونی ہو، چاہے پولیس ہو، چاہے ایف سی ہو، چاہے ہمارے ملک کے افواج ہوں۔ اس آئین کے تحت انہوں نے حلف اٹھایا ہے کہ ہم عوام کا تحفظ کریں گے۔ لیکن ہر نائی ضلع میں آپ کمیٹی قائم کریں جناب اسپیکر۔ پوری تفصیل ہے وہاں پر۔ اتنی رُنگی حالت کو لوگ تنگ آگئے ہیں۔ اور یہاں حکومت جو ہے ناں وہ بے بس ہے۔ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ جو سول اتحاری ہونی چاہیے۔ وزیر داخلہ کو پہنچتا ہونا چاہیے۔ وزیر داخلہ بے خبر ہیں۔ اُسے کچھ پتہ نہیں ہے۔ آئی جی پولیس بے خبر ہے اُسے کچھ پتہ نہیں ہے۔ چیف سیکریٹری کو پتہ نہیں۔ کمشنر سی ڈویژن کو کوئی پتہ نہیں۔ ہر نائی کے ڈپٹی کمشنر کو کوئی پتہ نہیں۔ وہاں ڈی پی او کو کوئی پتہ نہیں جو جرام پیش عن اصر ہیں

جو سب کچھ کرتے ہیں جو چوری ڈکیتی، سماج دشمن عناصر ہیں وہ جا کر کے قلعہ میں بیٹھ جاتے ہیں۔ خدارا یا آپ کیا کر رہے ہو اور یہاں زیارت میں دو مرد عوام کی زمین ہے، 30 ہزار زمین دوسروں کے نام الٹ کی گئی ہے۔ چند ایک ایجنسٹ مل کر کے وہاں پرانہوں نے جو ہے عوام کی 30 ہزار زمین غیر قانونی طور پر دو مرد کی زرغون غر میں الٹ کی گئی ہے۔ وزیر داخلہ صاحب یہ بڑی خطرناک حالت ہے ہر نائی ضلع میں۔ آپ کمیٹی بنائیں۔ آپ یہاں پارلیمانی کمیٹی بنائیں۔ اپوزیشن کے ممبران کو ڈالیں۔ حکومت کے ممبران کو ڈالیں جا کر اپنی عوام کے متعلق تو آپ پوچھیں۔ اپنے ان غریبوں کے متعلق تو پوچھیں۔ جو ہر نائی کا ایم پی اے ہے وہاں سے منتخب وہ تو بیچارہ اس چیزوں میں ملوث ہے کہ پیش، لوٹ مار۔ ان کو تو کوئی پتہ نہیں۔ ابھی لوگ جو ہیں نا کہاں جائیں۔ ہندو برادری کے لوگ جو وہاں پر رہتے ہیں کافی عرصے سے وہ بیچارے اب جائیں تو کہاں جائیں۔ کہاں جائیں ان کے وہاں گھر ہیں۔ ان کے گھروں میں ڈکیتی ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جوانیں وادیاں کی صورت حال really جو ہر نائی میں خراب ہے۔ وہ ہزار ٹن کوئلہ آج وہاں کم ہو کر دو ہزار، تین ہزار پر آ کر رہ گیا۔ اسلئے کہ یہ بختہ لیتے ہیں۔ لوگوں نے کام بند کر دیتے ہیں۔ جن لوگوں نے ماشز بند کر دیتے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف ایک سوال کے جواب سے یہ میں مطمئن نہیں ہوں گا۔ ہر نائی کے لاکھوں عوام مطمئن نہیں ہونگے۔ وہ نکل آئے گے۔ ہر تال کریں گے، جلوس کریں گے، جلسہ کریں گے۔ جب وہ اس حالت تک پہنچیں گے تو کیا کریں گے۔ میری آپ سے request ہو گی You are the Custodian of the House! آپ ایک کمیٹی بنائیں پارلیمانی کمیٹی۔ please لوگوں کی دل جوئی آپ کریں۔ آپ کو really وہ ہر نائی کی عوام آپ کو دعا کیں دینے کے اسیکر صاحب! نے ہمارے متعلق یہ رو نگہ دی اور کمیٹی بنائی، ہر پارٹی کا ایک ایک بندہ ہو، جا کر کے ہر نائی کا دورہ کریں۔ اور یہ تمام درخواستیں یہ تصاویر انہوں نے پہنچی ہیں جو آگ لگائی گئی ہائج کو۔ کیوں لگاتے ہیں؟۔ کس نے لگائی ہے؟۔ اپنے ملک کے فورس نے لگائی ہے۔

جناب اسیکر: ٹھیک ہے۔ جی منشہ ہوم صاحب۔

جناب مکھی شام لال لاسی: sir اس پر میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسیکر: اس پر بات نہیں کر سکتے ہو آپ۔ call attention پر نہیں ہو سکتا ہے۔ اس پر محرك بات کر سکتا ہے۔ آپ اس کے بعد کر لیں۔

جناب مکھی شام لال لاسی: وہ وہاں پر ہندو برادری کے ساتھ اتنی زیادتی ہوئی ہے۔

جناب اسیکر: ویسے اس پر صرف محرك بات کر سکتا ہے۔ چلو آپ بات کر لیں۔ ہاں کر لیں۔

جناب مکھی شام لال لاسی: اس کو Clear کرتا ہوں کہ وہاں پر ہر نوائی میں اتنی زیادتی ہے ہندو بارادری کے ساتھ وہ کہہ رہے ہیں کہ رات کی تار کی میں لوگ آتے ہیں، ہم لوگوں نے احتجاج کیا آئی جی تک ان لوگوں نے درخواستیں دی ہیں یہ بات نہیں کہ آئی جی کو پتہ نہیں ہے آئی جی تک ان لوگوں کی درخواستیں ہیں ان کی کاپیاں ان لوگوں نے سمجھی ہیں D.C کچھ وہاں پر نہیں کرتا ہے A.C کچھ وہاں پر نہیں کرتا ہے کہتا ہے ہم جس طرح احتجاج کرتے ہیں Request کرتے ہیں ابھی وہ تو کڈھے میں پڑا ہے ابھی دن دہاڑے مطلب ان کی عورتوں کو اندر بند کر کے گھروں کے اندر وہاں سے وہ ڈیکٹی کر کے جاتے ہیں تو اس سے بڑی کیا زیادتی ہوگی۔ ہمارے منشی صاحب کہتے ہیں کہ یہاں پر پورا امن ہے یہی امن ہے ہم لوگوں کے ساتھ؟ اور اقلیتی برادری وہ اتنے ابھی ایک آدمی نے مجھے فون کیا وہ رونے تک آئے ہیں کہ ہم جائیں کہاں؟ ہمیں یہاں سے تو ملک بدر کر دیں؟۔ یہ حالت ہے کہ دن دہاڑے عورتوں کو گھروں میں بند کر کے نہ یا آئی جی سنتا ہے نہ ہی SP سنتا ہے نہ وہاں پر DC سنتا ہے تو کس کے ساتھ فریاد کریں۔ تو یہ تو سراسر زیادتی ہے سراسر آپ ایک کمیٹی بنائیں کہ تحقیقات ہونی چاہیے یہ۔

جناب اسپیکر: جی منشی کو سنتے ہیں۔

جناب مکھی شام لال لاسی: یہ تو اس طرح نہیں ہوگا کہ ہم اس طرح ظلم برداشت کرتے رہیں۔ یہ ہمارا ملک ہے ہمارے ساتھ اس طرح نہیں ہونا چاہیے sir۔ خالی ہمیں جھوٹی تسلیاں دی جاتی ہیں ہر وقت ہم یہ کمیٹی بنائیں گے فلاں کریں گے۔ یہ تو سر عام ہو رہا ہے یہ جو ہمارے یہ نہیں کہ سر عام ہو رہا ہے سر۔

جناب اسپیکر: کمیٹی آرہی ہے پہلے منشی کو سن لیں۔

جناب مکھی شام لال لاسی: سر یہ اس طرح ہو رہا ہے تو یہ غلط ہو رہا ہے۔

جناب اسپیکر: thank you. take up جناب۔

وزیر داخلہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اسپیکر نصر اللہ صاحب نے جو امن و امان کے حوالے سے سوال کیا وہ بالکل انکا حق ہے کہ جو امن و امان کے حوالے سے جہاں مسئلے ہیں۔

جناب اسپیکر: امن و امان نہیں یہ ہندو بارادری کے ہیں۔

وزیر داخلہ: یہ بھی امن و امان کے اس میں آتا ہے۔

جناب اسپیکر: ہاں، مجموعی۔

وزیر داخلہ: لیکن نصر اللہ زیرے صاحب ہر چیز کو ان کو اگر پیاس بھی لگے تو مجھے ایجنسی اور اداروں کی وجہ سے

پیاس لگی ہے۔۔۔ (مداخلت)۔ تو اُس کا میرے پاس علاج نہیں ہے۔ لیکن جناب یہ جس گورنمنٹ میں تھے اس گورنمنٹ کے ٹائم سے ایف سی کو باقاعدہ پیسہ دیا جاتا ہے کہ آپ جو ہیں یہاں لوگوں کے جو مائنر ہیں جو منزراں ہیں، ان کی جو ہے حفاظت کے لئے۔ وہ ماں اونزکی ڈیمانڈ سے دیا گیا ہے۔ وہ ہم نے نیا نہیں لایا ہے صاحب لوگوں نے بھی۔

جناب اسپیکر: لیکن ابھی میرے خیال میں ختم کیا ہے ہر نامی میں۔

وزیر داخلہ: ابھی تو ہے ہم لوگوں نے انکے بنائے ہوئے چینوں کو بہت حد تک ختم کیا ہے بہت حد تک ختم کیا ہے۔ تقریباً ہم آپ کو انشاء اللہ کسی وقت کہیں گے کہ یہ کسی حد تک ہو گیا ہے۔ باقی ہندو برادری کی اقلیت کی جہاں تک بات کی گئی اقلیت کا تحفظ کرنا صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ ان کی جان و مال کی حفاظت کرنا جناب یہاں وڈھ میں ہندو برادری کا۔

جناب اسپیکر: مطلب یہ بہت سارے یہاں پر ہو رہے ہیں واقعات ہو رہے ہیں۔

وزیر داخلہ: یہ سب آپ کو دے رہا ہوں۔ تو وڈھ کے علاقے میں ہوا۔ تو اُس کے لئے ہم نے ایک کمیٹی بنائی کمیٹی نہیں بنائی ہم نے مینگ ایک کی۔ چیف سیکرٹری بھی تھے۔ اکبر مینگل صاحب بھی وہاں سے جو نمائندے ہیں وہ تھے۔ پھر اسی سلسلے میں ہم نے خضدار میں ایک مینگ کی ہم وہاں گئے ان کو بلا یا ان سب سے ملے کہ آپ لوگ گورنمنٹ سے تعاون کریں کہ آئے روز آپ لوگوں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے آپ لوگ قتل ہو رہے ہو اُس تک ہم پہنچ کے قاتلوں کو وہ کر لیں۔ اُس کے بعد حکومت نے جو ہے لوگوں کو گرفتار کیا۔ لوگ پکڑے گئے ایف آئی آر بھی خود کاٹی۔ ایف آئی آر بھی کوئی کاٹے نہیں آیا۔ تو اس میں جب لوگوں کو بلا یا گیا کہ آپ موقع پر موجود تھے آپ آ جائیں اس کی شناخت پر یہ کرنی ہے۔ کوئی بھی اس میں نہیں آیا تو وہ بندہ گیا عدالت سے Bail اُسکی ہو گئی۔ دوسرا جناب والا 2021 میں تاحال دو واقعات ہوئے ہیں ہندو برادری کے ساتھ ایک جو ہے ہوا ہے جنوری 2021ء میں۔ ایک ہندو لڑکی کو غواص کیا گیا پھر جو ہے اسکے ساتھ زیادتی کی گئی۔ اُس کے جو ہے قاتل کو پکڑا گیا ہے 19 اپریل کو پکڑا گیا ہے اور وہ اُس چالان کے ساتھ عدالت میں پیش کیا گیا ہے اُس کو۔ دوسرا واقعہ پیش آیا ہے ابھی recently 27 جولائی کو۔ اس میں پیش آیا تو اس میں بھی یہی صورتحال ہے کہ جو وہاں کے لوگ ہیں جو ہوا ہے آس پاس کے لوگ، وہ کچھ تعاون نہیں کر رہے ہیں۔ لیکن مجھے وہاں سے ڈائریکٹ میٹچ ملाकہ ہمارے ساتھ یہ زیادتی ہوئی ہے۔ تو آج سے تقریباً یہ جس دن ہوا تھا اُس کے دوسرے دن ہی وزیر اعلیٰ صاحب ہم سب بیٹھے اور ہم نے ACS کو وہ کیا ہے اس سارے معاملات کو کہ ہر نامی

میں جو ہندو برادری کے ساتھ ہو رہا ہے اس کے لئے آپ پیش اقدامات اٹھائیں۔ تو ابھی وہاں کے لوگوں کو پتہ ہے وہ کی اقلیتی برادری، ہر نائی کی اقلیتی برادری، ان کو جو سیکورٹی کے حوالے سے measures تھے وہ بھی لیئے گئے ہیں اور جہاں قاتلوں کے پیچھے جانے تک سرکار انکی کوشش کر رہی ہے لیکن اس میں جو ہے لوگوں کے تعاوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

جناب اسپیکر: جی۔

جناب مکھی شام لال لاسی: سمجھ میں نہیں آ رہا کہ گورنمنٹ انکے پاس ہے، سب کچھ انکے پاس ہے، اگر ان کو یہ پتہ ہوتا کہ ہمیں کس نے مارا؟ تو صرف تاؤ ان ہوتا ہے۔ آپ گورنمنٹ ہیں آپ فور سز ہیں آپ کہتے ہیں کہ وہ لوگ ہمیں تعاوں کریں۔

وزیر داخلہ: میں نے خود میرے ساتھ آفیسرز بیٹھے ہیں، چیف سینکڑری بیٹھا ہے ہم نے ہندو برادری کو وہاں بلا یا ہے وہ جو ہے ہم نے کہا ہے ان لوگوں نے کہا سب کو پتہ ہے ہم جو ہے رپورٹ۔

جناب اسپیکر: ضیاء صاحب! اس میں ایک چیز ہے کہ بہت سارے مسئلے مسائل کمیونٹی یہ چھوٹی کمیونٹیز ہیں۔ یہاں پر بلوچستان کی روایت یہ تھی کہ ہندو عورتیں ہوں اور جتنے ہمارے یہ جو اقلیتی کمیونٹی ہے ان کی حفاظت کرنا وہ کس کے aganist آپ کے ساتھ تعاوں کریں گے۔ مشکل ہے کہ وہ سامنے آئیں۔

آپ کی گورنمنٹ ہے آپ کے جو دارے ہیں ان چیزوں کو آپ خود up take کریں۔

وزیر داخلہ: یہی میں کہہ رہا ہوں۔

جناب مکھی شام لال لاسی: سر! دن دیہاڑے ہر نائی میں رات کو چھوڑو تاریکی میں دن دیہاڑے گھروں میں گھس کے۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: اس کو کیا ہم کمیٹی کے حوالے کر دیں ہوم والی کمیٹی کے حوالے کر دیں تاکہ اس کو۔۔۔

جناب نصراللہ خان زیریے: جناب اسپیکر 26 جولائی 2021 کو شاہرگ میں چالیس کوں ماں زمشینیزی کو جلا یا گیا۔ پچاس کروڑ روپے کا نقصان ہوا ہے۔ 26 جولائی کو ابھی۔ وہ آپ کا چار کروڑ روپے کا نقصان ہوا ہے 26 جولائی کو ابھی۔

جناب اسپیکر: mover کو بھی کمیٹی میں ڈال دیں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: تو یہ کمیٹی بناؤ۔

جناب اسپیکر: ہوم کی کمیٹی ہے نا۔ already

جناب نصراللہ خان زیری: اور ہر پارٹی کا ایک ایک بندہ وہ جا کر کے ہر نائی کا دورہ کریں۔

جناب اسپیکر: ہوم کی کمیٹی ہے اُس کو ساری Detial دیں اور میٹنگ کریں اور دورہ بھی کریں۔ ہفتہ دس دن میں mover شامل ہے۔ (مداخلت) کر لیا ہے۔ کر لیا ہے دے دیا ہے۔ میرے خیال میں جان جمالی صاحب وقفہ نہیں کریں نماز کا؟۔

میر جان محمد خان جمالی: پندرہ منٹ کریں پندرہ منٹ کا ایسے نہ ہو کہ ڈیڑھ گھنٹہ ہو۔

جناب نصراللہ خان زیری: سر! just a minute! اس میں کیا روونگ آئی دس دن کے اندر کمیٹی جائے گی۔

جناب اسپیکر: کمیٹی میٹنگ بھی کرے گی اور وہاں پر visit بھی کرے ضرور کرے۔

جناب نصراللہ خان زیری: visit کرے اور اس میں شام لال اور مجھے بحثیت ممبر شامل کریں، ٹھیک ہے، شام لال اور مجھے شامل کریں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب نصراللہ خان زیری: Thank you جی بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: اور وہ visit کر کے دس دن میں رپورٹ دے دیں۔ اب پندرہ منٹ کا وقفہ ہے پندرہ منٹ کے بعد، ہم دوبارہ اسی ہاؤس میں ملیں گے۔

(اجلاس کی کارروائی بعد از وقفہ نماز مغرب PM 08:13:08 پر دوبارہ شروع ہوئی)

جناب اسپیکر: سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): نواب محمد اسلم خان ریسیسانی صاحب نے خجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار محمد صالح بھوتانی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار یار محمد رند صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے

قاصر رہیں گے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار سرفراز چاکرڈوکی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج اور صرف 06 اگست کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار عبدالرحمان کھیتز ان صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا روایں اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر محمد عارف محمد حسینی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عمر خان جمالی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر اسد اللہ بلوچ صاحب نجی مصروفیات کی بنا روایں اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب قادر علی نائل صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ مستورہ بی بی صاحبہ نے نجی مصروفیات کی بنا روایں اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے

سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب اپیکر: میر جان محمد جمالی رکن صوبائی اسمبلی کی جانب سے تحریک الٹا نمبر 1 موصول ہوئی ہے۔

اسمبلی قواعد و انصباط کار مجريہ 1974 کے قاعدہ نمبر (A) 75 کے تحت پڑھ کر سنا تا ہوں۔

تحریک یہ ہے کہ حکومت سندھ نے اسما معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بلوچستان کو کیر تھر کینال میں 1/3 حصہ پانی دے رہے ہیں جو کہ شالی (چاول) اور خریف کی کیر تھر کے لیے ناقابلی ہے، جو کیر تھر کینال سے آباد ہونے والے کاشتکاروں کی معاشی تباہی کا باعث ہے اور گرین بیلٹ کو غیر آباد کیا جا رہا ہے۔ لہذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری نوعیت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب اسپیکر: آیا تحریک التواء نمبر ایک کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے، جوارا کیں تحریک کے حق میں ہیں وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔

جناب اسپیکر: تحریک کو قاعدہ (2) 75 کے تحت مطلوبہ ارائیں اسمبلی کی حمایت حاصل ہو گئی ہے، لہذا امیر جان جمالی صاحب اپنی تحریک التواء نمبر 1 پیش کریں۔

میر جان محمد خان جمالی: میں اسمبلی قواعد و انصباط کار مجريہ 1974 کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التواء کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ حکومت سندھ نے اسما معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بلوچستان کو کیر تھر کینال میں 1/3 حصہ پانی دے رہا ہے جو کہ شالی (چاول) اور خریف کی بویائی کے لیے ناقابلی ہے، جو کیر تھر کینال سے آباد ہونے والے کاشتکاروں کی معاشی تباہی کا باعث ہے اور گرین بیلٹ کو غیر آباد کیا جا رہا ہے۔ آپ کی اجازت مل گئی ہے مہربانی آپ کی، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک تحریک التواء نمبر 2 بھی آئی ہوئی ہے،

لہذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری نوعیت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک التواء نمبر 1 پیش ہوئی لہذا اسے آج کی نشست کے آخر میں بحث کے لیے منظور کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: ملک نصیر احمد شاہوںی رکن صوبائی اسمبلی کی جانب سے بھی تحریک التواء نمبر 2 موصول ہوئی ہے قواعد و انصباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجريہ 1974 کے قاعدہ نمبر 72 (الف) کسی دن ایک سے زائد تحریک التواء کی پیش ہونے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، چونکہ تحریک التواء نمبر 1 اور تحریک التواء نمبر 2 دونوں ایک ہی نوعیت ہیں لہذا تحریک التواء نمبر 2 کو تحریک التواء نمبر 1 میں کلب کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: آڈٹر پورٹس کا ایوان میں پیش کیا جانا۔

1) انسانی پیدا کردہ حادثات کے حوالے سے پی ڈی ایم اے بلوچستان کی تیاری اور عمل پر آڈٹر یور جزیل پاکستان

کا خصوصی مطالعہ آڈٹ سال 2017-18 کا ایوان میں رکھا جانا۔

جناب اسپیکر: وزیر خزانہ قواعد انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 174 کے تحت انسانی پیدا کردہ حادثات کے حوالے سے پی ڈی ایم اے بلوچستان کی تیاری اور عمل پر آڈیٹر جزل پاکستان کا خصوصی مطالعہ آڈٹ سال 2017-18 کا ایوان میں رکھیں۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر خزانہ): میں وزیر خزانہ قواعد انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 174 کے تحت انسانی پیدا کردہ حادثات کے حوالے سے پی ڈی ایم اے بلوچستان کی تیاری اور عمل پر آڈیٹر جزل پاکستان کا خصوصی مطالعہ آڈٹ سال 2017-18 کا ایوان میں رکھتا ہوں۔

جناب اسپیکر: انسانی پیدا کردہ حادثات کے حوالے سے پی ڈی ایم اے بلوچستان کی تیاری اور عمل پر آڈیٹر جزل پاکستان کا خصوصی مطالعہ آڈٹ سال 2017-18 کا ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ لہذا اسے Public Accounts Committee کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: موسمیاتی تبدیلی، ماحولیات اور ڈیز اسٹر مینجمنٹ آر گنائزیشن بلوچستان کے حسابات سے متعلق آڈیٹر جزل پاکستان کا آڈٹ رپورٹ سال 2019-20 کا ایوان میں رکھا جانا۔

وزیر خزانہ قواعد انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 174 کے تحت موسمیاتی تبدیلی، ماحولیات اور ڈیز اسٹر مینجمنٹ آر گنائزیشن بلوچستان کے حسابات سے متعلق آڈیٹر جزل پاکستان کا آڈٹ رپورٹ سال 2019-20 کا ایوان میں رکھیں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ قواعد انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 174 کے تحت موسمیاتی تبدیلی، ماحولیات اور ڈیز اسٹر مینجمنٹ آر گنائزیشن بلوچستان کے حسابات سے متعلق آڈیٹر جزل پاکستان کا آڈٹ رپورٹ سال 2019-20 کا ایوان میں رکھتا ہوں۔

جناب اسپیکر: موسمیاتی تبدیلی، ماحولیات اور ڈیز اسٹر مینجمنٹ آر گنائزیشن بلوچستان کے حسابات سے متعلق آڈیٹر جزل پاکستان کا آڈٹ رپورٹ سال 2019-20 کا ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ لہذا اسے Public Accounts Committee کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: پیلک سیکٹر انٹر پارائز حکومت بلوچستان کے حسابات سے متعلق آڈیٹر جز آف پاکستان کا آڈٹ رپورٹ برائے آڈٹ سال 2020-21 کا ایوان میں رکھا جانا۔

03 اگست 2021ء (ماہیات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

68

جناب اسپیکر: وزیر خزانہ قواعد انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 174 کے تحت پلک سیکٹر انٹر پارائز حکومت بلوچستان کے حسابات متعلق آڈیٹ جز ل آف پاکستان کا آڈٹ رپورٹ برائے آڈٹ سال 21-2020 ایوان میں رکھیں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ قواعد انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 174 کے تحت پلک سیکٹر انٹر پارائز حکومت بلوچستان کے حسابات متعلق آڈیٹ جز ل آف پاکستان کا آڈٹ رپورٹ برائے آڈٹ سال 21-2020 ایوان میں رکھتا ہوں۔

جناب اسپیکر: پلک سیکٹر انٹر پارائز حکومت بلوچستان کے حسابات متعلق آڈیٹ جز ل آف پاکستان کا آڈٹ رپورٹ برائے آڈٹ سال 21-2020 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ لہذا اسے Public Accounts Committee کے سپر دکیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: این ایف سی ایوارڈ کے عملدرآمد پر دوسری ششماہی مانیٹر ڈرافت رپورٹ جنوری تا جون 2020 کا ایوان میں رکھا جانا۔

وزیر خزانہ قواعد انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر (2) 173 کے تحت این ایف سی ایوارڈ کے عملدرآمد پر دوسری ششماہی مانیٹر ڈرافت رپورٹ جنوری تا جون 2020 ایوان میں رکھیں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ قواعد انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر (2) 173 کے تحت این ایف سی ایوارڈ کے عملدرآمد پر دوسری ششماہی مانیٹر ڈرافت رپورٹ جنوری تا جون 2020 ایوان میں رکھتا ہوں۔

جناب اسپیکر: این ایف سی ایوارڈ کے عملدرآمد پر دوسری ششماہی مانیٹر ڈرافت رپورٹ جنوری تا جون 2020 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب اسپیکر: باضابطہ شدہ تحریک التوا نمبر 1 اور 2 پر بحثیت مجموعی عام بحث۔

جناب اسپیکر: میر جان محمد جمالی صاحب آپ تحریک التوا پر بحث کا آغاز کریں۔

میر جان محمد خان جمالی: شکریہ جناب اسپیکر! میں ایسے مسئلہ کی بات کرنے لگا ہوں جو ہم بلوچستان کے لوگوں کو affect کرتا ہے چاہیے ہمارے borders پر شخصی ہو جاتی بلوچستان کے لوگوں کو affect کرتا ہے۔ چاہیے وہ مکران کے ہورخشان کے borders ہوں کو سٹ لائے ہو ہماری، چاہیے ہمارے چن کے

borders ہوں۔ قمر الدین کاریز پر بھی جو مسائل پڑتے ہیں اور بلوچستان کا ذریعہ معاش کیا ہے؟ تاریخی حوالے سے آپ سب جانتے ہیں کہ ہم حصہ رہے ہیں، فلات State بھی حصہ رہے ہیں احمد شاہ ابدالی کے ساتھ، نادر شاہ کے ساتھ بھی ہمارے بلوج belt ہے۔ آمد و رفت، آنا جانا، تجارت، رشته داریاں تعلق داریاں قبیلہ دونوں طرف آباد ہیں۔ تو ایک نظام ہے جو صدیوں سے چلتا آرہا تھا۔ انگریز آیا British بلوچستان بناء، فلات State، دوسرے States آگئیں، وہ سب اپنی جگہ پر ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد ہمیں صوبہ 1969ء میں ملا، سب سے چھوٹا صوبہ ہے بلوچستان کا۔ پاکستان کے آئین میں سب سے بڑی اکائی علاقہ کے لحاظ سے، سب سے کم آبادی علاقہ کے لحاظ سے وہ ہے بلوچستان۔ ابھی تو ہم سن رہے ہیں گلگت بلتستان کو بھی بنارہے ہیں صوبہ اور بھی بنانے لگے ہیں۔ وہ بنائیں بیشک بنائیں وہ اُنکی، لیکن ہماری آبادی کیا ہے جناب اسپیکر! اس وقت بھی 1 کروڑ 20 لاکھ لوگ ہیں۔ یہ تیسرا حصہ ہے کراچی کا۔ اُس کو سنبھالنا ہے حکومت پاکستان نے ریاست پاکستان نے۔ ذریعہ معاش آپ کو بتادیا ہے کیا ہے ہمارے مسائل سمجھیں، ہم چیزیں نہیں مانگتے، اتنی ہماری ڈیماںڈیں بھی نہیں ہیں۔ قدرت نے ہمیں بہت ویلے دیئے ہیں جو کچھ جگہ ہم نے فائدہ بھی لیا ہے کچھ ضائع بھی کیا ہے۔ سوئی گیس کی شکل میں ہم نے فائدہ بھی لیا کچھ لیکن ضائع زیادہ کیا ہے۔ کولہ کی شکل سے منزرا کی شکل سے فائدہ بھی لیا بہت سے لوگ امیر ہو گئے لیکن مزدور ہمارے یہ مزدوری بلوچستان کے لوگوں کو کم ملی۔ اس وقت بھی شانگھائے کے مزدور افغانستان سے آتے ہیں آپ کے Mines میں کام کرنے کیلئے۔ مجھے تو خوف ہے کہ گوادر بھی یہ میرے بھائی میٹھے ہوئے ہیں ظہور کہ گوادر بھی کل کلمتی، ایسے نہ ہو کہ پتہ چلے کہ وہاں اور لوگ ہوں اور ہمارے گوادر والے کہیں اور بھٹک رہے ہوں۔ یہ نظر آرہا ہے مجھے۔ ہم نے ایک تو تحفظ دینا ہے اپنے ان چیزوں کو جو ہمارے وسائل ہیں۔ مستقبل جو پاکستان کا ہے وہ بلوچستان سے وابستہ ہے۔ ان سب چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے اور آبادی کم ہے قدرتی وسائل اللہ نے ہمیں بہت دیئے ہیں، اُس کو ہم کیسے avail کرتے ہیں۔ اس وقت کی sitting حکومت کیسے avail کرتی ہے مستقبل کی حکومتیں کیسے avail کرتی ہیں۔ یہ تھوڑا میں ایسے introduction دے رہا تھا۔ جناب اسپیکر! ہمارے پانی کے source ہیں بلوچستان کے دریائے سندھ Indus کی بنیاد کہا ہے؟ شمالی علاقہ جات۔ جہلم کی کہا ہے وہ کشمیر سے آتا ہے پانی آپ کا ستائیں، چنان وہ بھی اُن پہاڑی علاقوں سے آتا ہے جو ہندوستان میں ہیں۔ یہ واحد source ہے ہماری جہاں سے پانی آتا ہے۔ اور مجھے افسوس اُس دن ہوا جب سندھ اور پنجاب آپس میں الٹھ

پڑے پانی پر۔ وہ اس پر یقین نہیں کرتا، وہ یقین نہیں کرتا اور یہ بھول گیا کہنا، رضا ربانی جیسی شخصیت، کہ ہمارا بلوچستان کا جیسے کوئی کھاتہ ہی نہیں تھا، سندھ کے پانی کے حصہ میں۔ بڑا افسوس ہوا مجھے۔ پھر اللہ نے ہمیں low canals measures system کا ہے۔ ایک کیر تھر ہے جو سکھر بریج سے آتا ہے۔ کچھی کینال آپ لاتے ہیں تو نسے سے اور وہ اب نا مکمل ہے وہ مکمل کرنا ہے حکومت بلوچستان نے distributries ہے۔ یہ آپ کی green belt ہے جو آباد علاقہ ہے اس میں پانی کا حصہ ہے، ارسا کا جو 1991 accord میں ہوا اس میں 12 فیصد حصہ پانی کا بلوچستان کا ہے۔ 14 فیصد حصہ پختونخوا کا ہے۔ 37 فیصد حصہ پنجاب اور سندھ کا ہے۔ اور اس میں واضح طور پر تعین کیا گیا ہے کہ کبھی پانی کی کمی بیشی آئی تو بلوچستان اور پختونخوا اس سے affect نہیں ہو گے۔ لیکن افسوس اس کے بعد ہمارے کینال system کا جو حشر ہے وہ نصیر جان بھی بعد میں بتائیں گے آپ کو، اپنا سلیم خان بھی بتیا ہے ہوئے ہیں محمد خان بھی، عملی طور پر بتائیں گے جو حشر ہے ادھر۔ کیونکہ ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ control ہمارے بھائیوں سندھ کے ہاتھوں میں ہے۔ اسی سندھ کے ہاتھ میں ہے جس کی کالا باغ ڈیم کی support ہم نے کی اسی اسمبلی میں۔ بہت جلدی وہ بھول گئے کہ جب کالا باغ کا issue اٹھا، بہت major issue تھا میرے خیال میں پرویز مشرف کا دور تھا ظہور جان پرویز مشرف کے ادارے میں یہ اٹھا تھا تو ہم بلوچستان نے support کیا سندھ کے contention میں کالا باغ نہ بنے، پتہ نہیں کیوں سندھ والے بھائی ہمارے زور آور ہیں۔ کینال بھی اُنکے ہاتھ میں ہے control بھی اُنکے ہاتھ میں ہے مرضی سے پانی چھوڑتے ہیں مرضی سے بند کرتے ہیں اور یہ جو season ہے خریف کا، بلوچستان کا limited season ہوتا ہے زیادہ 8 ہفتہ کا season ہوتا ہے۔ اس میں ہمارے کئی لاکھ لوگ بنتے ہیں، جو یہ ذریعہ روزگار ہے نہ انکو border cross کرنا پڑتا ہے نہ سڑھے میں سامان لانا پڑتا ہے کوئی ان چیزوں سے مبراء ہے وہ علاقہ شکر الحمد للہ۔ یہی ہمارا ذریعہ ہے اس پر بھی ہمیں موقع نہیں دیا جا رہا۔ سندھ والے جاتے ہیں اس دن طارق خان مگسی کو لے گئے سندھ کے system میں بڑی اُنکی آو بھگت کی، پانی بڑھا دیا ہم واپس پہنچ پھر پانی کم کر دی۔ ایک دن خبر مجھے آئی کہ سلیم کھوسے صاحب اور محمد خان ملے ہیں وزیر اعلیٰ نے، وزیر اعلیٰ بلوچستان نے بات کی ہے مراد علی شاہ وزیر اعلیٰ سندھ سے اگلے دن پتہ چلا کیر تھر کینال کے دو انج کم کردے سندھ نے، انکا بڑا اچھا فون ہوا ہمارا۔ ہم اپنا حق مانگتے ہیں اس کے ساتھ یہ حشر کرتے ہیں آپ اس وقت ہمارے لوگ بالکل احتجاج کی کیفیت میں ہیں پیروزگاری ہو جائے گی پھر پتہ ہے کہ پیروزگار

آدمی کس کیفیت میں آجاتا ہے اس نوبت میں ہے یہ سارا علاقہ۔ ایک تو یہ ضرور اس چیز کا نوٹس لینا چاہیے میں آپ کو چیزیں بتانے لگا ہوں جس میں آپ کی جو seat Custodian ہے اس سے کچھ فنصلے چاہیے۔ ایک تو ادھر سے احکامات جائیں کہ inter provincial coordination ضروری ہے meeting کے وہی سفارش کریں گے Council of Common Interest کو۔ آپ آرٹیکل 155 پڑھیں۔ اگر وہ نہیں سندھ والے مانتے ہیں ہمارے بات تو ہمارے وزیر اعلیٰ کو وہاں stand لینا پڑیگا اور experts کو President of Pakistan کا Council of Common Interest commission بنانا پڑے گا کہ تدارک ہواں مسئلہ کا۔ یہ کی فروری 2016ء میں اس کی meeting ہوئی۔ اُس وقت ہمارے وزیر اعلیٰ اگر میں غلط نہ ہوں تو ڈاکٹر مالک تھے اور سندھ سے میرے خیال میں مراد اعلیٰ شاہ ہی تھے۔ یہ میرے پاس document ہے جو میں آپ کو House میں دینے لگا ہوں۔ اُس میں طے کیا گیا ہے کہ دونوں وزیر اعلیٰ آپس میں بیٹھ کے یہ پانی کا مسئلہ حل کریں 2016ء فروری آج اگست 2021ء ہے حل نہیں ہوا، افسوس ہوتا ہے۔ آئین کا حکم ہے CCI کا حکم ہے، عمل نہیں ہوتا۔ وہاں ایک دوسرا ارسا کے احکامات بالکل سندھ والے نہیں مانتے۔ جو ہمارے ساتھ حشر ہے کیونکہ ہم لوگ tail reaches میں ہیں۔ پنجاب کو پہنچ نہیں سکتے وہ، پنجاب کے اور بھی وسائل ہیں پنجاب کا جہلم کا پانی بھی اُنکے ہاتھ میں ہے چنان کا پانی بھی اُنکے ہاتھ میں ہے جب غیر ضروری پانی ہو جاتا ہے ہندوستان میں تو وہ ستلخ میں بھی چھوڑ دیتے ہیں پانی، ہندوستان والوں کا۔ اور ہمارے انکو کوئی قدر نہیں ہے۔ اور ہم پنجاب کو پہنچ نہیں سکتے، زور آوری کرتے ہیں ہم بلوچستان والوں کا۔ اور ہمارے انکو کوئی قدر نہیں ہے۔ اور ہم لوگ مرتے ہیں hope sick میں کالا باغ ڈیم کی support کرو سندھ کو اُنکی عزت بھی کرو بات بھی مانو۔ 2016ء میں جناب اپسیکر! یہ چیزیں اس نے بتا رہا ہوں جب نصیر احمد کی باری آئی اُس کو پتہ ہو 71 ارب روپے سے زیادہ حب ڈیم سے بقا یا جات بن رہے تھے۔ حکومت سندھ پر، 71 ارب روپے سے زیادہ۔ 5 سال اور گزر گئے ہیں اور رقم بڑھ گئی ہے کوئی نہیں دیتا ہمیں تو ہم اس نوبت آئے ہوئے ہیں میرے دوست بھی آئے ہوئے ہیں علاقے سے کہ میری demand ہے اس ہاؤس سے کہ ہمیں حب ڈیم کو بند کرنا پڑے گا۔ اگر نہیں کیا ہمارا بھی حشر ہوتا ہے گا۔ بُری بات ہے۔ کہنے کا جب تک ہم آنکھیں لال کر کے بات نہیں کریں گے ہماری بات نہیں مانی جاتی۔ ہمارے ساتھ یہی مذاق ہوتا ہے۔ تو یہ میں چاہتا ہوں اس ہاؤس سے IPC کی کلیئے احکامات دیں اور CCI میں اس مسئلہ کو دوبارہ اٹھایا جائے۔ اگر وزیر اعلیٰ دونوں حل نہیں

کر سکتے تو Special Commission ہو گا وہ حل کریگا اور کوئی طریقہ نہیں ہے اس وقت بھی بُری حالت ہے لوگوں نے لگائی ہے تجھ وہ جل گیا ہے۔ تالابوں میں پینے کا پانی نہیں ہے۔ زیریز میں نہ ہونے کے برابر ہے پینے کا پانی وہاں، کڑوا پانی ہوتا ہے۔ اور کوئی ذریعہ نہیں ہے پھر نہیں تو پرانے زمانے میں پھر ادھر بھی اونٹوں پر جائیں ہم چڑھ کے سندھ پھر جو کچھ ادھر کرتے آئے ہیں پھر وہی باقی ہوتی ہیں۔ ہماری قبائلی نظام میں اگر آپ تاریخ دیکھیں تو بگئی بھی اپنے گھوڑ سوار اترتے تھے شکار پور تک پھر وہ نوبت لانا چاہتے ہیں تو بتا دیں ہمیں۔ اللہ کرے سندھ کو، ہمارے لوگوں کی قدر کرے عزت کرے یہ ہمارا حق ہے۔ میں بہت مہذب الفاظ میں بغیر جذباتی ہوئے سب چیزیں آپ کے سامنے رکھ دیے ہیں اس میں آپ کی support بھی چاہیے۔ نصیر جان کے لیے بھی میں نے آسانی کر دی ہے میرے سلیم اور محمد خان کے لیے بھی۔ قانونی چیزیں آپ کو سامنے رکھ کے دے دیے ہیں اُس کی پابندی کی جائے۔ بہت شکریہ آپ کا۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ جان جمالی صاحب۔ ملک نصیر صاحب!

ملک نصیر احمد شاہواني: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ میرے خیال میں جان جمالی صاحب نے بہت معلوماتی باقی بھی کی کیوں کہ میرا تعلق بھی خود زمیندار تو ہوں لیکن اُس district سے نہیں ہے۔ اور پھر بحثیت وزیر اعلیٰ یا گرین بیلٹ سے تعلق رکھتے ہوئے انہوں نے بہت سارے معلومات جو مجھے دیے ہیں میں چاہتا ہوں کہ اپنے کچھ معلومات ہیں کہ اندر رہ کر ہماری کوشش ہو کہ بلوچستان کی اس پانی کے مسئلہ کا کوئی مستقل حل نکل آئے۔ جناب اسپیکر صاحب کہا جاتا ہے کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور زراعت اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور بلوچستان تو خصوصاً اگر دیکھا جائے تو یہاں پر ایک زمینداری ہے اور دوسرا لگہ بانی ہے کم سے کم ہماری 75% سے 80% لوگوں کا ذریعہ معاش یہی ہیں۔ کچھ جو بے روزگار ایک بہت بڑی بے روزگاری جس کا ذکر نہاء بلوچ نے کیا جن کی واپسی بارڈر کے ساتھ ہیں اور بدستی سے بیک جنبش قلم اسلام آباد میں بیٹھنے والے لوگوں نے ایک لکیر کھینچ دیا اور اتوں رات جو لاکھوں لوگ جو ایک شعبے سے وابستہ تھے وہ سب بے روزگار ہو گئے۔ جناب اسپیکر صاحب کہا جاتا ہے کہ بلوچستان کے لوگ ان کے ساتھ نا انصافیاں ہوئی ہیں۔ ہر حکومت یہی کہتا ہے کہ بلوچستان کے ساتھ نا انصافیاں ہوئی ہیں لیکن پھر جب وہ اپنی دور گزار دیتا ہے تو دیکھا جاتا ہے کہ وہ چھپلی حکومت سے بڑھ کر بلوچستان کے ساتھ نا انصافی کر کے چلا جاتا ہے۔ اُس کی وجہ دیکھا جائے اور ان نا انصافیوں پر وقتاً نوقتاً ہمارے حکمران معافی بھی مانگتے ہیں۔ اور بلوچستان کے آج جو حالات ہیں ان کے اندر دیکھا جائے تو ایک بہت بڑا جو ان کا background دیکھا جائے تو وہی نا انصافیاں ہیں جو آج

بلوچستان کے حالات جو آپ کے سامنے ہیں پیش کر رہے ہیں۔ اب وہ بلوچستان جس کی 80% لوگوں کا ذریعہ معاش گلہ بانی اور زمینداری ہیں۔ بلوچستان کے اُس گرین بیلٹ میں جہاں تقریباً 15,615 اضلاع جس میں نصیر آباد، جعفر آباد، جھل مگی، صحبت پورا اور یہ ہمارے جو علاقے ہیں جہاں پر نہری ذریعہ آپاٹی ہے۔ آج نہیں جناب اسپیکر صاحب جان جمالی نے تو میرے معلومات میں یہ اضافہ کر دیا کہ 2016ء سے یہ مسئلہ چلا آ رہا ہے اُس وقت بھی CCI کا میٹنگ ہوا کہا گیا کہ دونوں وزراءً اعلیٰ بیٹھ کر اس مسئلہ کو حل کریں تو 2016ء اور آج 2021ء ہے آج تک یہ مسئلہ آخر حل کیوں نہیں ہو سکا اور یہ مسئلہ شدید سے شدید تر ہوتا جا رہا ہے۔ 10 لاکھ کی آبادی نصیر آباد division کے اندر ایک بہت بڑی آبادی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب میں کہتا ہوں کہ ان کی یہ زمینداری کو تو چھوڑ دیجئے کچھ تصاویر وہاں کی زمینداروں نے دکھائی میں نے دیکھی کہ ان کی فصلات تو را کھا کا ڈھیر بن چکے ہیں لیکن جب یہ پانی وہاں تک نہیں پہنچتا تو وہاں کے لوگ نکل مکانی کر کے سندھ جا رہے ہیں۔ ایک تو اپنے فصلات کو اپنے نظر کے سامنے را کھا کا ڈھیر بنتے دیکھ کر۔ اب دیکھا جائے کہ جناب اسپیکر صاحب آپ اس ایک ایکٹر پر جو ہمارے لوگ چاول لگاتے ہیں جس کو شالی کہتے ہیں اُس پر خرچ کتنا آتا ہے۔ اُس میں جناب اسپیکر صاحب چار بوری DAP جس کو کہتے ہیں 6 ہزار روپے کی ایک بوری ہے۔ تو 24 ہزار روپے ایک ایکٹر پر خالی وہ اُس میں DAP ڈال لیتے ہیں۔ دو بوری وہ کہتے ہیں کہ یوریاڈا لئے ہیں دو ہزار اُس کی قیمت ہے چار ہزار وہ ڈال لئے ہیں۔ کچھ دیگر ہزوڑہ جو لوگ لیتے ہیں چار ہزار وہ لوگ کے اُس سے پہلے جب اس پر حل چلا لیتے ہیں جناب اسپیکر صاحب دو دفعہ اس پر حل چلاتے ہیں اور China سے اس کی وہاں سے hybrids آتے ہیں 6 ہزار روپے کی ایک گلوکی packet ملتے ہیں۔ اُس دن ہم لوگوں نے calculation کی ایک ایکٹر پر تقریباً 50 ہزار روپے کے قریب زمیندار اپنا خرچ کر کے اُس کے بعد کچھ کمانے کا سوچتا ہے۔ آج وہ زمیندار جس نے ہزاروں ایکٹر لگائے ہوئے ہیں بہت سارے زمیندار کمانے کا تو اُن کا اپنے جگہ پر جناب اسپیکر صاحب اُن کا کروڑوں نہیں بلکہ اربوں روپے کا انتصان ہوا ہے۔ اور وہ چل کے بیہاں سے سندھ migrate کر رہے ہیں اور پینے کا پانی بھی اُن علاقوں میں ناپید ہے۔ تو اس مسئلے سے بڑھ کر میرے خیال سے حکومت کے سامنے کوئی اور مسئلہ ہو گا کہ جو یہاں پر ہم عورتوں کا کرکٹ کا کھیل منعقد کر کے ہم اُبھرتا بلوچستان کا نعرہ لگاتے گا جو ہے اسی پر وہ تکیہ کرتے ہیں۔ جب بلوچستان کے لوگوں کو پینے کا پانی نہیں ہے جناب اسپیکر صاحب، جب بلوچستان کے لوگوں سے اُن کا ذریعہ معاش چھینا جاتا ہے جناب اسپیکر صاحب، جب بلوچستان کی بھلی بند ہو جاتی ہے جناب اسپیکر صاحب۔ میں بھلی پر بھی آجائیں گا لیکن چونکہ اس

وقت قرارداد یہ ہے۔ اس وقت بلوچستان کے جناب اپیکر صاحب تقریباً جو ذریعی بیلٹ جس کو کہا جاتا ہے آدھے سے زیادہ بیلٹ اس وقت اس سے متاثر ہیں۔ اور یہ انتہائی اہم اور سگین مسئلہ ہے۔ جناب اپیکر صاحب جب سیالاب آجاتا ہے تو اُس کا رُخ بلوچستان کی طرف ہو جاتا ہے۔ یہ نصیر آباد، جعفر آباد 2010 میں بھی ڈوب گیا، 2012ء میں بھی ڈوب گیا جب سیالاب آجاتا ہے تو سندھ کے وزرا خورشید شاہ خود آ کے وہ اُس بند کو توڑ دیتا ہے اور وہ بند کو توڑ کے اُس کا پانی سارے بلوچستان کو بہا کے لے جاتا ہے۔ جب بلوچستان کا اپنا قانونی جو پانی کا حصہ ہے۔ اب جناب اپیکر صاحب آپ کی جو پٹ فیڈر کینال ہے اُس میں جو ہمارا پانی کا حصہ نہ تا ہے وہ 6 ہزار 7 سو کیوں کے ہے، 2010ء اور 2012ء میں جو سیالاب آگئے ہیں اس کی اندر اتنی مٹی بھری ہے اور اس کے اندر شگاف پڑی ہے اگر سندھ ہمیں دینا بھی چاہے تو اُس سے ہم اتنی پانی نہیں لے سکتے۔ لیکن کیر تھر میں ہم پانی لے سکتے ہیں وہ 24 سو کیوں کے ہمیں کیر تھر میں دیتے ہیں۔ ابھی وہاں سے پٹ فیڈر کینال میں بمشکل 3 ہزار کیوں کے پانی آ رہا ہے۔ اور کھیر تھر میں کہا جا رہا ہے کہ اس وقت 1 ہزار سے 900 کے قریب پانی آ رہا ہے یعنی one third پانی ہمیں بلوچستان کو مل رہا ہے۔ ابھی اُس فصل کو جو شاہی کی فصل ہے وہ پانی میں ہی بڑھ کر اُس کی جب پانی مشکل ہو جاتی ہے یہ اگست، ستمبر میں اُس کی فصل پک جاتی ہے اور زمیندار اتنے تگ آچکے ہیں جناب اپیکر صاحب کہ 31 تاریخ کو جس طرح یہ شاء بلوچ صاحب نے اچھی بات کی کہ خلیج اور دوسرے ملکوں میں وہاں پر مال مویشیوں کے لیے بھی بچھے اور AC چلائے جاتے ہیں۔ تو کیا جس کو نصیر آباد، جعفر آباد اور سبی اس بیلٹ کو وہ فارسی میں کہتے ہیں۔ کہاے اللہ آپ نے جب سبی، اور نصیر آباد بنایا وہ تو بلوچی میں بھی کہتے ہیں۔ تو پھر بیہاں پر دوزخ بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ آج اسی دوزخ جیسے ماحول میں 31 تاریخ کو جعفر آباد کے main شاہراہ highway پر پانچ گھنٹے جو ہے زمیندار بیٹھ کر وہاں پر اس گرمی میں دھرنا دیا ہے۔ جہاں پر 40,40,47, temperature جاتا ہے کہیں لوگ وہاں پر بے ہوش اور کل یہ دوبارہ اُس مقام پر دھرنا دیا جا رہا ہے اور اُس دن میں نے پوچھا زمینداروں سے کہ وہاں کوئی آپ کے پاس آیا۔ انہوں نے کہا کہ وہاں پر کوئی تحصیلدار تک بھی نہیں آیا۔ جناب اپیکر صاحب! اس حکومت کی بے حسی کا بھی میں بات کروں گا۔ اور خاص کروزیری اعلیٰ کی کہ جس دن سے ہم نے احتجاج شروع کیا۔ یہ سیٹ اُس کی خالی ہے آج تک بلوچستان کے لوگ اگر اسی طرح مرتے رہے بجلی بند، گیس بند، گوادر میں پانی نہیں، نصیر آباد میں پانی نہیں۔ تو یہ بلوچستان پھر رہے گا کون بلوچستان میں جناب اپیکر صاحب! جس طرح جان جمالی نے اچھی بات کی کہ کراچی کی آبادی کا تیسرا حصہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں

ایک بہت بڑی سرزی میں دی ہے، بہت سارے وسائل دیئے ہیں۔ پتنہ نہیں ہماری قسمت میں کیا ہے کہ پھر سب سے غریب بھی ہم سب سے مظلوم بھی ہم اور اس دن دیکھے کہ اس دن کی گرمی میں جب یہ احتجاج پر تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ان پر شائد کسی نے جا کے ہوائی فائزگ بھی کی اُس گاڑی میں تو میں کم از کم آج یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر کہ یہ نہیں میں حکومت پر تنقید کر رہا ہوں۔ میں ان کے ساتھ ہو کہ اگر آپ سندھ سے کوئی بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔ تو اپوزیشن بھی آپ کیساتھ چل کر۔ ویسے تو یہ کام ہمارے وزیر اعلیٰ کا ہے کہ وہ جا کے وہاں غوث علی شاہ کے ساتھ وہاں پر بیٹھ کر مجلس میرے خیال میں اُس کے ساتھ باتیں کر سکتے ہیں۔ مراد علی شاہ sorry تو سب سے جو بلوچستان کا اہم مسئلہ ہے جو 2016ء سے چل رہا ہے جس میں میرے خیال میں پچھلے دونوں سلیم جان نے بھی بہت ساری باتیں کی۔ تو یہ اسمبلی صرف ایک فورم نہیں جناب اسپیکر صاحب! سب سے بڑا فورم یہ ہے کہ جو CCI کی میٹنگ ہے وزیر اعلیٰ کو اُس وقت تک سندھ میں بیٹھنا چاہیے۔ جب تک اس مسئلہ کا حل نا ہوا اور خاص کر اس وقت جو نصیر آباد، جعفر آباد، جھیل مگسی ان علاقوں میں جو زمینداروں کے نقصانات ہوئے ہیں۔ ان کے نقصانات کا ازالہ بھی کیا جائے اور ایک کمیٹی بنایا جائے۔ کہ جا کے اُن علاقوں کا دورہ کریں اور ان کو آفت زدہ قرار دے کرو ہاں پر اُن کی جو نقصانات ہوئے ہیں اُن کے نقصانات کا ازالہ کیا جائے۔ دوسری بات یہ ہے جناب اسپیکر صاحب! جس طرح جان جمالی نے حب ڈیم کی بات جب ہم حب ڈیم سے اُس نے کہا کہ پانچ سال پہلے حب ڈیم کا پانی جو سندھ کو جاتا ہے سندھ ہمارا 70 ارب قرضہ دار ہے یا 71 ارب روپے قرضہ دار ہے۔ آج مجھے معلوم نہیں کہ سالانہ کتنے ارب اُس پر مزید قرضہ دار ہو گئے۔ تو آج وہ ایک ارب سے بڑھ کر ہے۔ یہاں پر اگر کوئی قانون ہے اگر یہاں پر اس کوئی قانون ہے تو اُس قانون کی violation کیوں ہوتی ہے۔ اور پھر بلوچستان کے قسمت یہ کوئی ہے کہ جب سیالا ب آئے تو بلوچستان نقصان ہوئے تو بلوچستان اور جب پانی کا کم ہو تو پھر بھی جو بلوچستان کا حصہ ہے وہ پانی بلوچستان کو کم ملے۔ تو یہ انتہائی اہم اور ناصرف میں کہتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ تو ناصرف وہاں پر اُن کی نقصانات ہو رہے ہیں۔ بلکہ نقلِ مکانی کر کے سندھ جا رہے ہیں اپنے گھر بارچھوڑ رہے ہیں اپنے بچے اپنے سب یہ تو وہاں پر پہنچنے کا پانی یہ توالمیہ ہے۔ اس مسئلے پر میں میں کہتا ہوں فوری طور پر ہماری حکومت stand لے۔ وزیر اعلیٰ بلوچستان کل زمیندار آئے تھے میں نے کہا چونکہ وزیر اعلیٰ کی طرف سے اپوزیشن کے لیے دروازے بند ہیں چلوں میں آپ لوگوں کو گورنر سے ملتا ہوں۔ کہ وہ ایک آئینی کردار ادا کریں یہ نہیں کہ خداخواستہ میں نے کوئی سیاست کی۔ میں نے گورنر سے بھی یہی اپیل کی کچھ زمینداروں کو اُن سے ملایا۔ کہ آج صدر آرہا ہے میں نے سنا کہ اگر صدر آرہا ہے خدارا آپ اُس سے اپیل کریں

دوسرا آپ کا تعلق میں نے کہا تحریک انصاف سے آپ بھی گورنر سندھ سے بات کریں۔ آپ وزیر اعلیٰ سندھ سے بات کریں اگر ہمارے وزیر اعلیٰ بات نہیں کرتے۔ آپ جا کے عمران خان سے بات کریں یہ بہت اہم اور عکسیں مسئلہ ہے وہاں کے زمیندار۔ جناب اسپیکر صاحب! سوچنے کی بات ہے کہ 46,48 ڈگری سینٹی گریڈ گری ہو۔ ہم لوگوں کو اگر اس Hall میں بھی اگر پانچ منٹ کے لیے خالی یہ AC بند کریں۔ ہم یہاں سے بھاگ جائیں گے باہر اس روڈ کی طرف کہ ہمیں یہاں پر گرمی لگے گی۔ اور اس زمین پر جہاں پر یہ زمیندار پانچ گھنٹے جو ہے مسلسل اُس گرمی میں بیٹھے رہے یہ کیا کوئی پکنک ہے یا کوئی اُن کا شوق ہے کہ جا کے وہاں پر بیٹھتا ہے کوئی مجبوری ہے کہیں لوگ وہاں پر بے ہوش ہوئے ہیں۔ تو کل پھر یہ جا کے اُس روڈ پر بیٹھنے کے لیے جاری ہے ہیں۔ حکومت آج طارق خان مگسی صاحب بیٹھا ہوا تھا مجھے خوشی تھی کہ یہ بیٹھا ہوا ہے ہمارے وزیر صاحب میں ان سے بھی بات کروں گا۔ اور وہ خود بھی وزیر اعلیٰ سے اس مسئلے کو تو خالی ایک وزارت اٹھانا اُس کے بعد اُس کے مزے لوٹنا اور اپنی وہ چیزیں استعمال کرنا۔ میرے خیال میں اصل میں تو ہماری اس صوبے کا باب جو ہے وزیر اعلیٰ ہے۔ اگر اس باب کے ہوتے ہوئے یہاں کے بچے اور اُن کی حالت یہ ہے تو یہ میرے خیال میں اس ظلم سے ہمیں کوئی میرے خیال کر کٹ کی یہاں پر tournament کی کوئی ضرورت نہیں ہے جو پسیے ہم خرچ کر رہے ہیں۔ بلکہ اگر ہم نے بلوجستان کو ترقی دینا ہے تو بلوجستان کی معیشت کو سنبھالنا ہے اپنے زراعت کو۔ جناب اسپیکر صاحب! عید کے چوتھے دن میں اسی زمینداری کے اُس بات پر جارہا ہوں۔ عید کے چوتھے دن میں نے دیکھا کہ ہماری ایک دم سے زمیندار علاقہ owner ہماری بھلی two-face کی گئی ہے یعنی آپ کے موڑ زنہیں چلتے ہیں وہ ایک face اتار دیتا ہے جس پر اُس میں پورے قلعے عبداللہ کی مستونگ ڈسٹرکٹ کی اور قلات کے کچھ علاقوں پر چھے بغیر جو کچھ کرنا چاہیے۔ گیس والے بھی ایسے ہی کرتے ہیں سرد یوں میں ہماری گیس نہیں۔ چار دفعہ پچھلی دفعہ۔ جناب اسپیکر صاحب! ہماری بھلی بند کر دی گئی۔ اُس کے بعد پھر زمیندار ایکشن کمیٹی نے ہم نے Call دی۔ ہم نے بلوجستان کے 22 بھگتوں پر ہم نے بلوجستان کے روڈ بلاک کیا۔ ہمیں چیف سیکرٹری نے بلایا اُس کے بعد پھر ہماری ملاقات ہوئی یہ طے پایا کہ کیسکو جو ہے آئندہ اگر بلوجستان میں زمینداروں کی بھلی بند کر گئی۔ تو ایک دفعہ بیٹھ کر اُن کے ساتھ بات کرنی ہے پھر اُس کے بعد اُن کی off switch یہ بھلی کی بندش میرے خیال میں اسی طرح ہے جس طرح آپ وینٹی لیٹر لگے ہوئے ہیں اور آپ اُس کی ایک وینٹی لیٹر اتار دیں۔ اور پھر اُس مریض کی کیا حالت ہوگی۔ بلوجستان کی زمینداروں کی اس سیزن میں یہ ہمارے فصلیں تیار ہونے والے ہیں ہمارے فصلیں جب آپ ہمارے وینٹی لیٹر اتارے گئے یہ مرنے کے اُس پر جارہا ہے۔ ہم تو کہہ رہے تھے کہ

شائد چلوں بلوچستان کے اس علاقے میں یہ بھلی کا در پری ہے کم از کم وہ چھ، سات اضلاع جو گرین بیلٹ کہلایا جاتا ہے۔ کم از کم وہ خوشحال ہو گئے لیکن آج ہمیں جس طرح ہمیں اس گرین بیلٹ حالت دیکھ رہے ہیں یہ گرین بیلٹ بھی ہماری تباہی کی طرف جا رہا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! تو یہ انتہائی اہم اور سنگین مسئلہ ہے خاصاً میں یہی کہوں گا۔ کہ ہمیں بلوچستان کو صرف دھمکی نہیں جس طرح یہ تو ہمارا پانی بند کر دیتے ہیں۔ بلوچستان کی حکومت بھی یہ step اٹھائے میں حکومت میں نہیں ہوا اگر میں وزیر اعلیٰ ہوتا یا میں جس طرح جان صاحب بیٹھا ہوا ہے یا کوئی وزیر یہ کہے اگر آج ہمیں سندھ ہمارا پانی کا پورا حصہ نہیں دیتا اور اس جاؤں پر عملدرآمد نہیں کر سکتا تو آپ کچھ دن کے لیے جب کا پانی بند کروں پھر میں دیکھتا ہوں کراچی والے بلبلہ اٹھائیں گے۔ پھر کس طرح دیکھتے ہیں بلوچستان کا پانی بند ہو جاتا ہے پھر زندگی پھر آپ کا پانی بھی بند ہوا شائد کچھ لوگ سمجھے کہ یہ بغاوت کی باتیں کر رہا ہے۔ لیکن آج ہمارا پانی بند ہے تو ہمارا تو یہی حالت ہے یا تو ہم اتنے مجبور اور بے بس ہے کہ ہم سب کچھ سبھ کے جو ہے مرنے کے لیے تیار رہ جاتے ہیں۔ یا تو پھر جو ہے ہمارے حکمران نااہل ہیں جو اپنی حق اور حقوق کی بات نہیں کر سکتے ہیں۔ یہ کوئی بغاوت نہیں ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ میں کہتا ہوں کہ جب بلوچستان کے اتنے لوگ آ کے 80 فیصد ذریعہ معاش ان کا چھیننا جاتا ہے۔ تو پھر دوسرا راستے یہ لوگ ڈھونڈیں گے۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ یہ ہمارے جوان یہ کیوں اس طرف چلے گئے۔ جب بیروزگاری عام ہو گی جب ہزاروں لاکھوں لوگ جس طرح شاء بلوق نے کہا کہ ایک چھوٹا سا فیصلہ ان کے لیے تو ایک لیکر کھنچنا تھا۔ کہ ہمارا پڑول نہیں بکرہا تاہم نے اس پر tax گا دیا ہے۔ جلدی سے یہ پیسے ہمیں recover ہو گئے۔ انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ بلوچستان کے لاکھوں لوگوں کو بیروزگار کر کے ہم ان کے بچوں کے یہ جو چوٹے جل رہے ہیں آج گوار کے لوگ بھی بیہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اپنے پانی کے مسئلے پر کہ ہمیں پانی نہیں مل رہا ہے بجلی کے لیے بھی میں نے دیکھا کہ میں نے ایک تحریک التواء ان کے لیے بھی ڈالا ہے۔

جناب اسپیکر: جی ملک صاحب اس کو آپ conclude کریں۔

ملک نصیر احمد شاہوی: شاید آنے والے اُس میں ہوں جناب اسپیکر صاحب! میری آپ سے گزارش ہے بیہاں اگر حکومت نہیں کم از کم آپ بھی اپنی جو آپ کے اختیارات ہیں جو کچھ آپ کر سکتے ہو کوئی کمیٹی بناسکتے ہو کوئی روونگ دے سکتے ہو۔ لیکن یہ ہے ایک سنگین اور اہم مسئلہ جتنا نقصان ہو چکا ہے وہ چکا ہے اس کے لئے جنگی بنیادوں پر جو ہے عملدرآمد ہونا چاہیے۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ۔

ملک نصیر احمد شاہواني: کہ بلوچستان کو بلوچستان کا پانی ملے۔ اگر بلوچستان کو بلوچستان کا پانی نہیں ملے گا جتنا فقصان ہو چکا ہے مزید ان فقصانات کا متحمل نہیں ہو سکتے یہ لوگ خاص کر کل کا جو ہڑتاں ہونے جا رہا ہے جناب اپسیکر صاحب! اُس کے لئے بھی آج آپ کی رولنگ جانی چاہیے کہ ان کے نمائندوں سے بات کریں ان کو تسلی دے دیں۔ کیوں بار بار ان کو ویسے تو اللہ کی طرف سے ایک عذاب ان پر نازل ہے۔ ان کو کیوں روڈ پر مرنے دیا جاتا ہے کوئی پوچھنے والا بھی نہیں 54 ڈگری، 50 ڈگری میں پوچھنے والا بھی وہاں پہنچنے ہو وہ خود کہتے ہیں کہ کوئی تحصیلدار بھی نہیں آیا اور پانچ گھنٹے کے بعد کئی لوگ بے ہوش ہو گئی کئی لوگ بیمار ہو گئے ہم دیکھتے ہیں کہ بلوچستان میں کسی چیز سے بھی نمٹ نہیں سکتے ہماری حکومت اتنی نااہل جناب اپسیکر! پچھلے دنوں میں نے دیکھا ٹی وی پر آ رہا تھا۔ کے صرف مکران ڈویژن میں تربت میں ہماری جو کرونا کی پرستش ہے وہ 54 فیصد جا رہا ہے۔ یعنی گھر میں ہر دوسرے بندے کو جو ہے کرونا ہو چکا ہے۔۔۔

جناب اپسیکر: جی ملک صاحب آپ conclude کریں باقی بھی آپ کے ممبران ۔۔۔

ملک نصیر احمد شاہواني: تو میں کہتا ہوں کہ وہ کون سامسئلہ ہے جس سے ہماری حکومت نمٹ سکتی ہے۔

جناب اپسیکر: جی شکریہ ملک صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہواني: یہ ایک انسانی جانوں کا مسئلہ ہے ہمارے صوبے کا ذریعہ مسئلہ ہے ہماری معیشت کا مسئلہ ہے اور اس پر جتنا سخت قدم اٹھا سکتے ہیں یہ یہ ہماری حقیقی بھی efforts ہیں۔

جناب اپسیکر: جی شکریہ ملک صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہواني: تاکہ ہمارے زمین داروں کا مسئلہ۔

جناب اپسیکر: جی بڑی مہربانی ملک صاحب۔ جی محمد خان لہڑی صاحب۔

حاجی محمد خان لہڑی (مشیر برائے وزیر اعلیٰ محنت و افرادی قوت): ا، عوذ باللہ من الشیطین الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب اپسیکر صاحب! آج جو تحریک التو اپیش کی گی ہے۔ میں اسکی حمایت کرتا ہوں۔ کیوں کہ اس وقت میرے دوست colleagues تھے اور اس پر تفصیلی بات کی ہمارے بلوچستان میں دو کنال ہیں جیسے کیا تھر پٹ نیڈ را بھی تک کچھی کینال اُس پر کام ہو رہا ہے۔ جس میں ہمارے پٹ نیڈ رکا جو پانی کا share بتا ہے۔ ارسا ایکارڈ 91ء کے مطابق چھ ہزار سات سو کیوں سک اور آگے آ کے جیسے اس کے بعد ہمارا کیا تھر کینال ہے، جس کا میں نے ارسا ایکارڈ 91ء کے مطابق چھ ہزار سات سو کیوں سک بنتا ہے۔ جہاں پر ہمارے دونوں کینالز جو اسٹریچرز ہیں وہ سنده میں ہیں۔ آپ کا کیا تھر کینال سے سیف اللہ کینال بکتا ہے اور ہمارے فٹ نیڈر کینال

سے شاہی کینال نکلتا ہے۔ اور ہمیشہ سندھ جو ہے ہمارا share جتنا بنتا ہے وہ ہمیں پانی نہیں دیتا ہے۔ اور وہیں پہ اسٹرپچر زکو بند کر کے جہاں ان کے سندھ ایریا زوجو ہیں ان کے کینا نزا رہے ہیں ان کو [الان](#) پانی دیا جاتا ہے۔ میں اس کے علاوہ جو میں نے جیسے، یہ بلوچستان کے ہمارے جو دونوں کینا نزا واحد ریز راعت کا ان کے اوپر میسر ہے۔ تقریباً اس وقت ہمارے نصیر آباد جس میں جہاں آپ کا پٹ فیڈر کینال چھ لاکھا میٹر آباد ہوتا ہے۔ یہاں پہ بُنے والے لوگ ہیں ان کا ذریعہ معاش اسی پانی پر ہے یہی زراعت پر ہے۔ لوگ ابھی اس کے اوپر جو لوگ جا کے ہندو جوا کثریا جو نجح رکھتے ہیں جو بیو پاری ہیں ان سے سود پالے لیتے ہیں نجح اور وہ نجح کاشت کرتے ہیں کہ ہماری آبادی ہوتی ہے کہ ہم فصل اٹھائیں اس کے بعد ہم آپ کو پیسے دینے کے لیے تیار ہیں وہ بھی جو اس وقت اربوں کا لیا ہوگا۔ لیکن وہ نجح سوکھ گئے وہیں پہ پانی نہیں دیا گیا۔ وہ لوگ مجبوراً پانی زمین نجح کر پھر وہ قرض واپس کر دیتے ہیں۔ اور یہ سندھ حکومت ہمیشہ ہمارے ساتھ چاہیے ربی ہو چاہے خریف ہو۔ خریف میں اس وقت پانی زیادہ چھوڑا جاتا ہے۔ جب زیادہ چھوڑا جاتا ہے تو لوگ کاشت کرتے ہیں۔ اس کے بعد ایک، دو پانی کے بعد وہ بھی پانی بند کر دیا جاتا ہے۔ جہاں پہ اربوں، میں نے پچھلے ہر وقت میں نے یہ اسمبلی کے فلور پہ بات کی ہے چاہے ہمارا خریف کا ہو چاہے ربی کا ہو ہر وقت یہی سلسلہ ہمارے بلوچستان کے ساتھ رہتا ہے۔ پہلے پانی تھوڑا زیادہ دیا جاتا تھا جب لوگ کاشت کرتے ہیں اس کے بعد ان کا پانی بند کیا جاتا ہے۔ سندھ ہر وقت ہمارے ساتھ یہی چیز کرتا رہتا ہے۔ تو اس وقت میں آپ کو کہتا ہوں کہ جس میں میرے پٹ فیڈر کے سات جو [ٹولیں](#) گیا رہ [distributaries](#) ہیں جس میں سات میرے علاقے میں آتے ہیں۔ جہاں پہ ہر کینال اگر 14 دن سات، سات دن کے بعد باری آتا تھا۔ سات دن ان کو پانی ملتا تھا۔ ابھی میں آپ کو کہتا ہوں حقیقت پانی جو نئے عمل کی وجہ سے صرف دو دن ہر کینال کو پانی ملتا ہے۔ 15 دن کے بعد اگر آپ کسی کینال کو دو دن پانی دیں تو کتنا نقصان ہو جاتا ہے اس کا۔ تو میں آپ کی توسط سے، بہت سے دوستوں نے اس پر بات کی تو میں زیادہ اس میں نہیں کرنا چاہتا ہوں کہ اس کو سنجیدگی سے لیا جائے تاکہ یہ تو وہیں پر already ایک بربادی ہوئی ہے تو آئندہ ایسے بربادی نہ ہوتا کہ لوگ صرف یہی پانی کے اوپر آپس میں لڑیں، جھگڑیں، خون خراہ ہو جائے۔ بہت سے قبائلی جھگڑے اس پر ہوئے ہیں۔ ابھی تک لوگوں کے چل رہے ہیں تو میں آپ کی توسط سے سی ایم صاحب نہیں ہیں تو کم از کم اس کو سنجیدگی سے لے لیں۔ یا سی آئی میں جہاں پہ جو وہ بیٹھ کے تاکہ ہمارا یہ مسئلہ حل ہو سکے۔ شکریہ جناب۔

جناب اپسیکر: شکریہ محمد خان لہڑی ثناء بلوج صاحب آپ نے پہلے بھی بات کی ہے اس کو مزید تفصیل سے

کریں۔

جناب شناع اللہ بلوچ: سر! شکریہ یہ جناب اسپیکر صاحب! محترم جان بھالی صاحب ملک نصیر صاحب نے جو تحریک التوا میں اس کو پیش کی ہے میں اس کے کچھ آئینی اور قانونی پہلوؤں پر بات کروں گا۔ یہ جو Accord ہوا تھا Water Apportionment Accord جو 21 مارچ 1991ء کو۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جو بنیادی غلطی ہوئی ہے۔ اسی کے Accord میں ہے جس کو ارسا Accord بھی کہا جاتا ہے اصل میں یہ صوبوں کے ماہین پانی کی تقسیم کا ایک فارمولہ تھا اب اندازہ کریں بدقتی یہ ہے کہ بلوچستان کو تمام چیزیں رقبے کی بنیاد پر جاتی ہے تین لاکھ 45 ہزار اسکواڑ کلومیٹر ہمارا رقبہ ہے، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب پانی کی تقسیم ہو رہی تھی جو سب سے زیادہ علاقتے ہیں، ان علاقوں میں پانی زیادہ بھیج دینا چاہیے تھا۔

(خاموشی۔ اذان عشا)

جناب اسپیکر: جی شناع بلوچ صاحب۔

جناب شناع اللہ بلوچ: جی جناب اسپیکر صاحب! تو میں عرض کر رہا تھا جو Water Apportionment Accord جو مارچ 1991 کو طے پایا تھا سب سے بڑی خرابی سب سے بڑا دھکہ تو ہمارے ساتھ تھا تو وہیں سے ہوا۔ یعنی بلوچستان میں صرف اس کیلئے تین فیصد پانی کا حصہ مقرر کیا گیا ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ اس وقت این ایف سی ایوارڈ میں ہمارا حصہ 9% تک تو پہنچ گیا، گوکہ وہ بھی کم ہے۔ لیکن جب 1991ء میں جب ایکارڈ sign ہو رہا تھا ارسا کے تحت ہم بلوچستان کا کیس شاید مضبوط طریقے سے پیش نہیں کر سکے پھر اس ایکارڈ کے تحت بلوچستان میں جو یہاں جو کینا لازم ہے، ان کی نال جو width ہے جو ایکارڈ کے تحت بلوچستان میں جو کینا لازم ہے، ان کی نال جو discharge ہے جو ایکارڈ کے تحت بلوچستان میں جو کینا لازم ہے، ان کی نال جو proper discharge ہے جو ایکارڈ کے تحت بلوچستان میں جو کینا لازم ہے، ان کی نال جو technically pursue ہے جو ایکارڈ کے تحت بلوچستان میں جو کینا لازم ہے، ان کی نال جو technically گورنمنٹ آف بلوچستان نے کبھی ان کو جو تو چہ نہیں دی۔ آج جو بیس سال بعد ہمارے زمیندار بالخصوص جس میں میرے سارے دوست حکومتی پارٹی کے جو سارے دوست ہیں ان کا تعلق نصیر آباد سے ہیں۔ 16 لاکھ کی آبادی ہے نصیر آباد دویشنا کی۔ آپ اندازہ لگائیں کہ صرف اس سال، گوکہ کہنے کو یہ ہوتا ہے کہ سات ہزار آٹھ ہزار کیوسک پانی کا جو ہے واٹر کا وہ ادھر پہنچ جانا چاہیے تھا لیکن وہ تین سے دو ہزار، تین ہزار کیوسک پانی بھی جو ہے وہاں کے نصیر آباد دویشنا کے زمینداروں کو نہیں ملتا۔ تو اگر آپ تین سے چار ہزار کیوسک پانی کی جو مقدار ہے وہ کم مل رہا ہے اس کو بیس سال پر آپ ضرب دیں۔ تو اسی ہزار کیوسک جو ہے وہ بلوچستان کو کم پانی ملا ہے پندرہ، بیس سال میں۔ تو جب یہ کیوسک، دیکھیں ایسا جیسا ایک

لفظ ہے لیکن اگر ایک کیوسک کی اکنا مک ویب سائٹ پر کہتے ہیں جناب والا! کہ اگر ایک کیوسک سے کہیں مکعب فٹ اس میں پانی ہوتا ہے اگر وہ کسی زمین پر جاتا ہے تو وہ اچھی فصل تیار کر سکتا ہے وہاں سے چاول پیدا ہو سکتا ہے گندم، اناج، کپاس اور کئی قسم کی فصلیں۔ جب آپ کو پانی نہیں ملتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ برائے راست loss کر رہے ہیں تو اگر آپ اسی ہزار کیوسک جب سندھ سے ہمیں پانی کم ملا ہے میں تو کہتا ہوں ارسا کے سسٹم سے کم ملا ہے اب میں بات کروں گا کہ اس میں صرف سندھ کو کیوں مور دالا مم ہے ٹھہرائیں۔ سندھ کے پاس بھی پانی کی کمی ہے یہ پرائم اس وقت جو درپیش آ رہا ہے جو انٹر پراؤشن والٹر مجمعت ہے یا اس ایکارڈ کو implement کرنے کا جو طریقہ کارہے وہ بھی ارسا کے اندر شامل ہے۔ لیکن ارسا کا جو language ہے اس کا سارا آپ پڑھیں گے ارسا کو وہ سارے قواعد اور ضوابط ہیں، قوانین ہیں وہ اتنے ambiguous ہیں اس میں اتنی خامیاں ہیں کہ بلوچستان کو کہی بھی اس سے انصاف نہیں مل سکتا ہے تو اس کے بعد اگر آپ ارسا میں آپ کا فیصلہ طے نہیں ہوتا جس طرح جان جمالی صاحب نے کہا آپ کو نسل آف کامن انٹریسٹ میں جاتے ہیں۔ پھر اٹھارویں ترمیم کے بعد انٹر پراؤشن کو آرڈینیشن کمیشن اور کمیٹیاں بنائی گئی ہیں۔ ایک منشی بنائی گئی ہے۔ آپ ادھر پا مسئلہ لیجاتے ہیں تو بلوچستان کے اس کیس کو ٹینکنیکل بینادوں پر سمجھنے لیئے بلوچستان کے پانی کا حصہ تین فیصد سے دس فیصد تک لانے کیلئے آپ کو ایک بہت ہی جاندار قسم کی، تو ان قسم کی آواز کی ضرورت ہے۔ ایک بہت تو ان قسم کی قرارداد کی ضرورت ہے۔ ایک بہت تو ان قسم کی کمی کی ضرورت ہے جو بلوچستان کے اس مسئلے کو پیش کرے۔ اس کا میں آپ کو بتاؤں جو یہ اس دفعہ اس سال جو اگر ان کو پانی کم ملا ہے میری سلیم ہوسہ صاحب، محمد خان لہڑی صاحب، جان جمالی یا ان کو، تقریباً 77 ارب سے لیکر 80 ارب روپے کا صرف اس سال کا نقصان ہو گا۔ کوئی ایک غریب صوبے کیلئے جہاں پر غربت کی شرح پہلے سے ہی 80% سے زیادہ ہے۔ جہاں human Development Index particularly نصیر آباد ہے اس کو مشرقی بلوچستان کہتے ہیں، مشرقی بلوچستان کے ان چھ سے سات اضلاع جس میں ڈیرہ بگٹی بھی اب شامل ہو گیا ہے ان چھ سے سات اضلاع کا جو انسانی جو ترقی کا معیار ہے وہ پاکستان میں سب سے کم اضلاع میں شمار ہوتا ہے۔ بلوچستان کے نظام میں ہم نے کبھی نصیر آباد کو اچھی تعلیمی ادارے نہیں دیے ہیں۔ ہم نے نصیر آباد کو سڑک کے اوپر ہے ہمارا میں ہائی وے ہے ہماری ایک شاہراہ ہے ہمارا گلستان ہے جس طرح میں نے کہا اب دخلستان بنتا جا رہا ہے، ہم نے کبھی توجہ نہیں دی کہ یہاں پر انڈسٹریلائزیشن ہو۔ ان کو پر اپر بھی ملے، گیس سب سے زیادہ پیدا کرنے والا جو ہے آپ کا نصیر آباد ڈویژن ہے۔ سبی ڈویژن کا ایک ڈسٹرکٹ

ڈیرہ بگٹی۔ تو یہ جب ڈیرہ بگٹی یہ سارے مشرقی بلوچستان کے آپ کے اضلاع آپ کے بلوچستان کی روپیں اور گیس انہیں سے آتی ہے۔ آپ کی ساری پیداوار کو یہ بڑھاسکتے ہیں یہ اچھی گندم پیدا کر سکتے ہیں لیکن یہ جو مسئلہ ہے یہ سیاسی اب نہیں ہے، اسکو قومی اور بلوچستان کی سطح پر اجتماعی طور پر لینے کی ضرورت ہے۔ Water Apportionment Accord میئنگ ہونی چاہیے۔ ہم جب یہ بات کرتے ہیں ہمیں بار بار کہتے ہیں کہ جی ارسا جیسا معاہدہ پھر کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔ لہذا آپ اس معاہدے کو نہ چھیڑیں۔ ہم کیسے اس معاہدے کو نہ چھیڑیں جس معاہدے کے تحت آدھے پاکستان کو صرف تین فیصد پانی دیا گیا ہے۔ یعنی بھلی ہمیں ڈیرہ بگٹی فیصد مل رہا ہے پورے پاکستان میں، پانی ہمیں تین فیصد مل رہا ہے۔ گیس جو ہے وہ ہم اپنی پیدا کرتے ہیں۔ واپس ہمیں گیس جو ہے ہمیں بلوچستان میں دو فیصد گیس نہیں مل رہی ہے ہمیں۔ سڑکیں ہمیں دو فیصد نہیں مل رہی ہے۔ ٹرانسیشن لائیں نہیں ہیں۔ کوئی بھی نظام بلوچستان کے اندر مثلاً آپ ہمیں کس طرح جو فیڈریشن ہے وہ کس طرح ٹریٹ کریگا۔ تو ارسا کا جو یہ Water Apportionment Accord ہے اس کو دوبارہ میرے خیال جان جمالی صاحب آپ خود بھی اس کو دیکھیں۔ جب تک ہم نے اس کو revisit نہیں کیا ہے جب تک فیڈرل گورنمنٹ ایک نئے commitment کے ساتھ ایک نئی گارنٹی کیا تھی نہیں آتی اس وقت تک ہم سندھ کیا تھی یہ جھگڑا اڑتے رہیں گے کہ جی آپ نے ہمارا کم روکا ہے۔ سندھ کہتا ہے مجھے پانی وہاں سے کم مل رہا ہے دوسرا بات یہ ہے کہ آج کل دنیا بہت شکناوجی کی ایڈوانس ہو گئی ہے۔ آج کل آسمان سے جو ہے وہ کیا کہتے ہیں خلا میں جو سیارے ہیں جن کو ہم کہتے ہیں یہ سینیاٹ جو ہیں مانیٹر کر سکتے ہیں کہ کہاں کتنا پانی جارہا ہے لیکن بلوچستان میں ابھی بھی ہمارے نہری نظام پر ہمارے گیس کے نظام پر اور ہماری بجلی کے نظام پر ابھی تک ہم لوگوں نے آلات جو ہیں نصب نہیں کئے ہیں۔ ابھی تک جس طرح محمد خان صاحب نے ایک بندے کا نام لیا، اسکو کیا کہتے ہیں جو گنج والا کھولتا ہے اُسکی مرضی ہے جتنا پانی چھوڑ دیں۔ جتنا کوئی طاقتوز مینڈارے جائیں۔ جتنا کسی علاقے میں چلا جائے۔ اندازہ کریں کہ دنیا شکناوجی کی اتنا ایڈوانس ہو گیا ہے۔ آپ جناب والا! ہر زمیندار کی پانی کے معیار کو ناپ سکتے ہیں کہ آپ نے زمیندار کو کس زمین کو کتنا ایکڑ میں کتنا پانی دیا ہے۔ دنیا اتنا technologically-advance تھوڑی ہو گئی ہے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں بلوچستان جیسے جہاں مسلسل سالہا سال بارش کیلئے ترستے ہیں ایک ہی ہمارا فوڈ بسکٹ ہے جس کو ہم کہتے ہیں نصیر آباد ڈویژن اگر نصیر آباد

ڈویریشن کے کیس کو ہم سمجھیں گے نہیں اسکو ایک قومی مسئلہ نہیں سمجھیں گے۔ اسکو بلوچستان کا مجموعی مسئلہ نہیں سمجھیں گے صرف نصیر آباد کے لوگ اسکے لئے احتیاج کرتے رہے، گولیاں کھاتے رہے۔ گرمی میں بیٹھ رہے جس طرح ملک صاحب نے کہایہ مناسب نہیں۔ تو جناب اسپیکر صاحب! جس طرح جان جمالی صاحب نے آپ کو کہا کہ یہ تین، چار ہمارے پاس legal instruments ہیں۔ اس کے اندر ایک mechanism ریا گیا ہے کہ جو inter provincial water dispute کو حل کرنے کا لیکن اُس میں بہت زیادہ ابہام ہے۔ دوسرا ہمارے پاس کو نسل آف کامن انٹریس ہے۔ اُس میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزیر اعلیٰ کو یہ چھوٹی چھوٹی چیزوں میں اپنا وقت ضائع کرنے کی بجائے بلوچستان کے جو مجموعی حالات ہیں تین سال سے ہم ان کو بتا رہے ہیں۔ ہمیں پانی کم مل رہا ہے۔ ہمیں بجلی کم مل رہی ہے۔ ہمیں گیس کم مل رہا ہے۔ ہمیں سی پیک میں حصہ کم ملا ہے۔ ہمارا جو IPPL کے ساتھ معاہدہ کوئی آٹھ سے دس سال سے پڑا ہوا ہے اس کو ابھی تک renew نہیں کر پا رہے ہیں۔ اس بلوچستان میں غربت بڑھی ہے۔ تو آپ سنجیدہ وزیر اعلیٰ کا کردار ادا کر کے آپ آئیں، اس طرح کے سنجیدہ مسائل پر بات کریں debate کریں۔ یہ لڑائی جھگڑے بھی نہیں ہونگے۔ لیکن آپ سارا دن ہماری جو حکومت ہے وہ سارا دن اپوزیشن کو زیر کرنے اور پھر ایک دو کرت کے مقیج کروانے پر اگر وہ سمجھتے ہیں کہ بلوچستان کے لوگوں کے چہرے پر خوشحالی آئیگی نہیں۔ جس کے گھر میں ہمارے بلوچی میں ایک کہاوت ہے کہ آپ اُس وقت تک عبادت بھی نہیں کر سکتے ہو جب تک کہ آپ کا پیٹ بھرا نہ ہو۔ تو اس حکومت کی تعریف لوگ کیسے کریں گے۔ لوگ تو عبادت بھی خالی پیٹ نہیں کر سکتے۔ تو اس حکومت کی خالی پیٹ میں بلوچستان کا کوئی شخص ہو گا کہ کر کٹ کے مقیج پر بیٹھ کر اس حکومت تعزیف کریں۔ تو وقت جو سنجیدگی کا ہے لہذا میں یہ سمجھتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! آپ ایک رولنگ دیس کے حکومت جو ہے وہ اس سنگین مسئلے پر Council of Common Interest کا اجلاس بلائیں۔ Water

جو ہے اسکو revisit کرنے کیلئے حکومت بلوچستان seriously Apportionment Accord کریں اپنے فیڈرل گورنمنٹ کو stress کریں۔ ان پر دباؤ ڈالیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ بہاں ایک کمیٹی اس پانی کے مسئلے پر جو ہیں particularly پانی کے مسئلے پر اور اس Accord کو revisit کرنے کے حوالے سے وہ فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ negotiate کرے اور بات کرے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: شکریہ نشاء بلوچ صاحب! آپ نے بہت اچھی باتیں کی ہیں اور جان جمالی صاحب نے

کی۔ بہت بڑا مسئلہ ہے بلوچستان کا اور واحد ہمارا علاقہ ہے جو تھوڑا بہت وہاں ایک لیکھر ہے اور یہ مسئلے ہیں سنده گورنمنٹ میں جب بھی بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہمیں بھی کم ملتا ہے۔ لیکن اگر انکو کم ملتا ہے جو بھی ہے لیکن بلوچستان تو پہلے سے در بدر ہے، اس کا حصہ تو نہیں کا ٹا جائے۔ چونکہ بلوچستان کے کاشتکاروں ۔۔۔

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر ملکہ ماں): جناب اسپیکر صاحب! میں نے بھی نام بھجوایا ہے۔

جناب اسپیکر: جی سلیم صاحب۔

وزیر ملکہ ماں: بہت بہت شکر یہ جناب اسپیکر صاحب! یہ ایک اہم issue ہے اس پر پہلے بھی کئی دفعہ بات ہو چکی ہے جناب والا! اسکو سمجھنے کے لئے میں گزارش یہ کروں گا کہ یہ کچھ لوگوں یا ہزار لاکھ نہیں ہے یہ بیس لاکھ لوگوں کا سوال ہے نصیر آباد ڈویژن میں۔ یہ ایک بہت بڑا issue ہے جو صرف اس سال پیدا نہیں ہوا ہے یہ ہر سال اسی طرح ہوتا ہے یہ ہمیشہ آپ پہلے ادوار کو دیکھیں ہمارے ساتھ اسی طرح سنده گورنمنٹ زیادتی کرتی آئی ہے۔ میں اس پر بھی آؤں گا لیکن میں تھوڑا سا آپ کی نائج میں بھی اور ایوان کی نائج میں ایک اور چیز بھی لانا چاہتا ہوں کہ آج پر یہ ڈینٹ صاحب سے گورنر ہاؤس میں ہماری ملاقات ہوئی تو ہم نے یہ بات ان کے سامنے بھی رکھی ان سے گزارش کی کہ جی سنده حکومت ہمارے ساتھ زیادتی کر رہی ہے تو مہربانی کر کے آپ ذاتی دلچسپی لیکر اس مسئلے کو حل کرائیں ہم نے یہاں تک بھی کہا ان کو کہ اگر گورنمنٹ آف بلوچستان چاہے تو حب ڈیم سے پانی بند کر سکتا ہے کراچی کا۔ لیکن ہم یہ step نہیں اٹھانا چاہتے ہیں وہ بھی ہمارا ہی حصہ ہے ہمارے ملک کا حصہ ہے ہم اس طرح نہیں کرنا چاہتے ہیں جس طرح سنده گورنمنٹ ہمارے ساتھ کر رہی ہے جناب والا! سنده گورنمنٹ آج بھی ہمارے جتنے بھی کنال ہیں ان کو آپ اگر دیکھیں گے تو وہاں پانی فل ٹچ میں جا رہی ہے مسئلہ ہمارے ساتھ ہے ہمارے جو تین کنال ہیں خاص طور پر پٹ فیڈر کینال کیر تھر کینال اور پٹ فیڈر سے جوشائی کنال نکلتا ہے یہ تین کنال ایسے ہیں جو ہر سال اسی طرح کے problems پیدا ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے جس طرح ہمارے دوستوں نے بڑی تفصیلاً بات کی سی سی آئی میٹنگ کے حوالے سے کہا کہ جی 2016ء میں شاید ایک کمیٹی بنائی گئی جو ڈاکٹر مالک اور مراد علی شاہ کے درمیان میں اس نے آج تک فیصلہ نہیں کیا میں سمجھتا ہوں کہ کیونکہ سنده گورنمنٹ اس حوالے سے serious ہی نہیں وہ بھی بھی ان کمیٹیوں میں بیٹھ کر بلوچستان کا جو پانی کا حصہ ہے وہ بھی بھی ہمیں دیگا وہ سنده گورنمنٹ کو جب تک pressurise نہیں کیا جائیگا تب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا سی ایم صاحب سے بھی ہم نے بات کی سی ایم صاحب نے مراد علی شاہ سے اس دن بھی بات کی لیکن ہم نے کی بنیٹ میں اس ایشیو کو اٹھایا ہے سی ایم صاحب فیڈرل لیول پر بھی اٹھائیں گے مراد علی شاہ کے

پاس بھی پروگرام بنایا ہے ابھی اریگلیشن کے منسٹرنیں ہیں اگر وہ ہوتے تو اور زیادہ بہتر بتا سکتے کیونکہ ان کا کافی کوآرڈنیشن اس حوالے سے ہو چکا ہے لیکن مسئلے کا حل نہیں نکلا ہے مسئلے کا حل اُس وقت تک نہیں تکل سکتا ہے جناب اسپیکر! جب تک گورنمنٹ آف بلوچستان کے اریگلیشن ڈیپارٹمنٹ کی رسائی اُن ریگولیٹر پر نہیں ہوگی جب تک ہماری اس ریگولیٹر پر رسائی نہیں ہوگی ہماری پیشہ ہی نہیں ہے وہاں تک وہ ٹولن کنٹرول کرتا ہے سندھ گورنمنٹ۔ سندھ گورنمنٹ کے کنٹرول میں ہے۔ سندھ گورنمنٹ ہمیں جب چاہے جتنا چاہے پانی دے دیتا ہے اور اب پانی کچھ بہتر ہوا ہے لیکن اب پانی بہتر ہونے کا کوئی فائدہ نہیں ہے جناب اسپیکر! کیونکہ لوگوں کے پیچ ختم ہو چکے ہیں خاص طور پر tail کے۔ جتنے بھی ہماری یہ جو میں نے تین کینال کا بتایا ہے ان کے جو ذیلی شاخ ہیں ان کے tail آپ چلے جائیں گے تو ان کے پیچ بڑے قسمی آج چاٹانا کے ہائی بریڈ ہے، وہ اتنی قسمی اور مہنگے پنج ہیں جو لوگوں کے ختم ہو چکے ہیں۔ لوگ اس وقت بھی میں سمجھتا ہوں کہ تقریباً تیس سے چالیس پرسنٹ زمین ہمارا جو ہے وہ بخبر ہو چکا ہے آپ کا گرین بیلٹ۔ جو میں لاکھ لوگوں کا نصیر آباد میں ہے۔ تو جناب والا! اس پر میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا آپ سے کہ آپ بھی تھوڑا سا اس پر کوئی کمیٹی بالکل ہونی چاہیے لازمی ہے ضروری ہے اریگلیشن۔ پھر آج مجھے یہ کہتے ہوئے کوئی بھی مطلب کہ میں چھپاؤں گا نہیں نہ شرم کرو نگانہ کچھ میں ضرور یہ کہنا چاہوں گا کچھ ہماری اپنی خامیاں بھی ہیں اگر سندھ گورنمنٹ سے ہمیں پانی مل بھی جاتا ہے تو پھر ہمارا جو ڈسٹریبوشن کا سسٹم ہے وہ بھی ٹھیک نہیں ہے اس کو بھی دیکھنے کی ضرورت ہے۔ جناب عالی! ان سب چیزوں کو ہمیں seriously دیکھنا چاہیے اگر ہم نے نہیں دیکھا تو یہ علاقے ہمارے بخوبی جو جائیں گے اخرب تک ہم tail کی زمینداروں کے ساتھ زیادتی کرتے رہیں گے یہ ایک بہت بڑی زیادتی ہے جو نہیں ہونی چاہیے ان سب چیزوں کو دیکھنا پڑیگا۔ ڈھائی سے تین سو کلو میٹر یہ جو پٹ فیڈر کینال چلتا ہے اپنا سندھ میں، پھر اس کے بعد بلوچستان میں۔ ایک XEN ہے یہ سب چیزیں نہیں سنبھال سکتا ان کے ڈویژن ہونے چاہیں کم سے کم دو XEN ہونے چاہیں ان سب چیزوں کو ہمیں دیکھنے کی ضرورت ہے آج اگر منسٹر اریگلیشن صاحب ہوتے تو زیادہ بہتر طریقے سے ہمیں بتا بھی سکتے اور ہمارے باقی میں سنتے بھی تھج اور اس کو seriously انہوں نے ہمیشہ لیا ہے ان کی مہربانی رہی ہے کہ ہمیشہ ہمیں سپورٹ کیا ہے لیکن یہ ایشوز ہیں ان ایشوز کو ایڈر لیں کرنے کی بہت ضرورت ہے اگر نہیں کیا جائیگا تو جناب عالی! ہم دست و گریبان ہو جائیں گے اب حالات اُس طرف جاری ہے ہیں کیونکہ آپ کا climate change ہو رہا ہے آپ کا پانی اس وافر مقدار میں ابھی نہیں آ رہا ہے انہوں کے اندر تو وہ ایک بہت بڑا ایشوز ہے ہمیں اپنے گریبان میں بھی جا کنٹا پڑیگا ہمیں سندھ گورنمنٹ پر بھی پریشر

ڈالنا پڑیگا یہ سب چیزیں کرنے کی ضرورت ہے تو میری آپ سے ہمدردانہ سے گزارش ہے کہ اس کو **دیکھیں** میں نے پہلے بھی بات کی لیکن اُس وقت قادر نائل صاحب تھے، انہوں نے کوئی خاص اس پے شاید اس کے knowledge میں نہیں تھا یا ان کے اتحاری میں نہیں تھا تو وہ اس پر زیادہ بول نہیں سکے۔ تو آپ سے امید ہے کہ آپ کوئی اس پر سخت قسم کا رو لنگ دینگے جو ارسا ہے فیڈ رل گورنمنٹ ہے سندھ گورنمنٹ ہے کم سے کم ان کو کہیں ناں کہیں تو پابند کریں جو ہمارے ساتھ زیادتیاں کی جا رہی ہیں اس کا ازالہ ہو سکے، بہت شکر یہ۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ! سلیم کھوسو صاحب، جی ٹائم بہت ہو گیا ہے already آپ کے سارے ممبروں نے کیا میرے خیال میں کیا نکالیں گے سندھ پر نکالیں گے تو میرے خیال میں اس پر جاتے ہیں conclusion ہے، ہاں۔

میر احمد نواز بلوچ: شکر یہ! جناب اسپیکر صاحب! آج کا جو تحریک التوا ہے بالکل یا ایک اہم نوعیت کا ہے جو ہمارے بلوچستان خصوصاً گرین بلیٹ کا ہے۔ ماضی میں ہم دیکھتے ہیں کہ ارسا، ارسا، ارسا جن ہے بھوت ہے کیا ہے؟ جب ہماری ارسا کی جو میٹنگ ہوتی ہے اسلام آباد میں تو ہمارے جو ممبر ہیں جو ارسا کا ممبر ہے بلوچستان سے اسے بھی مدعو نہیں کیا جاتا تو اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ بلوچستان میں وہ کھیل کھیلا جا رہا ہے ہمارا بارڈر بیلٹ بند۔

جناب اسپیکر: نہیں ممبر کو بلا یا جاتا ہے ممبر اسلام آباد میں بیٹھا ہوتا ہے۔ اگر حق ملتا ہے وہ اور بات ہے۔

میر احمد نواز بلوچ: اس کو میٹنگ میں نہیں بلا یا گیا ہے۔

جناب اسپیکر: بلا یا جاتا ہے کیسے نہیں بلا یا ہے؟

میر احمد نواز بلوچ: نہیں بلا یا گیا ہے سر! آپ ریکارڈ چیک کریں ارسا کی جو میٹنگ ہوئی ہے پچھلے سال یا اس سے پہلے اس کو نہیں بلا یا گیا ہے حید مینگل صاحب اس کا نام ہے اسے نہیں بلا یا گیا ہے۔ ہمارا بارڈر بیلٹ بند وہاں جو تیل کا کاروبار یا کچھ ہمارے جو بھائی وہاں کام کر رہے تھے آپ اندازہ لگائیں وہاں سب کچھ بند۔ اسی طرز پر گرین بیلٹ کو دانستہ طور پر خشک کیا اس بیلٹ میں پانی نہ ہونے کی وجہ سے لوگ نقل مکانی کر رہے ہیں سندھ کی طرف اندر ورنی پنجاب کی طرف اندر ورنی بلوچستان یہاں آجائیں بھلی نہیں ہے ہماری زمینداری تباہ ہے ابھی ایپل کا سیزن یہاں پے جیسے ملک صاحب نے کہا کہ بھلی ٹو فیز کیا جاتا ہے یا واپڈا کو پیسہ دیا جاتا ہے اس علاقے کا ایک دو گھنٹہ وہ بڑھا دیتے ہیں گرین بیلٹ میں جیسے سلیم خان نے کہا ایک XEN پورے دو ڈویژن کو کیسے

سنچال سکتا ہے ایک XEN کے ساتھ کتنے SDOs ہونگے ہمارے شاہی کنال ہے پٹ فیڈر کنال ہے کیونکہ کنال ہے اس کا ایک XEN کیسے monitoring کر سکتا ہے جیسے سیم خان نے کہا کہ اگر غصہ ہوتے۔

جناب اسپیکر: یہ تو پروانشل کا کام ہے۔

میر احمد نواز بلوچ: جناب اسپیکر! آپ نے رو لگ دی ہے مگر آپ کا چیز برخالی ہے اگر آج اتنا بڑا ایشو ہے ایکیشن کے ہمارے سیکرٹری صاحب کو بیٹھنا چاہیے تھا چیف سیکرٹری کو بیٹھنا چاہیے تھا۔

جناب اسپیکر: ابھی ٹائم بھی آپ دیکھ لیں باقی چیزیں بھی دیکھ لیں۔ آپ لوگ گھنٹہ گھنٹہ بات کرتے ہیں تو جی آپ اس main point پر آ جائیں۔

میر احمد نواز بلوچ: تو یہی کہہ رہے ہیں کہ کام ہمارے سی ایم صاحب کا ہے جناب۔

جناب اسپیکر: ابھی وہ آ جائیگا ناں رو لگ آ جائیگا آپ کے اس پر آ جائیگا۔

میر احمد نواز بلوچ: آپ اپنا role-play کریں آپ اسلام آباد جائیں آپ ایک وفد بنائیں ایک پارلیمانی کمیٹی بنائیں جو اس مسئلے کے لئے نکلیں۔ چار دن لگیں دس دن لگے آنے والے سال کے لئے سر! یہ سال تو گیا لوگ ڈوب گئے آنے والے سال کے لئے آپ ایک تدپیر کر لیں ایک رو لگ دیدیں تو آپ حب ڈیم بند کر دیں سر۔ ہمارے لوگ بھی انسان ہیں گروہ انسان ہیں تو ہم بھی انسان ہیں ہمارے بھی بچے ہیں ہماری بھی وہاں آبادی ہے وہاں غریب کسان سر کیا کریں۔

جناب اسپیکر: جی۔

میر احمد نواز بلوچ: سب سے زیادہ پیس رہا غریب کسان جو ٹیل پر ہے ان بیچاروں کو پانی نہیں پکنچ رہا ہے۔

جناب اسپیکر: ابھی اس کو وہ کر دیں ساری چیزیں باتیں ہوئی ہیں ہیں میرے خیال میں conclusion کی طرف آتے ہیں۔

میر احمد نواز بلوچ: اگر سر! آپ اس کے لئے نکلیں آپ ایک رو لگ دیدیں آپ اپنی سربراہی میں ایک پارلیمانی کمیٹی بنائیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے you thank points ایسے تھے ایک تو طاہر شاہ صاحب آپ ایسا کریں کہ G اور چیف سیکرٹری کو کہیں کہ پہلے دن انکو آنا چاہیے باقی دنوں میں تمام سیکرٹریز یا اُن کے نمائندے موجود ہونے چاہیں اسیں۔ اگر وہ نہیں

ہوتے ہیں پھر وہ اچھی و نہیں ہے کیونکہ House میں جو کچھ ہورہا ہے ان کو پتہ ہی نہیں ہوگا کہ ہمارے اراکین کس طرح کے وہ رائے دے رہے ہیں کہاں پر ان کی اصلاح کے لئے وہ ڈیپارٹمنٹس کے ہیڈ ہیں۔ اگر وہ چیزوں کو نہیں دیکھیں گے تو کس طرح چیزیں بہتر ہوں گی۔ یہ بالکل سختی سے اُس کو وہ کرنا۔ دوسری بات سلیم صاحب نے بڑی اچھی رائے دی ہے کہ اُس کو revision ہونا چاہئے منسٹر بھی ہمارا ہے اور مطلب آپ منسٹر بھی ہیں اور کیبینٹ میں آپ لوگ ہیں۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ محنت و افرادی قوت: اس میں میری ایک رائے ہے کیونکہ ایک کینال ہے اس پر ہم دونوں XEN رکھیں گے۔

جناب اسپیکر: ڈویژن دو ہیں۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ محنت و افرادی قوت: کینال ایک ہے پہلے بھی اس پر یہی چیز ہوا تھا کہ اُسکے distribution نہیں ہوئی تھی پھر اس کو شاید ایک سب ڈویژن تھاشاید شفت کیا گیا تھا اُسکو ایک رکھا گیا تھا کیونکہ کینال ایک ہے اگر اس کے اوپر آپ دونوں XEN رکھیں گے تو ہمارا پانی کی distribution صحیح نہیں ہوگی۔

جناب اسپیکر: تو ایسا کریں کہ چیف سیکرٹری کو لیٹر لکھیں۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ محنت و افرادی قوت: اس پر بیکھ ہو لیکن اس کو صحیح کرائیں XEN اگر اس میں دو ڈویژن کے اندر ہوں گے تو اس میں پھر تضاد ہوگا۔ وہ کہے گا کہ مجھے اتنا پانی چاہئے وہ کہتا ہے کہ مجھے اتنا پانی چاہئے۔ اس سے حقیقت ہے کہ اختلاف ہوگا کیونکہ یہ پہلے بنا تھا پھر اسکو شفت کیا گیا ہے میں یا آپ کے knowledge میں لانا چاہتا ہوں تاکہ آپ کو پتہ ہو۔

جناب اسپیکر: پھر بھی اس پر میٹنگ کر لیں چیف سیکرٹری سے۔

وزیر محکمہ مال: اس طرح کے issues میں میں نے پہلے بھی اپنی speech میں کہا کہ ہمیں اپنے گریبان میں جھانکنا پڑے گا۔ یہ ضرورت ہے ڈھائی تین سو کلو میٹر کو ایک XEN نہیں سنبھال سکتا ہے۔ اُسکی mechanism ہونی چاہئے اُسکو دیکھنا چاہئے proper طریقے سے۔

جناب اسپیکر: اس کو بھی چیف سیکرٹری کو لکھیں کہ اس کے حوالے سے میٹنگ کریں اگر ضرورت ہے تو وہاں

متعلقہ departments کو کہیں کہ وہاں ایک ڈویژن کی اگر ضرورت ہے اور محسوس کرتے ہیں کہ چیزیں ہیں اُس کو کرنا چاہئے۔ کیونکہ بلوچستان کے کاشتکاروں کو کیر تھر کینال سے ضرورت اور مقررہ حصے کے مطابق پانی نہیں مل رہا ہے۔ جس کی وجہ سے شالی اور خریف کی بوائی کی بابت ان کو سخت مشکلات کا سامنا ہے۔ جیسا کہ جان محمد جمالی صاحب اور تمام ہمارے معزز ممبران نے اس بابت ہاؤس میں جامع طور پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ واقعی اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو گرین بیلٹ معاشی طور پر تباہ ہو جائے گی۔ کیونکہ آرٹیکل (b) 155 کے تحت مذکورہ سرچشمہ سے پانی کے استعمال اور تقسیم یا کنٹرول کے سلسلے میں کسی بھی مجاز کی طرف سے اپنے اختیارات میں کسی کو بروئے کار لانے کی کوتاہی ہوئی ہے تو وفاقی حکومت یا متعلقہ صوبائی حکومت کو نسل کو تحریری طور پر اپنی شکایت کر سکے گی۔ لہذا صوبائی حکومت اس بارے میں پانی کے غیر منصفانہ تقسیم کی بابت اب ایک تحریری شکایت آئین کے آرٹیکل (b) 155 کے تحت کو نسل میں جمع کرائے تاکہ گرین بیلٹ کے کاشتکاروں میں پائی جانے والی بے چینی کے خاتمہ کو ممکن بناسکیں۔ میرے خیال میں صحیح ہے۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ مورخہ 04:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 09:00 بجے 30 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

